پاکستان میں پر تشدد واقعات کا تاریخی و شرعی جائزہ

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

ماہ نور صدیقی

ایم فل، علومِ اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر امجد حیات

اسسٹنٹ پروفیسر، علوم اسلامیہ،

نمل اسلام آباد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

سیشن مئی ۲۰۱۸ء

پاکستان میں پر تشدد واقعات کا تاریخی و شرعی جائزہ

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

ماہ نور صدیقی

ایم فل، علومِ اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر امجد حیات

اسسٹنٹ پروفیسر، علوم اسلامیہ،

نمل اسلام آباد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

سیشن مئی ۲۰۱۸ء

بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہے اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **پاکستان میں پر تشدد واقعات کا تاریخی وشرعی جائزہ**

Historical and Shariah review of violent incidents in Pakistan

نام ڈگری: ایم فل علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: **ماہ نور صدیقی**

رجسٹریشن نمبر: 1023_M.phil/IS/S15

ڈاکٹر امجد حیات ______________________

(نگران مقالہ) نگران مقالہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر صفیانہ خاتون ملک ______________________

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

بریگیڈئیر محمد ابراہیم ______________________

(ڈائریکٹر جنرل) ڈائریکٹر جنرل کے دستخط

تاریخ: ______________________

حلف نامہ فارم

(Candidate declaration form)

میں **ماہ نور صدیقی** ولد **محمد نجیب صدیقی**

رول نمبر: MP-S15- 035 رجسٹریشن نمبر: 1023_M.phil/IS/S15

طالبہ، ایم فل شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتی ہوں کہ مقالہ

بعنوان: **پاکستان میں پر تشدد واقعات کا تاریخی و شرعی جائزہ**

Historical and critical review of violent incidents in Pakistan

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر امجد حیات** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: **ماہ نور صدیقی**

دستخط مقالہ نگار: ______________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

فہرستِ عنوانات

انتساب

میں اپنی اس تحقیقی کاوش کا انتساب اپنے والدین اور اساتذہ
کے نام کرتی ہوں، جن کی دعاؤں اور رہنمائی کی بدولت
آج میں علم کی دولت سے سرشار ہوں۔

اظہار تشکر

زیر نظر مقالہ کی تحریر و تکمیل پر میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں۔ جس نے اپنے فضل و کرم سے یہ محنت طلب کرنے کی ہمت و توفیق مرحمت فرمائی اور اس مقالہ کو پایا تکمیل تک پہنچانے کے اسباب و وسائل فراہم فرمائے۔

میں اپنے والدین کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ جن کی دعائیں محبت و شفقت ہمیشہ شامل حال رہی ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے میری بہت سی مشقتیں اٹھائیں اور میری مدد کی۔ اگر ان کی دعائیں اور تعاون نہ ہو تا تو میرا تحقیقی کام پایا تکمیل تک نہ پہنچانا ممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ قائم و دائم فرمائے۔

اس کے بعد شکریہ کے مستحق ہیں راقم کے اس تحقیقی مقالہ کے نگران جناب ڈاکٹر امجد حیات صاحب جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی نے میری ہمت میں استقامت پیدا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اعمال خیر میں اضافہ فرمائے۔

میں اپنے تمام بہن بھائیوں، رفیق حیات اور عزیز و اقارب کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی نیک دعاؤں کے ذریعے میرے سفر تحقیق کو جاری رکھنے میں بھرپور معاونت فراہم کی۔

تمام کتب خانوں کے ملازمین اور مسؤلین کی بھی مشکور ہوں جنہوں نے دوران تحقیق تعاون کیا۔ اس کے علاوہ بھی جن احباب نے تعاون کیا ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ماہ نور صدیقی

نمل، اسلام آباد

Abstract

"پاکستان میں پر تشدد واقعات کا تاریخی و شرعی جائزہ"

"Historical and critical review of violent incidents in Pakistan"

Violence has always been a Gordon knot since the beginning of time. World health organization defined violence as the integral use of physical force or power, threatened or actual, against oneself, another person, or against a group or community which either results in or has a high likelihood of resulting in injury, death, physiological harm, mal development or deprivation's need to work on this topic was to elucidate all the types and aspects of violence for public realization. The objective of conducting this research was to collect all the historical data related to violent activities happened all around Pakistan and putting all together at one place. So that people may realize its consequences. Research thesis is divided into four sections.

In the first chapter, literal and technical definition of violence its types, its origin and evolution, and its prohibition in the light of Quran and Sunnah are explained.

In the second chapter, violent incidents are described historically from 2000 to 2016.

In the third chapter, all the factors leading to violent activities, cause and motives are described.

In The fourth chapter effects and consequences of violent incidents along with suggestions and recommendations have been explained.

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

• موضوع کا تعارف:

بعض اوقات معاشرے میں ایسا کج فہم اور تنگ نظر طبقہ بھی پیدا ہو جاتا ہے جو بالکل نادان، دینی حکمت و بصیرت اور اس کے تقاضوں سے بالکل نہ آشنا ہوتا ہے۔ وہ ظاہری طور پر صالح اعمال کی سختی سے پابندی کرتا ہے جس کے باعث وہ اس گھمنڈ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ پکا مسلمان اور دین کا پاسبان ہے اور اسے اللہ کے مقرب ہونے کا درجہ حاصل ہے۔ اس کے سوا باقی سب کفر و شرک میں مبتلا اور خدا کے نافرمان ہیں۔ اس لئے اس کا حق بنتا ہے کہ وہ بزور بازو دوسروں کو بھی راہ راست پر لائے، وہ گروہ اللہ کی آیات ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾[1] کو بھول جاتے ہیں۔ شیطان اس کے ذہن میں ڈال دیتا ہے کہ وہ سب سے اچھا اور افضل مسلمان ہے بلکہ اس کے مقابلے میں دوسرے لوگ مسلمان ہی نہیں ہیں اس لیے اس کا حق بنتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اپنا ہم خیال بنائے۔ یہی وہ موڑ ہے جہاں پر شیطان ان کو اپنے جال میں پھنسالیتا ہے اور ان کے ذہن میں یہ فاسد خیال ڈال دیتا ہے کہ تم جیسا کوئی نہیں۔ تم ان بے عمل مسلمانوں کو اپنے طریقے پر لانے کے لئے ان کے ساتھ جو چاہے سلوک کرو، خون ریزی، قتل و غارت، لوٹ مار اور دہشت گردی کرو تمہیں کوئی گناہ نہیں ہو گا بلکہ تمہارا ہر عمل جہاد ہو گا۔ انھیں لوگوں کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا۔اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴾[2]

ترجمہ: کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

۱۔ البقرۃ: ۲/ ۲۵۶ (ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں۔)

۲۔ الکھف: ۱۸/ ۱۰۴، ۱۰۳

ان لوگوں کو اصطلاح میں خوارج، شدت پسند، متشدد دین اور دہشت گرد کہتے ہیں۔ جن کی تنگ نظر سوچ نے معاشرے کا امن و سکون برباد کر دیا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان اور دوسرے کو کافر سمجھ کر واجب القتل سمجھ کر تشدد کرتے ہیں۔ امت مسلمہ کو سب سے زیادہ نقصان ان متشدد دین سے پہنچا ہے۔ میری زیر نظر تحقیق میں پاکستان میں ہوئے گئے پر تشدد واقعات کو بیان کیا جائے گا نیز ان کے عوامل واسباب کو مد نظر رکھتے ہوئے اثرات و نتائج بھی بیان کئے جائینگے۔

- **ضرورت و اہمیت:**

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اور وہ اپنے پیروکاروں کو امن و عافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ بلکہ اسلام میں لفظ سلامتی کا مفہوم پوشیدہ ہے جیسے کہ حدیث شریف ﷺ میں ہے۔

((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))[1]

ترجمہ: مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اسلام میں ایک مسلمان کے جسم وجان عزت و آبرو کی قدر و قیمت حرمت کعبہ سے بھی بڑھ کر ہے جیسا کہ ایک دفعہ آپ ﷺ طواف کی حالت میں کعبہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكِ، مَالِهِ، وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا))[2]

"اے کعبہ! تو کتنا عمدہ ہے تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، تیری ان عظمت کے باوجود قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔"

دور حاضر میں بد قسمتی سے نفرت و عداوت قتل و غارت، تشدد، دہشتگردی کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہے جس کا اسلام سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔ امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے شدت پسند لوگ خوارج کہلاتے ہیں۔ اسلام نے ان کو خوارج کا نام دیا ہے۔ یہ فتنہ پرور لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی نفرت انگیز تصویر پیش کر رہے ہیں۔ ان متشدد دین کا سب سے بڑا ہدف اور نشانہ مسلم معاشرے میں ہوتے ہوئے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر انھیں قتل کرنا ہے۔ اس سوچ کے نتیجے میں مسلمانوں کا قتل، ان کی

۱۔ صحیح بخاری، کتاب: الایمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، حدیث نمبر: ۱۰، ج: ۱، ص: ۳

۲۔ جامع الترمذی، محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی السلمی، داراحیاء التراث العربی بیروت، س۔ن، کتاب: البر و الصدقۃ، باب: تعظیم المومن، حدیث نمبر: ۲۰۳۲، ج: ۴، ص: ۳۷۸

عزت اور مال لوٹنے کے فتوے دیے جاتے ہیں۔ یہ خوارج آج کے دور سے نہیں ہیں بلکہ حضور ﷺ کے دور سے ہیں ان لوگوں کا شر وفسد آج بھی قائم ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ بہت سی بھلائیوں اور خیر خواہی سے محروم ہو چکی ہے۔ یہ لوگ آئے دن سینکڑوں ہزاروں کو بے دریغ قتل کرتے ہیں اور اپنے اس عمل کو جہاد سے منسوب کر دیتے ہیں اور یوں پورے اسلامی تصور جہاد کا غلط نقشہ پیش کرتے ہیں۔ مسلمان کا قتل فی نفسہ کافرانہ فعل ہے۔ قرآن کریم کی آیات اور رسول کریم ﷺ کی بہت سی حدیثوں سے پتا لگتا ہے کہ مسلمان کا قتل اور دہشت گردی اسلام میں قطعی حرام بلکہ کفریہ افعال ہیں۔ اپنی بات منوانے اور دوسروں کے موقف کو غلط قرار دینے کے لیے اسلام نے ہتھیار اٹھانے کی بجائے گفت و شنید اور دلائل سے اپنا عقیدہ و موقف ثابت کرنے کا راستہ کھلا رکھا ہے۔ ہتھیار وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کی علمی و فکری اساس کمزور ہوتی ہے اور وہ جہالت و عصبیت کے ہاتھوں مجبور ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو اسلام نے باغی قرار دیا ہے۔ متشدد دین اسلام کا نام لیتے ہیں اور کلمہ حق کا نعرہ لگاتے ہیں لیکن ان کے جملہ اقدامات سراسر اسلام کے خلاف ہیں۔ اصل میں ان کو شرعی علوم کے بارے میں معلومات نہیں۔ دوسرا قرآن وحدیث کو بغیر تفسیر اور معلم کے پڑھتے ہیں اور آیات واحادیث کے معنی ومفہوم غلط لے لیتے ہیں۔ یہ لوگ دوسروں کو جاہل اور اپنے آپ کو سچا مسلمان سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہر دوسرا شخص کافر ہے اور کافر کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہے۔ ان کے لئے دہشت گردی میں ہلاک ہونا شہادت ہے اور اس شہادت کی لالچ میں یہ لاکھوں معصوم جانوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ جبکہ اسلام قتل کی ممانعت کے ساتھ شر وفساد پھیلانے سے بھی سختی منع کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ﴾[1]

ترجمہ: جو شخص کسی انسانی جان کو بغیر کسی جان کے بدلے یا زمینی فساد برپا کرنے کے علاوہ کسی اور سبب سے قتل کرے اس نے گویا ساری انسانیت کا قتل کیا اور جس نے کسی انسانی جان کی عظمت واحترام کو پہچانا اس نے گویا پوری انسانیت کو نئی زندگی بخشی۔

میرے موضوع تحقیق کی اہمیت اور ضرورت یہ ہی ہے کہ پاکستان میں پر تشدد واقعات کو اجاگر کیا جائے نیز ان اسباب کو اجاگر کیا جائے جس کی وجہ سے ایک فرد قاتل اور دہشت گرد بننے پر مجبور ہو جاتا ہے اور ان سے معاشرے پر دینی روحانی سماجی اعتبار سے کون سے اثرات ونتائج مرتب ہوتے ہیں۔

ا۔ سورۃ المائدہ:۵/ ۳۲

- **بیان مسئلہ:**

گزشتہ کئی سالوں سے دہشت گردی کی اذیت ناک لہر نے امت مسلمہ کو بالعموم اور پاکستان کو بالخصوص ۲۰۰۰ء سے بدنام کرر کھاہے۔ اسی طرح دہشت گردی کی طرف سے انسانی قتل وغارت، انسانی آبادیاں، مساجد، تعلیمی اداروں، سفارت خانوں، گاڑیوں، بازاروں، حکومتی ادارے اور عوامی مراکز وغیرہ میں بم دھماکے کرنا جیسے شیطانی کام روزمرہ کا معمول ہیں۔ ان واقعات نے پاکستان کو اندرونی طور پر بہت نقصان پہنچایاہے۔ ان لوگوں نے دین اسلام کی حقیقی تصویر کو داغ دار اور حق پر مبنی سچی دعوت کو بدنام کیاہواہے یہ دہشت گردی پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا سبب بناہواہے۔ میراموضوع بھی اسی سے وابستہ ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کے اہم کون سے واقعات ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک رونما ہوئے ہیں اور ان کے پیچھے کیا عوامل کار فرما رہے ہیں اور ان سے پاکستانی معاشرے پر کیا اثرات اور نتائج مرتب ہوئے ہیں۔ ان واقعات کا تاریخی اور تنقیدی جائزہ لینے کے بعد عملی تجاویز اور سدباب کی مختلف صورتیں بیان کرنا ہے تاکہ دہشت گردی سے بچ کر ایک امن وسلامتی والا معاشرہ قائم کیاجاسکے۔

- **سابقہ تحقیقات کا جائزہ:**

موضوع زیر بحث پر قریب قریب جو تحقیقی کام ہواہے، ان میں پنجاب یونیورسٹی سے ماسٹر لیول پر درج ذیل مقالات لکھے جاچکے ہیں جن میں "**خوارج کی دینی وسیاسی معتقدات**" مقالہ نگار اعجاز احمد، "**دہشت گردی کا تصور**" مقالہ نگار فائزہ اشفاق، "**دہشت گردی کے خلاف عالمی مہم اور پاکستان کی دینی صحافت کا کردار**" مقالہ نگار حافظ منظر احسان، "**آج کا مغرب دہشت گرد کیوں؟ اسباب و اثرات**" مقالہ نگار سلمٰی مقبول، "**دہشت گردی میں اقوام متحدہ کا کردار**" مقالہ نگار صبا پرویز، اور اسی طرح جامعہ نمل یونیورسٹی سے "**جہاد اور دہشت گردی**" پر پی ایچ ڈی کا مقالہ مقالہ نگار محمد اکرام جان نے لکھاہے۔ واضح رہے کہ دہشت گردی کا ذکر بہت سی کتب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں لیکن پاکستان میں پر تشدد واقعات کا مفصل تجزیہ کسی مقالے یا کتاب کی صورت میں سامنے نہیں آیا، لہذا اس پر تحقیقی و تجزیاتی مقالہ لکھنے کے پیش نظر موضوع کو زیر بحث تحقیق کے لئے منتخب کیاگیاہے۔

- **مقاصد تحقیق:**

اس موضوع پر تحقیق کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

ا۔ تشدد اور اس کی اقسام کو جاننا۔

ب۔ پاکستان میں تشدد کے عوامل و اسباب کو جاننا۔

ج۔ پاکستان میں ۲۰۰۰ سے ۲۰۱۶ تک کار فرما پر تشدد واقعات کو سامنے لانا۔

د۔ پاکستان میں دہشت گردی کے اثرات و نتائج کو جاننا اور سد باب کی عملی تجاویز پیش کرنا ہے۔

- **تحقیقی سوالات:**

ا۔ تشدد کیا ہے؟

ب۔ تشدد کے عوامل اور اسباب کون کون سے ہیں؟

ج۔ پاکستان میں ۲۰۰۰ سے ۲۰۱۶ تک دہشت گردی کے کون سے اہم واقعات اور کن کن مراکز میں پیش آئے ہیں؟

د۔ پاکستان میں دہشت گردی کے کیا اثرات و نتائج مرتب ہوئے ہیں اور ان کے سد باب کے لئے کون کون سی عملی تجاویز اپنائی جاسکتی ہیں؟

- **تحدید:**

تشدد اور دہشت گردی اپنے آپ میں ایک برا فعل ہے جسکی اسلام مذمت کرتا ہے۔ اسلام تکریم انسانیت کا دین ہے وہ مسلمانوں کے آپس میں تشدد اور قتل و غارت سے منع کرتا ہے۔ لہذا مقالہ ہذا میں پاکستان میں ہوئے گئے ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک کے پر تشدد واقعات کا ذکر کیا جائے گا۔ انہی واقعات تک محدود رہ کر ان کے وعوامل و اسباب اور اثرات و نتائج کے تناظر میں مقالہ کا جائزہ لیا گیا ہے۔

- **اسلوب تحقیق:**
    - اسلوب تحقیق بیانیہ اور تجزیاتی استعمال کیا گیا ہے۔
    - علاوہ ازیں مقالہ ہذا کی ترتیب میں یونیورسٹی فارمیٹ کو مد نظر رکھا گیا ہے۔
    - مقالہ کو ابواب، فصول اور ذیلی مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔
    - بعض جگہ جہاں ضرورت تھی وہاں الفاظ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کی گئی ہے۔
    - احادیث مبارکہ اور آیت کریمہ کا اُردو ترجمہ کیا گیا ہے۔
    - حوالہ جات میں سب سے پہلے کتاب کا نام، مصنف کا نام، مکتبہ، سن اشاعت، جلد نمبر، صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے جبکہ حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے کتاب، باب، حدیث نمبر کا اضافہ کیا گیا ہے۔
    - قرآنی آیات کے حوالہ دیتے ہوئے پہلے سورۃ کا نام پھر سورۃ نمبر اور پھر آیت نمبر درج کیا گیا ہے۔
    - مقالہ میں بنیادی اور ثانوی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے جبکہ پر تشدد واقعات کی معلومات کے لئے

رسائل، جرائد، مقالات، انٹرنیٹ اور اخبارات کا استعمال کیا گیا ہے جو اس تحقیقی مقالے کے لئے بنیادی مصادر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

- مشکل اصطلاحات کی حوالہ جات میں وضاحت کی گئی ہے۔
- مقالہ تحقیق میں مذکور شخصیات کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے۔
- حوالہ جات ہر صفحے کے نیچے تحریر کیے گئے ہیں۔
- **رموز و اشارات**

اس تحقیقی مقالہ میں درج ذیل رموز و اشارات کا استعمال کیا گیا ہے۔

﴿﴾	آیت کریمہ کے لئے
(())	حدیث نبوی ﷺ کے لئے
""	اقتباس کے لئے
ء	سن عیسوی
ھ	ہجری
ج	جلد کے لئے
ص	صفحہ کے لئے
ﷺ	بنی پاک ﷺ کے لئے
علیہ السلام	انبیاء کرام علیہ السلام کے لئے
رضی اللہ عنہ	صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے لئے

ابواب بندی

باب اول: تشدد کا تعارف اور اس کی اقسام

فصل اول	تشدد کی تعریف
فصل دوم	تشدد کی اقسام
فصل سوم	تشدد کا آغاز و ارتقاء
فصل چہارم	تشدد کی مذمت قرآن و حدیث کی روشنی میں

باب دوم: پاکستان میں پر تشدد واقعات کا ایک جائزہ ۲۰۰۰ سے ۲۰۱۶ تک

فصل اول	پر تشدد واقعات اور عبادت گاہیں
فصل دوم	پر تشدد واقعات اور تعلیمی ادارے
فصل سوم	پر تشدد واقعات اور حکومتی اور نجی ادارے
فصل چہارم	پر تشدد واقعات اور عوامی مراکز

باب سوم: پاکستان میں پر تشدد واقعات کے عوامل واسباب

فصل اول	فکری انحراف غلامانہ و محکومانہ ذہنیت
فصل دوم	عدل سے محرومی اور غربت و کرپشن کی بہتات
فصل سوم	تعصب اور عدم برداشت
فصل چہارم	سیاسی غلبہ و استحصال، حریت کی پامالی

باب چہارم: پاکستان میں پر تشدد واقعات کے اثرات ونتائج اور اس کے سد باب کی تجاویز

فصل اول	پر تشدد واقعات کے اثرات
فصل دوم	پر تشدد واقعات کے نتائج
فصل سوم	پر تشدد واقعات کے سد باب میں تجاویز
فصل چہارم	پر تشدد واقعات سے بچاؤ کے لئے سفارشات

فہارس:

ا۔ فہرست آیات قرآنی

ب۔ فہرست احادیث مبارکہ

ج۔ فہرست اماکن

باب اول

تشدد کا تعارف اور اس کی اقسام

فصل اول: تشدد کی تعریف

فصل دوم: تشدد کی اقسام

فصل سوم: تشدد کا آغاز وارتقاء

فصل چہارم: تشدد کی ممانعت قرآن وحدیث کی روشنی میں

فصل اول

تشدد کی تعریف

مبحث اول: تشدد کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

مبحث دوم: تشدد کے مترادفات اور قرآن واحادیث میں اس کے استعمالات

فصل اول: تشدد کا تعارف

تمہید:

انسانی معاشرہ ایک گل دستے کی طرح ہے جس طرح گل دستے میں مختلف رنگ کے پھول اس کی خوبصورتی کا باعث ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح انسانی معاشرہ بھی مختلف الخیال، مختلف المذہب اور مختلف النسل کے افراد سے مل کر ترتیب پاتا ہے اور اسکا یہی تنوع اسکی خوبصورتی کا باعث ہوتا ہے جبکہ میانہ روی، رواداری، تحمل مزاجی ایک دوسرے کو برداشت کرنا، معاف کرنا اور انصاف کرنا یہ وہ خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے معاشرے میں امن کا دور دورہ ہوتا ہے۔ جن معاشرے میں ان خوبیوں کی کمی ہوتی ہے وہاں بے چینی، شدت پسندی، جارحانہ پن، غصہ، تشدد، لاقانونیت اور بہت سی دیگر برائیاں جڑ پکڑ لیتی ہیں۔ معاشرے کا ہر فرد نفسا نفسی میں مبتلا نظر آتا ہے۔ یہ نفسا نفسی معاشرے کی اجتماعی روح کے خلاف ہے جو معاشرے کے سکون کو گھن کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستانی معاشرہ کئی سالوں سے عدم برداشت کی عظیم نعمت سے محروم نظر آرہاہے۔ یوں لگتاہے افراد کی قوت برداشت ختم ہوچکی ہے اور معاشرہ رواداری جیسی اعلیٰ صفت سے محروم ہوچکاہے۔ ہر فرد دوسرے کو برداشت کرنے کی بجائے کھانے کو دوڑتا ہے۔ بے صبری، بے چینی اور غصہ ہر کسی کے ماتھے پر دھرا رہتاہے۔ یہ غصہ اور عدم برداشت جیسی صفات معاشرے میں تشدد، قتل وغارت، دہشت گردی جیسی فضا کو پیدا کرتی ہے۔ تشدد کا لفظ سنتے ہی ذہن میں ایک خوفناک تصور قائم ہوتا ہے۔ وہ تصور کسی دلفریب وخوش گواری کا نہیں کسی پارٹی یا عدالت کا نہیں بلکہ انسانی احترام و عظمت کی پامالی کا، انسانیت کے تقدس کو بالائے طاق رکھ کر انسانوں کے لہو سے تربتر دامنوں کا، سڑکوں پر بہتے منجمند خونوں کا، بم دھماکوں اور سفاکیت کے اعلیٰ مظہر کا، معصوم بچوں اور عورتوں کے ساتھ وحشت وبربریت، ظلم وستم اور ناجائز طور پر ان کے حقوق کی پامالی کا ایک وحشت بھرا دردناک تصور انسانی ذہن میں قائم ہو کر ذہن ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتاہے۔ (۱)

مقالے کے آغاز ہی میں تشدد کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات بیان کی جارہی ہیں تاکہ ابتداء سے ہی واضح ہوجائے کہ تشدد کسے کہتے ہیں۔

ا۔ ماہنامہ دارالعلوم، "اسلام امریکہ اور دہشت گردی"، حبیب الرحمن الاعظمیٰ متعلم دارالعلوم دیوبند، شمارہ ۱۰:-۹، ج:۹۳، رمضان شوال ۱۴۳۰ھ ستمبر-اکتوبر ۲۰۰۹ء۔

مبحث اول: تشدد کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

- **تشدد کی لغوی تعریف**

لغت میں **"تشدد"** ثلاثی مزید فیہ کے باب تفعّل سے مصدر ہے۔ **"تشدد"** عربی لفظ ہے اور فارسی اُردو زبان میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان میں اسم مشتق ہے۔(۱) یہ اسم کیفیت مذکر واحد ہے۔ **"تشدد"** کا مادہ **"ش د د"** سے نکلا ہے اور اسکی جمع **"شدید"** ہے۔ تشدد کرنے والے کو متشدد کہتے ہیں۔ اُردو لغت میں تشدد کے معنی ظلم، زبردستی اور مار پیٹ کرنے کے ہیں(۲) اور مقالہ میں بھی تشدد کو اُردو لغت کے تناظر میں بیان کیا جارہا ہے، اور مختلف لغات کی روشنی میں لفظ تشدد کی اشکال اور مطالب کا احاطہ کیا جارہا ہے۔ لغوی اعتبار سے تشدد کے معنی درج ذیل ہیں۔

- جامع اللغات میں تشدد کے معنی سختی، جبر، زیادتی اور حملہ اور مار پیٹ کرنے کے ہیں۔(۳)
- المنجد میں مذکور ہے:

  تشدد کے معنی دشمن پر حملہ کرنا، مارنا، غلبہ پانے کی کوشش کرنا، کسی کام میں سختی کرنا اور حملہ کرنا ہیں۔(۴)
- صاحب نور اللغات لکھتے ہیں:

  تشدد ایک فعل ہے جس کا مطلب سختی، ظلم وزبردستی کرنا ہے۔(۵)
- قاموس مترادفات میں تشدد کے معنی ہیں:

  تشدد سختی، تنگی، جبر، تکلیف، مصیبت، زیادتی، افراط، طاقت، جور، تعدی، قوت، مضبوطی اور ظلم کو کہتے ہیں۔(۶)

۱۔ معجم متن اللغۃ، صلاحۃ اللغوی الشیخ احمد رضا، دار المکتبہ الحیاۃ بیروت، ۱۳۷۸ھ، ج:۳، ص:۲۹۰

۲۔ مصباح اللغات، مولانا ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاویؒ، عبد اللہ اکیڈمی الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور، ۲۰۱۲ء، ص:۴۰۳/۴۰۴

۳۔ جامع اللغات اردو، خواجہ عبد الحمید جامع اللغار کمپنی لاہور، ۱۹۴۰ء، ج:۲، ص:۲۰۱۵

۴۔ المنجد عربی اُردو، ڈاکٹر عطیہ رشید امجد، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۷۰ء، ص:۶۲۳

۵۔ نور اللغات، مولوی نور الحسن نیر (مرحوم)، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ج۳، ص:۵۵۸

۶۔ قاموس مترادفات، وارث سرہندی، ناشر اشفاق احمد، اُردو سائنس بورڈ اپر مال لاہور، اگست ۱۹۸۶ء، ص:۳۹۹

❖ لغوی اعتبار سے تشدد کو انگریزی میں **Violence** کہتے ہیں۔بدھ ازم اور ہندو ازم میں تشدد کو لغوی اعتبار سے "ہنسا" کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے مارنا، نقصان پہنچانا یا زخمی کرنا۔[1]

• تشدد کا مفہوم اور اس کی اصطلاحی تعریف

تشدد ایک پیچیدہ مسئلہ ہے، مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے اور آج بین الاقوامی برادری کو درپیش سب سے مشکل مسئلہ ہی تشدد ہے۔ ہاں یہ سب مانتے ہیں کہ تشدد ناپسندیدہ حالات کی مخالفت کا اظہار یا ان کا مقابلہ کرنے کا ایک جارحانہ طریقہ ہوتا ہے۔ تشدد ایک منفی لفظ ہے اور اس میں طاقت کا استعمال اور اس کی دھمکی بھی شامل ہوتی ہے۔[2] مختلف مصنفین، کالم نگار اور مؤلفین نے تشدد کا مفہوم اور اس کی تعریف اپنے انداز سے بیان کی ہیں جو کہ درج ذیل ہے:

۱۔ صاحب کشاف اصلاحات سیاسیات تشدد کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

"غیر قانونی طور پر جسمانی طاقت کا استعمال کر کے کسی کے ساتھ بدسلوکی کرنا"[3]

۲۔ مریم ویبسٹر ڈکشنری تشدد کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"جسمانی طاقت کا استعمال کر کے کسی کو زخمی کرنا، تباہ کرنا یا نقصان پہنچانا"[4]

۳۔ کتاب غیر رواداری اور تشدد کے مطابق تشدد نام ہے:

"ہر وہ فعل تشدد ہے جو لوگوں کی زندگی تباہ کرے یا اسکو گہرا نقصان پہنچائے"[5]

۵۔ شیخ عکرمہ صبری[6] لکھتے ہیں:

"تشدد انتہاپسندی کا عروج ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ اپنی رائے اور نظریے کو منوانے کے کی خاطر انسان زور زبردستی کا استعمال کرے۔"[7]

۱۔www.hinduwebsite.com/hinduism/h_vioence.asp,10:27PM,1/29/17

۲۔ غیر رواداری اور تشدد، اندریاس بشتنیہ وطاہر محمود، نرالی دنیا پبلی کیشنز دہلی، ۲۰۰۲ء، ص:۱۶۴

۳۔ کشاف اصلاحات سیاسیات، محمد صدیق قریشی، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۶ء، ج ۲، ص:۶۱۶

۴۔https://www.merriam-webster.com/dictionary/violence .3:29PM , 1/25/17

۵۔ غیر رواداری اور تشدد، ص: ۱۳۲

۶۔ **شیخ عکرمہ صبری:** اصل نام سعید عبداللہ، ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں آپ فلسطین کے مفتی اعظم مقرر ہوئے۔ آپ فتاوی سپریم کاؤنسل کے ہیڈ اور مسجد الاقصی کے خطیب ہیں۔(https://en.wikipedia.org/wiki/Ekrima_sa_sabri)

۷۔http://www.terror-victims.com/ur/index.php?page=defination&UID=39924,7:35 AM, 1/1/17

۶۔ اختر چودھری[۱] اپنے آرٹیکل میں تشدد کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

"اپنے نظریے کو طاقت کے ذریعے دوسروں پر مسلط کرنا، کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دوسروں کی جان و مال کو نقصان پہنچانا تشدد کہلاتا ہے۔"[۲]

۷۔ مولانا وحید الدین خان[۳] لکھتے ہیں کہ تشدد صرف بھڑک کر جارحانہ کاروائی کا نام ہے۔ تشدد میں تخریب ہی تخریب ہے۔ تشدد کا طریقہ حیوانیت کا طریقہ ہے۔ تشدد کا کلچر شیطانی کلچر ہے۔ تشدد کا خاتمہ شرمندگی اور مایوسی پر ہوتا ہے۔ تشدد سے انسانی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے اور خدا کے حقوق کی بھی۔ تشدد انسانیت کا قتل ہے۔[۴]

ان تمام تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ عربی لغت میں تشدد کے معنی سختی جبر اور زیادتی کے ہیں جبکہ اردو لغت میں تشدد سے مراد مارنا، پیٹنا اور حملہ کرنے کے ہیں۔ مقالے میں تشدد کو اردو لغت کے تناظر میں لیا گیا ہے۔

۱۔ **اختر چودھری:** کسوال میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک کالم نگار اور میڈیا کے نمائندے ہیں۔ آپ نے بہت سے آرٹیکل اور کتابیں لکھیں جن پر ان کو بہترین کاموں پر بہت سے تمغے دیئے گئے۔

(www.awaztoday.pk/urducoloumns/colouminst/127/1/javed-chauhdry-aspx)

۲۔ Akhtarsardar.blogspot.com/2016/10/blog-post_1.html.8:01PM,1/1/17

۳۔ **وحید الدین خان:** یکم جنوری، ۱۹۲۵ء کو بڈھریا اعظم گڑھ، اتر پردیش بھارت میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک عالم دین، مصنف، مقرر اور مفکر جو اسلامی مرکز نئی دہلی کے چیرمین، ماہ نامہ الرسالہ کے مدیر ہیں۔ آپ کی تحریریں بلا تفریق مذہب و نسل مطالعہ کی جاتی ہیں۔ آپ پانچ زبانیں جانتے ہیں، اردو، ہندی، عربی، فارسی اور انگریزی۔ آپ کا مشن ہے مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا۔ اسلام کے متعلق غیر مسلموں میں جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دور کرنا ہے۔

(https://ur.wikipedia.org/wiki/وحید-الدین-خان/)

۴۔ امن عالم، مولانا وحید الدین خان، دار التذکیر اُردو بازار لاہور، اکتوبر ۲۰۰۴ء، ص: ۴۱/۱۲۴

مبحث دوم: تشدد کے مترادفات اور قرآن وحدیث میں اس کے استعمالات

- **تشدد کے مترادفات:**

قرآن میں تشدد کے لئے اشق، اشد، ادھی، رابیہ، قسوۃ، باساء اور غلو کے مترادفات استعمال ہوئے ہیں[1] جبکہ عام اصطلاح میں اس کے لئے دہشت گردی، تصلب، انتہا پسندی، بنیاد پرستی، عدم رواداری، تطرف، افراط اور تنطع کے مترادفات استعمال ہوتے ہیں۔[2]

- **قرآن واحادیث سے لفظ تشدد کے استعمالات:**

  - **قرآن کریم:**

قرآن کریم میں تشدد لفظ کا استعمال مختلف جگہوں پر مختلف معنوں میں ہوا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

۱۔ سورۃ مزمل کی آیت میں اشد سختی کے معنوں میں لیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا ﴾[3]

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی) کو سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے۔

۲۔ سورۃ مریم میں بھی اس کے معنی سختی کے ہیں، بیان ہوتا ہے:

﴿ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴾[4]

ترجمہ: پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سخت سرکشی کرتے تھے۔

  - **احادیث:**

احادیث نبوی ﷺ میں تشدد کا لفظ درج ذیل معنوں میں استعمال ہوا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

۱۔ مترادفات القرآن مع الفروق اللغویۃ، مولانا عبد الرحمن کیلانی، مکتبۃ السلام سٹریٹ نمبر ۲۰ وسن پورہ لاہور، مئی ۲۰۰۹ء، ص:۸۵

۲۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، دور حاضر میں مذہبی انتہا پسندی اور اسکا خاتمہ ، شعبہ تحقیق و مراجع ، وزارت مذہبی امور، زکاۃ و عشر، حکومت پاکستان اسلام آباد، ۲۰۰۴ء، ص:۱۲۰

۳۔ سورۃ مزمل: ۷۳/۶

۴۔ سورۃ مریم: ۱۹/۶۹

۱۔ ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ))[۱]

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا (اور اس کی سختی نہ چل سکے گی) پس (اس لیے) اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ کہ اس طرز عمل سے تم کو دارین کے فوائد حاصل ہوں گے اور صبح اور دوپہر اور شام اور رات میں عبادت سے مدد حاصل کرو۔ نماز پنج وقتہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ پابندی سے ادا کرو۔

۲-((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُولُ " لاَتشَدِّدُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيُشَدَّدَ عَلَيْكُمْ فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ{ رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ })) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی جانوں پر سختی مت کرو نہیں تو تم پر سختی ہو گی کیونکہ بعض لوگوں نے اپنی جانوں پر سختی کی تھی تو اللہ نے ان پر سختی کی اور ان کی نشانیاں ہیں گرجاؤں اور گھروں میں (وہ سختی کیا تھی درویشی) (دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دینا) انھوں نے اس کو خود نکال لیا تھا اللہ نے ان پر فرض نہیں کی تھی۔

خلاصہ بحث:

انسانی معاشرہ میں مختلف مذاہب، رنگ و نسل سے ملکر بنتا ہے اور اس کو مزید خوبصورت عدل اور برداشت جیسی صفات سے بنایا جاتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے پاکستان معاشرہ ان نعمتوں سے محروم ہے عدم برداشت کی وجہ سے تشدد کا رجحان عام ہے۔ جو معاشرے کے سکون کو گھن کی طرح چاٹ رہا ہے۔ ہر فرد دوسرے کو برداشت کرنے کی بجائے کھانے کو دوڑتا ہے۔ اور یہی تشدد آگے جا کر دہشت گردی کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ تشدد عربی، اُردو اور فارسی زبان کا لفظ ہے۔ لغت میں تشدد سے مراد ظلم، سختی، زیادتی اور نقصان پہنچانا ہے۔ انگریزی میں اسے Voilence اور ہندوازم میں اسے ہنسا کہا جاتا ہے۔ اصطلاح میں تشدد سے مراد ہے جسمانی طاقت کا استعمال کر کے کسی کو نقصان پہنچانا، زخمی کرنا یا اس کو تباہ وبرباد کرنا ہے۔ قرآن پاک اور آحادیث مبارکہ میں بھی تشدد کا لفظ بہت دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ صحیح بخاری، الامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ، مولانا محمد داؤد واز، مکتبہ دارالشعب القاھرۃ، ۱۴۰۶ھ، کتاب الایمان، باب: الدین یُسر، حدیث نمبر: ۳۹، ج: ۱، ص: ۱۶

۲۔ سنن ابی داؤد، ابی داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، دارلکتعب العربی بیروت، س۔ن، کتاب: الادب، باب: فی الحسد، حدیث نمبر: ۴۹۰۶، ج: ۴، ص: ۴۲۸

فصل دوم

تشدد کی اقسام

مبحث اول: انفرادی، اجتماعی اور سیاسی تشدد

مبحث دوم: تشدد کی صورتیں / شکلیں

فصل دوم: تشدد کی اقسام

تمہید:

تشدد انسان کا مشکل مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔ تشدد صرف ایک ملک اور قوم کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ عمل پوری دنیا میں شطرنج کی طرح پھیلا ہوا ہے اور انسانی حقوق کی تذلیل کر رہا ہے۔ ہر سال پوری دنیا میں تقریبا 1.6 ملین لوگ تشدد کا نشانہ بن کر زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں۔ تشدد ازل سے ایک ہمہ گیر مسئلہ رہا ہے اور اس کے تباہ اثرات نہ صرف افراد کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا سبب بنے بلکہ اقوام اور ممالک کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جس پر کسی تعلیم جدت کا کوئی اثر نہیں۔ بلکہ تمام تر ترقی اور تعلیم کو اس متشددانہ کیفیت کے حامل افراد گروہوں اور بعض حالات میں ممالک نے اس کیفیت کے زیر اثر آکر مدمقابل پر زمین تنگ کر دی گئی۔ اب تشدد ایک عالگیر مسئلہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اس کا دائرہ کار اب کسی قوم ملک یا افراد تک محدود نہیں رہا بلکہ یہ عمل پوری دنیا کو ایک ایسی امر بیل کی طرح لپیٹ میں لے چکا ہے جس سے نہ تو کوئی فرد محفوظ ہے نہ کوئی ملک اور نہ ہی کوئی خطہ زمین۔ تشدد کی اقسام بھی یکساں نہیں ہیں ہر ملک قوم اور معاشرے میں تشدد کی شکل اور اقسام مختلف ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ کئی معاشروں میں یہ تشدد ایک رسم اور رواج کا مرتبہ پا چکا ہے۔[۱] تشدد کی اقسام درج ذیل ہیں۔

- انفرادی تشدد
- اجتماعی تشدد / گروہی تشدد
- سیاسی تشدد

۱۔www.hamariweb.com/article.aspx?id=6003,violenceinpakistan,talalraza,lahore ,8:02AM, 2/2/17

مبحث اول: انفرادی، اجتماعی وسیاسی تشدد

- **انفرادی تشدد**

انفرادی تشدد ذاتی انتقام یا ذہنی بیماری کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی انسان بھی اپنے حالات، ماحول یا ذہنی بیماری کے باعث تشدد کی راہ اختیار کر سکتا ہے اور ایسا بالعموم ان معاشروں میں ہوتا ہے جہاں مسابقت کے باعث بعض افراد تنہائی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر وہ معاشرے یا گھر کے لوگوں سے انتقام لیتے ہیں۔ انفرادی تشدد میں ایک بندے کے ذریعے دوسرے بندے پر تشدد کیا جاتا ہے۔ اس میں جسمانی اور ذہنی تشدد شامل ہیں۔[1]

- **اجتماعی تشدد / گروہی تشدد**

گروہی تشدد عوام کی توجہ حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ گروہی تشدد قوموں گروہوں اور ریاستوں میں شدید مذمت پیدا کرتی ہے۔ گروہی یا اجتماعی تشدد کی بنیاد اس وقت پڑتی ہے جب کچھ افراد اپنے خیالات نظریات کو عوام کی اکثریت پر جبر زور دھونس اور خوف کی فضا بنا کر مسلط کرنا چاہتے ہو لیکن عوام کی اکثریت ان نظریات کو رد کردے ایسے میں نئے اور غیر فطری اور انوکھے نظریات کا پرچار کرنے والے معاشرے سے کمزور ذہن رکھنے والے افراد کو کسی نہ کسی طرح سبز باغ دکھا کر ایک ایسا گروہ تشکیل دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، ایسے نظریات جن کو نہ تو کوئی مہذب معاشرہ تسلیم کرتا ہے اور نہ ہی کوئی مذہب اس کی اجازت دیتا ہے۔ ایسے نظریات عوام پر جبری مسلط کرنے کے لیے ان گروہوں کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ معاشرے میں خوف کی فضا پیدا کردی جاتی ہے تاکہ ہر فرد ان کے متعلق سوچنے پر مجبور ہو جائے۔ عوام اور معاشرے کو ایسے دوراہے پر کھڑا کر دیا جاتا ہے جہاں ایک طرف موت نظر آتی ہے تو دوسری طرف ان کے باطل نظریات یہی بنیاد بنتی ہے گروہی تشدد یا اجتماعی تشدد کی۔ گروہی یا اجتماعی تشدد کا پرچار کرنے والے گروہوں کا مستقبل دیر پہ نہیں ہوتا معاشرے کی طرف سے ان کو مکمل طور پر رد کر دیا جاتا ہے بلکہ ان کی پر تشدد کاروائیوں کے نتیجہ میں معصوم افراد کی ہلاکتیں عوام اور معاشرے میں شدید رد عمل پیدا کرتی ہیں۔ گروہی تشدد نہ تو کسی علاقہ، ملک قوم اور مذہب اور معاشرے تک محدود ہے اور نہ ہی گروہی تشدد کا پرچار کرنے والوں کے نظریات میں یکسانیت یا مماثلت پائی جاتی ہے ہر ملک و قوم اور علاقے کے ایسے پر تشدد گروہوں کے نظریات کسی دوسرے علاقے کے پر تشدد گروہوں سے الگ ہوتے ہیں۔ ان گروہوں کا اپنے

۱۔ http://www.britanica.com/topic/individual-violence

آپ کو تشدد کی بناء پر ایک گروپ یا جماعت کی صورت میں متعارف کروانا گروہی تشدد کہلاتا ہے۔ چاہے یہ گروہ عارضی ہو یا مستقل ہو لیکن کسی دوسرے گروپ کے خلاف اپنی سیاسی، معاشی، معاشرتی اور سماجی مقاصد حاصل کرنے کے لئے بیسا کھ بیٹھانے کا نام ہی تو گروہی تشدد ہے۔ [۱]

- **سیاسی تشدد:**

"سیاسی تشدد نام ہے تشدد کے باقاعدہ استعمال کا، یا استعمال کرنے کی دھمکی کا، کسی فرد گروہ یا سیاسی جماعت کے خلاف تشدد کا یہ استعمال برسر اقتدار گروہ کی طرف سے کیا جائے یا برسر اقتدار گروہ کے خلاف استعمال ہو، اور تشدد کے اس استعمال سے انتہائی شدید قسم کا خوف وہراس اور بے چینی پھیل سکے، خواہ اصل متاثرہ اشخاص ان کے صحیح نشانے والے افراد ہوں یا نہ ہوں۔۔۔۔۔اور اس تمام کاروئی کہ پس منظر میں مخصوص قسم کے سیاسی مقاصد کے حصول کی کوششیں یا مذموم مطالبات ہوں"۔ [۲]

سیاسی تشدد کے تحت کوئی بھی ریاست یا برسر اقتدار گروہ اپنے خلاف اٹھنے والی تمام آوازوں کو قوت کے ذریعے دباتے ہیں۔ اپنے راستے میں آنے والے ہر پتھر کو تشدد کی کاروائیوں کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ہمہ وقت لوگوں میں خوف وہراس کی فضاء قائم کئے رکھتے ہیں تاکہ لوگ ایسی سوچ کو ترویج نہ دے سکیں۔ جو ان کے اقتدار کے لئے خطرہ بن سکے۔ یہ سیاسی جماعتیں ایک ہی ملک کے مختلف حصوں میں پروان چڑھ سکتی ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ابتدائی دور پر کسی حکومت پر نکتہ چینی کر سکتی ہیں۔ جلسے اور جلوس کر سکتی ہیں یا مذہبی و لسانی تنازعات کو ہوا دیتے ہوئے تشدد کی راہ پر آسکتی ہیں۔ [۳]

۱۔Collectiveviolence:Studyof understanding ,Avinash Gadhre,September16,2105

۲۔ اسلام اور دہشت گردی، ص:۲۶

۳۔ دہشت گردی، انعام الرحمن سحری، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۰ء، ص:۱۳۴/۱۳۸

مبحث دوم: تشدد کی صورتیں / شکلیں

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مادی ترقی کی معراج انسان کی اخلاقی ترقی میں معاونت کرتی لیکن ہوا اس کے برعکس، سائنسی ترقی نے جہاں انسان کو انتہائی آرام دہ ماحول دیا اس ترقی نے انسانی اقدار کو شدید نقصان پہنچایا۔ انسان جذبات سے عاری ایک روبوٹ کی شکل اختیار کر گیا۔ انسانیت ایک گم شدہ جوہر کی طرح ناپید ہو گئی۔ حد تو یہ ہے کہ انسان ایک مردار خور درندے کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔ مادی ترقی کی منزل عبور کرنے کے ساتھ ساتھ انسان اخلاقی پستی گمراہی اور جہالت کی پاتال میں گم ہوتا جارہا ہے۔ اور رویے میں تشدد آمیزی اختیار کرتا جارہا ہے جس کی صورتیں درج ذیل ہیں۔

- **گھریلو تشدد:**

UN[1] کے مطابق گھریلو تشدد سے مراد ایسا عمل ہے جس میں عورت کو جنسی، ذہنی اور جسمانی طور پر تباہ کر کے اس کی آزادی کو روک کر اس پر ظلم و جبر کیا جائے۔ چاہے یہ عمل نجی زندگی میں ہو یا عوام کے درمیان گھریلو تشدد کہلاتا ہے۔ امریکن سرکاری ادارے نے گھریلو تشدد کی تعریف کچھ یوں بیان کی ہے:

> ”دو قریبی افراد (یعنی مرد اور عورت) جو کسی بھی رشتہ میں منسلک ہوں، ان میں سے کسی ایک کی جانب سے بدسلوکی کا رویہ جو وہ دوسرے کے مقابلے میں طاقت اور اس کا پورا کنٹرول حاصل کرنے یا برقرار رکھنے کے لئے ظاہر کرے گھریلو تشدد کہلاتا ہے“[۲]

بعض اوقات یہ تشدد باہمی رشتوں کا ایک فطری نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ شوہر، بیوی، بیٹے، بیٹی، ماں، باپ یا معاشرے کے کسی فرد کے ذریعے انجام دیا جاسکتا ہے۔ اس میں جسمانی تشدد، تیزاب ڈالنا، جنسی حملہ، گھناؤنی زبان کا استعمال، دھمکی دینا وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے لوگ عموماً دوسروں کا غصہ گھروں میں آکر اپنی بیویوں پر نکالتے ہیں۔ گھریلو تشدد ایک عالمی مرض کی شکل اختیار کر چکا ہے۔[۳]

- **جسمانی و جنسی تشدد:**

جسمانی تشدد سے مراد ایسا تشدد ہے جس میں ظاہری طور پر جسم کو نقصان پہنچایا جائے۔[۴] جنسی تشدد کا مطلب ہے:

۱۔United nation

۲۔اکیسویں صدی کے سماجی مسائل اور اسلام، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی مکتبہ قاسم العلوم، س۔ن، ص:۱۵۱

۳۔https://www.merriam-webster.com/dictionary/violence .8:22,12/6/17

۴۔http://dinutvei.no/urdu.1:09PM,4/1/17

"کوئی بھی ایسا جنسی یا جنسیت زدہ فعل جس سے کوئی شخص ناگواری ڈر یا خوف محسوس کرے۔ کوئی ایسا رویہ جس کے لیے ایک شخص نے آمادگی نہ ظاہر کی ہو یا پھر اس نے اس کا انتخاب نہ کیا ہو۔"[۱]

- **مالی ومادی تشدد:**

مالی تشدد سے مراد ہے کسی بھی شخص کا پیسہ لے لینا، جمع خروچ روک لینا، تنخواہ نہ دینا، بلا اجازت املاک پر قبضہ کر لینا وغیرہ شامل ہے۔ مادی تشدد سے مراد ہے چیزیں توڑنا، خراب کرنا اور پھینکنا، دروازوں اور دیواروں پر ضربیں لگانا وغیرہ۔

- **سماجی وجذباتی تشدد:**

سماجی تشدد و جذباتی تشدد میں سماج کے کسی بھی فرد کو حقیر جاننا اس کی دل آزاری کرنا، اور کوئی ایسا کام کرنا جس سے دوسرے فریق کے جذبات مشتعل ہوں اسے سماجی وجذباتی تشدد کہیں گے۔[۲]

- **ذہنی تشدد:**

ہراساں کرنا، ذہنی ٹارچر کرنا، عزت نفس اور خودداری سے کھیلنا وغیرہ شامل ہے۔ معاشرے کے کسی بھی فرد کو اپنے سے کم تر سمجھنا یہ ایک ایسا نہ نظر آنے والا تشدد ہے جس کی تکلیف اور کرب صرف اور صرف سننے والے کو سہنا پڑتی ہے۔ اور اس درد کی شدت کوئی دوسرا محسوس نہیں کر سکتا۔[۳] اور اس تشدد کے خلاف کوئی قانون بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے اس تشدد پر قابو پانا بہت مشکل ہے۔[۴]

۱۔https://www.18000respect.org.au/languages/urdu/what-is-sexual-assault,1:17 PM .1/6/17

۲۔http://dinutvei.no/urdu.1:09PM,4/1/17

۳۔www.raziulislamnadvi.com/گھریلو-تشدد-کی-روک-تھام-کی-تدابیر,۱۲:۲۳AM,4/12/17

۴۔http://dinutvei.no/urdu.1:09PM,4/1/17

• لسانی و نسلی تشدد:

پٹھانی اور پنجابی قومیت کا پرچار، عربی اور عجمی قومیت کا پرچار لسانی تشدد کہلاتا ہے۔[۱] لسانی تشدد کو قوم پرستی بھی کہتے ہیں یہ ایک معاشرتی خرابی ہے جس میں دوسری قوموں سے نفرت شرط اوّل ہے۔[۲] مزید اس سے مراد ہے قبیلے، یا زبان کو خود پر افضل اور برتر سمجھنا اور ہر حال میں اپنی قوم کی حمایت و طرفداری کرنا اور اپنی قوم کا پاس رکھنا ہے ۔پاکستان میں لوگ سندھی، بلوچی، پنجابی، مہاجر پختون ہونے پر فخر کرتے ہیں۔اپنی قوم اپنے رنگ و نسل سے محبت ایک فطری عمل ہے، قوم سے محبت اور قوم پرستی دونوں کے درمیان سفاکی کی ایک باریک لکیر ہے، جب یہ محبت پرستش میں تبدیل ہو جائے تو اس کے عروج سے زوال تک صرف خون اور لاشیں نظر آتی ہیں۔اکثر مسلم مفکرین قوم پرستی کو انسانیت کے لئے زہر قاتل قرار دیتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ اگر قوم پرستی کا جذبہ صرف اپنی قوم کی ترقی تک محدود ہوتا تو یہ ایک شریفانہ جذبہ ہوتا، لیکن در حقیقت یہ محبت سے زیادہ عداوت، نفرت اور انتقام کے جذبات اس کو جنم دیتا ہے۔[۳]

نسلی تشدد ایک نظریہ ہے جو جنیاتی بنیادوں پر کسی نسل کا ممتاز ہونا یا کمتر ہونے سے متعلق ہے۔ نسلی تشدد خالصتاً کسی بھی خاص انسانی نسل کا دوسری نسل یا ذات پر فوقیت یا احساس برتری کا ایک نظریہ ہے۔ نسلی تشدد کو نسلی امتیاز، نسلی تعصب اور نسل پرستی بھی کہا جاتا ہے۔[۴] نسلی امتیاز کے تصورات دنیا کی ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔یہی غرور آگے جا کر نفرت، مقابلوں اور جنگوں کی صورت میں تشدد اختیار کر جاتا ہے جن کے نتیجے میں دنیا کا امن برباد ہوتا ہے۔[۵]

تشدد رواج کی طرح عام ہے جو صدیوں سے چلا آرہا ہے۔اسلام نسلی تعصب کی نفی کرتا ہے مگر پھر بھی یہ برائی مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ نسل در نسل لوگ اپنی نسل پر فخر کرتے ہیں۔ تخاطب کے حوالے سے جو تنوع پاکستان میں ہے شاید دنیا میں اور کہیں نہیں۔خان صاحب، چوہدری صاحب، میاں صاحب، شیخ صاحب، شاہ صاحب

۱۔اسلام اور دہشت گردی، ص:۲۶

۲۔خون جگر ہونے تک، احمد شبیر ، آواز اشاعت گھر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور، س۔ن، ص:۲۲

۳۔اسلام کا عمرانی نظام، پروفیسر چودھری غلام رسول چیمہ، علم و عرفان پبلشرز اردو بازار لاہور، مئی ۲۰۰۴ء، ص ۳۴

۴۔اسلام کا معاشرتی نظام، ڈاکٹر خالد علوی، الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور، س۔ن، ص۲۸

۵۔پاکستان میں نسلی تنازعات کا تصور، مشتاق میرانی، مطبوعہ سہ ماہی کراچی، ستمبر ۱۹۴۵ء، ص:۱۶/ ۱۷

اور یہ ملک صاحب جیسی ذاتیں پائیں جاتی ہیں اور ہر کوئی اپنی ذات اور نسل پر فخر کرتا ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستانی معاشرے میں ذاتیات کی تقسیم بڑی شدید ہے۔

اس مصنوعی تقسیم پر اس قدر سختی کی جاتی ہے کہ بہت سی لڑکیاں خاندان میں مناسب رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے خاندان سے باہر نہیں بیاہی جاتیں، اسے گناہ کبیرہ سمجھا جاتا ہے اور وہ بے چاری تمام عمر تجرد کی سولی پر لٹکی رہتی ہیں اور خاندان عصبیت کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔[۱] مسلمانوں میں قومی و نسلی تفاخر کے اثرات دوسری اقوام سے آئے۔ اس میں ان کے دین کا ہر گز ہر گز کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ نسلی تفاخر صرف نسل کی بنیاد پر نہیں بلکہ امیری غریبی اور رنگ کے تناسب پر بھی کیا جاتا ہے۔ نسلی تشدد کی صورتیں درج ذیل ہیں۔

- ذات پات کے نظام میں بعض ذاتوں کو اعلیٰ اور بعض کو ادنیٰ سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے بہت سے لوگ دوسری ذات میں شادی کرنا پسند نہیں کرتے۔
- مختلف پیشوں کے بارے میں گھٹیا ہونے کا تصور موجود ہے۔ عام طور پر محنت کشوں اور ہاتھ سے کام کرنے والے پیشوں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ دیہی معاشرے میں جاگیر دار اور زمیندار اپنے ملازمین کو حقیر سمجھتے ہیں۔ شہری معاشرے میں اگرچہ ملازمین کے ساتھ اتنا حقارت آمیز سلوک نہیں ہوتا لیکن انہیں بہر حال مالکوں اور اعلیٰ افسران سے کمتر ہی تصور کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں میں چار ذاتیں ہیں۔ سب سے اونچا درجہ برہمن کو حاصل ہے۔ اس کے بعد چھتری، پھر ویش اور چوتھے نمبر پر شودر ہیں۔ شودر انسان ہوتے ہوئے بھی انسانی حقوق سے محروم ہیں اور انھیں جانوروں سے بھی بدتر رکھا جاتا ہے۔[۲]

۱۔ مقالات سیرت، ص:۱۹۷/۱۹۸

۲۔ اسلام اور نسلی امتیاز، ڈاکٹر خالد علوی، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۶ء، ص:۷/۸/۹

○ ہندوؤں کی مذہبی کتاب میں لکھا ہے:

"جو کچھ اس دنیا میں ہے برہمن کا مال ہے کیونکہ وہ خلقت میں سب سے بڑھ کر ہے۔ ساری چیزیں اس کی ہیں۔ سزائے موت کے عوض برہمن کا صرف سر منڈوایا جائے گا لیکن اور ذات کے لوگوں کو سزائے موت دی جائے گی۔ شودر جس عضو سے برہمن کی ہتک کرے وہی عضو اس کا کاٹ دیا جائے۔ وید (مذہبی کتاب) سننے پر دونوں کانوں میں سیسہ ڈال دو۔ پڑھنے پر زبان کاٹ دو۔ یاد کرنے پر اس کے دل کو چیر دو۔"[1]

- **مذہبی و فرقہ وارانہ تشدد:**

تشدد کی جس قسم کا ذکر یہاں کیا جارہا ہے یہ وہ تشدد ہے جو مذہب کے باعث کیا جارہا ہے جسے مذہبی تشدد کہتے ہیں۔ اس طرح کا تشدد وہاں کیا جاتا ہے جہاں بعض اصطلاحات کی مدد سے خدا اور اس کے حکم کی ایک الگ اصطلاح قائم کر لی جاتی ہے۔ اور اسی کے مطابق خدا کے کلام اور اسکے مشمولات کو اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ سوالات و تفسیر کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہے۔ خدا کا اور اس کے کلام کا یہ تصور مذہبی تشدد کی وجہ بنتا ہے۔[2] مذہبی تشدد سے مراد ہے:

"اپنے مذہب کو صحیح سمجھنا دوسرے ہر مذہب کو غلط اور اپنے عقائد کو دوسروں پر زبردستی مسلط کرنا مذہبی تشدد کہلاتا ہے۔"[3]

پاکستان میں فرقہ بندی کی صورت میں تشدد کو اچھی طرح سے پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ شیطان اکثر مخالفین کے جذبات دل و دماغ پر اتنا حاوی ہو جاتا ہے کہ ان کو انسانیت کی قدروں کی طرف دیکھنے کا موقع ہی نہیں دیتا۔ کچھ فرقے اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے اور دوسرے فرقوں کو کافر قرار دے کے ان کو مارنا اپنے لئے ثواب سمجھتا ہے۔ جب انسان فرقہ بندی کی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے تو اس کی قوت برداشت اس حد تک متاثر ہوتی ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے اختلاف پر بڑی سے بڑی دشمنی کرنے سے گریز نہیں کرتا اس کے اخلاق سے انسانیت کی تمام حسنات اور خوبیاں آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہیں اور صرف حیوانی خصوصیات باقی رہ جاتی ہیں۔ بعض مرتبہ ہم نفرت و انتقام میں حیوانی خصوصیات سے بھی کہیں آگے نکل جاتا ہے۔[4]

۱۔ منوشاستر، باب:۲، منتر:۲۸۱

۲۔ غیر رواداری اور تشدد، ص:۳۵

۳۔ مقالات سیرت، ص:۳۸۶

۴۔ انسانیت اور دہشت گردی، سید نایاب شاہ جہانگیری، گفنا ک گلاسگو (اسکاٹ لینڈ) یو کے، اگست ۲۰۱۵ء، ص:۲۲

فرقہ بندی زمانہ قدیم سے مختلف مذاہب میں چلی آرہے ہے۔ عیسائی مذہب کے کچھ فرقوں میں بہت سی جنگیں بھی لڑی گئیں۔ اسکاٹ لینڈ کی ملکہ بھی فرقہ بندی کی نظر ہو گئی۔ رومن کیتھولک اور پروٹسنٹ فرقوں میں کافی عرصہ تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ہزاروں انسان اس فرقہ بندی کی نظر ہو گئے۔[1]

دنیا بھر میں جتنی بھی فرقہ پرستی ہے اس کا ایک بڑا حصہ پاکستان میں پایا جاتا ہے۔ کوئی حنفی ہے تو کوئی شافعی ،کوئی مالکی ہے تو کوئی حنبلی، کوئی بریلوی ہے تو کوئی دیوبندی قصہ مختصر کوئی اہل حدیث ہے تو کوئی جعفریہ، قابل غور بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو مسلمان ہونے پر نہیں بلکہ اپنی فرقہ واریت پر فخر ہے۔ پھر ایک فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے اور اسے واجب القتل سمجھتا ہے۔[2]

ہندوؤں میں انتہا پسندی اتنی ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی کو بھی برداشت نہیں کرتے۔ ان کے ہاں گائے اور مور کی تو قدر ہے مگر انسان کی قدر نہیں ہے۔ ہندو خاص طور پر مسلمانوں اور اسلام کے سخت دشمن ہیں، ہندوؤں کے نزدیک ایک گائے کی خاطر خیبر سے لے کر مکہ تک تمام مسلمانوں کا قتل بھی تھوڑا ہے۔ ہندو دھرم میں جانوروں کا گوشت کھانا منع ہے لیکن مسلمانوں کا خون پینا جائز ہے۔[3] یہی مذہبی انتہا پسندی آگے جا کر تشدد کی شکل اختیار کرتی ہے۔

- ## جنگی تشدد:

تشدد کی بدترین شکلوں میں ہے اسلحاتی لڑائی لڑنا یعنی جنگی تشدد۔ ایک باقاعدہ جنگ، جس سے دوسری قومیں یا ملک زد میں آئیں یا تباہ ہو جائیں۔ دوسری ریاستیں برباد ہو جائیں، دوسرے طبقات اپنی آزادی سے محروم ہو جائیں۔[4] مزید اس سے مراد ہے کہ ایک ملک اپنے دشمن ملک کو مفلوج کرنے کے لئے اس کی عسکری طاقت کو ختم کرنے کے لئے

۱۔ دہشت گردی کے خلاف جمہوری ممالک، عرفان امتیازی، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۰۰ء، ص:۱۴

۲۔ مقالات سیرت، ص:۳۲۹

۳۔ مقالات سیرت، ص:۶۵

۴۔ انسانیت اور دہشت گردی، ص:۲۲

بڑھ چڑھ کر حصہ لے جنگی تشدد کہلاتا ہے۔[1] دنیا کی تاریخ میں بہت سی جنگیں لڑی گئیں جن میں نہایت سفاک اور وحشیانہ طریقے استعمال کئے گئے۔ دہشت گرد قوموں میں صحرائے گوبی[2] اور وسط ایشیاء[3] کی قومیں سر فہرست تھیں۔ صحرائے گوبی کے تاتاری بادشاہوں میں چنگیز خان[4] اور ہلاکو خان[5] کے نام تشدد کی علامت بن گئے۔ یہ بادشاہ مغلوب قوم کے افراد کو قتل کرتے تھے اور قتل کرتے وقت بوڑھے جوان یا بچوں کا لحاظ نہیں رکھتے تھے۔ پر امن شہریوں کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیا جاتا تھا بعد میں ان کے سروں کا شمار کرتے تھے پھر ان کی کھوپڑیوں کے مینار بنواتے، انسانی سروں کے جتنے اونچے مینار بنتے یہ اس پر فخر کرتے تھے اور ان کے قریب شراب و کباب اور رقص و سرور کی محفلیں منعقد کرتے تھے۔ رقص و سرور کی اس محفل میں دوسرے سرداروں سے بازی لے جانے میں کھوپڑیوں کا اونچا مینار بنانے کی کوشش کرتا تھا جس پر ان کو خان اعظم کی طرف سے انعام و اکرام سے نوازا جاتا تھا۔[6]

- **خودکشی:**

اس کا مطلب ہے کہ انسان اپنے آپ کو ختم کر دے اور موت کی وادی میں دھکیل دے اور خود اپنی جان کا قاتل بن جائے۔ اس کا مفہوم کم و بیش کئی زبانوں کے مشہور علمائے لغات نے بیان کیا ہے۔ خودکشی کا مترادف لفظ عربی میں

۱۔ غیر رواداری اور تشدد، ص:۴۱

۲۔ **صحرائے گوبی:** چین اور جنوبی منگولیا کا بہت بڑا اور ایشیا کا سب سے بڑا صحرا ہے۔ یہ صحرا ۰۰۰،۲۹۵،۱۲۲۱ مربع کلومیٹر رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ ایک شدید سرد صحرا ہے۔
(اُردو نیوز، ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۶ء)

۳۔ **وسط ایشیا:** براعظم ایشیا کا ایک وسیع علاقہ ہے جس کی سرحدیں کسی سمندر سے نہیں لگتیں۔ براعظم ایشیا کے وسط میں گرم خشک صحراؤں اور بلند پہاڑوں کی سرزمین ہے، قدیم و اہم تجارتی شاہراہ" شاہراہ ریشم "اس کے ساتھ واقع ہے۔
(روزنامہ مشرق پشاور، ۲۸ نومبر ۲۰۱۶ء)

۴۔ **چنگیز خان:** (۱۱۶۲ء۔ ۱۲۲۷ء) منگول سلطنت کا بادشاہ، اصلی نام تموجن تھا، اپنے دور حکومت میں اس نے بہت سی فتوحات کیں جن میں چین بھی شامل ہے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، سید قاسم محمود، محمد فیصل، ٹیکیشن پرنٹنگ پریس لاہور، جولائی ۲۰۰۰ء، ص:۷۷۰

۵۔ **ہلاکو خان:** (۱۲۱۷ء۔ ۱۲۶۵ء) ایل خانی حکومت کا بانی اور منگول حکمران چنگیز خان کا پوتا تھا۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۷۷۰)

۶۔ انسانیت اور دہشت گردی، ص:۳۵/۳۶

"انتحار" اور انگریزی میں "Suicide" ہے۔ دنیا میں ہر چالیس سیکنڈ میں ایک شخص خودکشی کرتا ہے اس حساب سے مجموعی طور پر تعداد لاکھوں میں شمار کی جاسکتی ہے۔[1] خودکشی کی تعریف پر چند مشہور مصنفین کی آراء درج ذیل ہیں۔

۱۔ القاموس المحیط میں خودکشی کا مفہوم بیان ہوتا ہے:

"آدمی کا اپنے آپ کو قتل کرڈالنا"[2]

۳۔ علامہ قرطبی[3] خودکشی کی تعریف میں قلم بند کرتے ہیں:

"کسی انسان کا دنیا کی لالچ اور مال کی طلب میں اپنے ارادے سے اپنے آپ کو مارڈالنا یا غصے اور تنگی کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کرنا"[4]

خودکشی انسانی تشخص اور بغاوت کی سب سے بڑی مثال ہے جس میں ایک شخص کا اپنے آپ کو قصداً اور غیر قدرتی طریقے سے ہلاک کرنا خودکشی کہلاتا ہے۔ زیادہ تر لوگ دماغی خرابی، مایوسی اور ذہنی تناؤ کی وجہ سے بھی خودکشی کرتے ہیں۔[5]

- **دہشت گردی:**

خطے و معاشرے میں بدامنی، خوف و حراس اور افراتفری پھیلانا اور یہ نظام عرصہ بعید سے چل رہا ہے۔ دہشت گردی کی کوئی ایسی تعریف نہیں ہے کہ جو ہر لحاظ سے مکمل اور ہر موقع پر سو فیصد اتفاق رائے سے لاگو کی جاسکے، اگر ناممکن نہیں تو کم از کم انتہائی مشکل ضرور ہے۔ اگر ہر قسم کے پس منظر اور اس معاشرے کے حالات کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے تو پھر اس لفظ کی لغوی تشریح یوں ہو سکتی ہے کہ:

۱۔ خودکشی، انعام الرحمن سحری، س۔ ص۱۵۷۔ سی گلبرگ، فیصل آباد، س۔ن، ص:۱۴/۱۳/۱۵

۲۔ القاموس المحیط، فیروز آبادی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۵ء، ج:۱، ص:۲۶۶

۳۔ **علامہ قرطبی:** (۶۰۰ھ۔۶۷۱ھ) امام قرطبی کا پورا نام امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح ابو عبداللہ انصاری، خزرجی، قرطبی، اندلسی، مالکی ہے۔ یہ بہت بڑے عالم، مفسر فقیہہ اور عربی زبان کے آئمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپکی مشہور کتابوں میں السنہ فی شرح اسماء اللہ الحسنی وصفاتہ، الاعلام بما فی دین النصاری من الاوہام، التذکار فی افضل الاذکار، الجامع لاحکام القرآن المعروف تفسیر قرطبی شامل ہیں۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۵۱۲)

۴۔ الجامع الاحکام القرآن، ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔ کراچی، اکتوبر ۲۰۱۲ء، ج:۵، ص: ۱۵۶

۵۔ خودکشی، ص:۱۵

"خوف اور ہراس پیدا کر کے اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر ایسا طریقہ کار یا حکمت عملی اختیار کرنا جس سے قصوروار اور بے قصور کی تمیز کے بغیر، (عام شہریوں سمیت) ہر ممکنہ ہدف کو ملوث کرتے ہوئے، وسیع پیمانے پر دہشت و تکلیف اور رعب و اضطراب (جسمانی نہ سہی نفسیاتی) پھیلایا جائے۔"[۱]

دہشت گردی کی مختلف تعریفات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

❖ ورلڈ بک آف انسائیکلوپیڈیا میں دہشت گردی کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"تحفظ یافتہ افراد کے خلاف اچانک غیر منصفانہ طریقے سے جان بوجھ کر طاقت کا استعمال دہشت گردی ہے"[۲]

❖ دہشت گردی کی سادہ سی تعریف یوں ہے:

"دہشت گردی ایک ایسا فعل ہے جس میں بڑی منصوبہ بندی اور سوچ بچار کے بعد تشدد اور تباہی کا مخصوص راستہ اپنایا جاتا ہے، (اس فعل میں ایک آدمی کا بھی کردار ہو سکتا ہے اور ایک گروہ بھی)۔ تاکہ خاص سیاسی، مذہبی یا لسانی و نسلی مقاصد حاصل کئے جاسکیں۔ اگر یہ فعل مالی فوائد حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہو گا تو ایجنسی مذکور یا ریاست کو بھاری مالی نقصان سے دوچار کر دے گا۔"[۳]

ان تمام تعریفوں میں ہر ایک نے اپنے اپنے نقطہ نظر کو بیان کیا ہے، تاہم ان سب میں جارحیت اور تشدد کا مفہوم پایا جاتا ہے، جو سب سرگرمیوں میں قدر مشترک ہے۔ ہر ایسی جارحانہ اور پرتشدد کاروائی، جس سے سیاسی و معاشی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، دہشت گردی کہلائے گی۔[۴]

• خودکش حملہ:

خودکش حملہ اور بم دھماکے یہ کسی بھی قوم کی بدبختی ہے۔ تشدد کی یہ ایک ایسی شکل ہے جس کا نام سنتے ہی دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ خاندانوں کے خاندان اجاڑ دیتے ہیں۔ ایک مملکت کی ساکھ کو خسارے میں ڈالتے ہیں اور اُسی

۱۔ امن عالم، ص:۹۸

۲۔The world Book Encyclopedia,Chicago(Field enterprise)Education Corporation ,1998, P: 178

۳۔ دہشت گردی، ص:۴۰

۴۔ اسلام اور انتہاپسندی، ص:۱۵۹

قوم کا کھاتے ہیں اور ان سے ہی غداری کرتے ہیں۔ ان کو نام دیتے ہیں جہاد کا اور جہاد کی "ج" "ح" بھی پتا نہیں ہوتی۔[1]

خود کش حملہ ایسے حملے کو کہتے ہیں جس میں حملہ آور کا مقصد دوسروں کو مارنا یا بہت نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اس عمل میں یقینا یا غالب امکانی وہ ہلاک ہو جائے گا۔اس حملہ میں کوئی شخص اپنے جسم کے ساتھ دھماکہ خیز مواد باندھتا ہے اور مطلوبہ ہدف پر جا کر اسے اڑا دیتا ہے۔ ایسے حملے میں حملہ آور کی موت یقینی ہوتی ہے۔[2] یہ بدترین دہشت گرد خود کش بمباری کرتے ہوئے ذرہ بھی رحم نہیں کرتے اور بغیر کسی امتیاز کے تمام گھروں، سڑکوں، پلوں، تعلیمی اداروں، نجی مراکز، حکومتی ادارے، عوامی مراکز سے لے کر مسجد کی عمارتوں کو بھی منہدم کر دیتے ہیں۔[3]

خلاصہ بحث:

تشدد کا مسئلہ صرف ایک قوم یا ملک کا نہیں بلکہ پوری دنیا اس کی زد میں شامل ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اور یہ ہر ملک و قوم میں مختلف طرح سے اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کی مختلف اقسام ہیں جن میں انفرادی، گروہی، اور سیاسی تشدد شامل ہیں۔ انفرادی تشدد ایک انسان کی کاروائی ہوتی ہے جبکہ گروہی تشدد قوموں اور گروہوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے گروہوں کی صورت میں کیا جاتا ہے جبکہ سیاسی تشدد ریاست کے خلاف اٹھنے والی آواز کو دبانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ تشدد کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں جن میں گھریلو تشدد، جسمانی، جنسی، لسانی، مالی، مادی، سماجی، جذباتی، ذہنی، مخفی، فضائی، نسلی، مذہبی، جنگی، خود کشی، خود کش حملہ اور دہشت گردی شامل ہے۔ یہ سب تشدد کی مختلف صورتیں ہیں جو لوگوں میں خوف و ہراس پھلانے کے لئے کی جاتی ہیں۔

ا۔ جہاد اور دہشت گردی، حافظ مبشر حسین لاہوری، نعمانی کتب خانہ لاہور، اکتوبر ۲۰۰۳ء، ص:۱۴۱/۱۴۲

۲۔http://www.urduweb.org/mehfil/threads/۷۹۲۱/-کے-کرام-علماء-متعلق-سے-حملوں-کش-خود
فتاو,7:48PM,2/27/17

۳۔ اسلام اور دہشت گردی، ص:۲۶

فصل سوم

تشدد کا آغاز وارتقاء

مبحث اول: دنیا کے بڑے بڑے مذاہب اور تشدد

مبحث دوم: اسلامی فرقہ؛ خوارج اور تشدد

فصل سوم: تشدد کا آغاز وارتقاء

جن مشکل ترین اور نا قابل عبور سوالات کا انسان کو ہمیشہ سامنا رہا ہے ان میں سے ایک ہے کہ تشدد کی ابتداء اور طریق کار کیا ہے ؟ انسان کیوں اپنے جیسے انسانوں کو دباتا، اذیت دیتا اور مارتا ہے ؟ وہ تباہ کن جذبے کہاں سے آئے ہیں جو انسان کو انسان کے لیے بھیڑیا بنادیتے ہیں ؟ ان طاقتوں کی اصل کیا ہے جو بقائے انسان کے لئے بار بار خطرہ پیدا کرتے ہیں ؟[۱] تشدد کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ خود انسان۔ عالم انسانیت میں تشدد کی مثال اول ہابیل اور قابیل کا اختلاف ہے۔ ہابیل اور قابیل دونوں آدم و حوا کے بیٹے تھے لیکن ان میں سے ایک نے اپنے مطلب کی تسکین کے لئے دوسرے کو ہلاکت کے گھڑے میں دھکیل دیا۔[۲] ایک بھائی کے حق میں خدائی فیصلہ دوسرے بھائی کے لئے نا قابل برداشت تھا چنانچہ اسے موت کی گھاٹ اتار دیا۔ تشدد کے نتیجہ میں قتل کی یہ ریت اس قدر چلی کہ آج تک اس کا سلسلہ رکنے کا نام نہیں لیتا۔ لڑائی ، جھگڑا ، فساد ، بغاوت اور جنگ دراصل تشدد سے ہی مستعار لئے ہوئے " تشدد پسندی " کے نام ہیں۔ جو انسانی ثقافت میں اپنی متواتر تاریخ رکھتے ہیں۔

زمین کے سینہ پر انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ برگزیدہ ہستیاں اور بہتر گروہ کوئی نہیں گزرا لیکن یہ کتنی بڑی حقیقت ہے کہ انسانوں نے تشدد پسندی کا سب سے زیادہ مظاہرہ ان برگزیدہ لوگوں کے اوپر کیا۔ وہ لوگ جو بنی نوع انسان کو کھینچ کھینچ کر عذاب دوزخ سے نجات دلاتے تھے ، انہیں اس قدر ایذاء پہنچائی گئی حتیٰ کہ انبیاء اور ان کے ساتھی پکار اٹھے ، کہ اللہ کی مدد کب آئے گی ۔ کتنے ہی نبی گزرے جن میں سے بعض نے سینکڑوں سال تبلیغ کی ، کتنوں نے کیسی کیسی واضح نشانیاں اپنی قوم کے سامنے پیش کیں کچھ نے مظاہر قدرت کی طرح واضح دلائل سے اپنی قوم کو سمجھانا چاہا، سبھی انبیاء کی جوانیاں قوم کے سامنے تھیں لیکن ان اقوام کی تشدد پسندی تھی کہ کسی نے نبی کو جھٹلایا تو کسی کو دھمکایا کسی کو لالچ سے ورغلانے کی کوشش کی تو کسی کو بستی سے نکال دیا اور کتنوں کو قتل کر دیا۔ بالآخر جب قوموں کی تشدد پسندی انتہا کو پہنچی اور نبیوں کی برداشت بازی لے گئی تو عذاب الٰہی ان پر قہر بن کر اس طرح ٹوٹی کہ ان کا نام عبرت کا نشان بن گیا۔ تاریخ گواہ ہے ! کہ ان لوگوں نے نبی پاک ﷺ تک کو نہیں بخشا جب آپ ﷺ نے فریضہ تبلیغ کا کام شروع کیا تو کفار مکہ نے آپ ﷺ پر ظلم و دہشت کے پہاڑ توڑ دیے کہ مکہ کی زمین بلبلا اٹھی۔[۳]

۱۔ غیر رواداری اور تشدد، ص: ۱۵۴

۲۔ دہشت گردی، سلطان شاھد، وطن پرنٹنگ پریس لاہور، ۱۹۹۱ء، ص: ۷۷

۳۔ مقالات سیرت، ۲۰۰۴ء، ص: ۴۰/ ۴۱

وہ سارے مظالم جو گزشتہ انبیاء پر علیحدہ علیحدہ توڑے گئے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی جماعت پر ایک ساتھ توڑے گئے۔ انہیں چلچلاتی دھوپ میں تپتی ریت پر ننگے بدن لٹایا گیا اور ان کی چھاتیوں پر دھکتے پتھروں کی سلیں رکھی گئیں۔ انہیں مکہ کی پتھریلیوں گلیوں میں مرے ہوئے جانوروں کی طرح رسیاں باندھ کر گھسیٹا گیا۔ انھیں بھوک اور پیاس کی شدید اذیتیں پہنچائی گئیں۔ اندھیری کوٹھریوں میں قید کیا گیا اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے۔ کبھی ان کی عبادت کے دوران اونٹوں کی اوجھڑیاں پھینکی گئیں۔ ان کو گالیاں دی گئیں اور گلیوں کے اوباشوں نے ان کی تحقیر و تذلیل کی گئی۔ دنیا کے متشدد ترین لونڈوں نے جھولیاں بھر بھر کر آپ ﷺ اور ان کے ساتھیوں پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ دنیا کا مقدس ترین خون طائف کی گلیوں میں بہایا گیا۔ ان کافروں کی اگر تعلیمات کو دیکھا جائے تو پتا لگتا ہے کہ یہ کتنے ظالم لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے نبیوں تک کو نہیں بخشا۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ﴾[1]

ترجمہ: اور وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے۔

انبیاءؑ کے بعد مسلمانوں پر جو ظلم و ستم ڈھائے اس کی دل ہلانے والی داستانیں آگے بیان ہوگی کہ ان کے مذہب کی تعلیمات ہی اتنی سخت ہیں جس کی وجہ سے یہ تشدد پسند بنے۔ آپ ﷺ کے بعد امت محمدیہ پر سب سے زیادہ ظلم اور تشدد یہودیوں، عیسائیوں کے بعد خوارج نے کیا۔ تاریخ اسلام میں خوارج ایک متواتر حیثیت رکھتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ سورۃ آل عمران:۳/۲۱

۲۔ مقالات سیرت، ۲۰۰۴ء، ص:۴۰/۴۱

مبحث اول: دنیا کے بڑے بڑے مذاہب اور تشدد

تمہید:

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے وہ کسی بھی قسم کے تشدد، ظلم اور فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتا۔ جو مذاہب اسلام کو تشدد اور دہشت گردی کا مذہب کہتے ہیں اگر ان کی دینی کتابوں کا تعین کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذاہب خود کتنے شدت پسند اور ظالم ہیں۔

یہودیت اور تشدد:

یہودیت مذہب تشدد اور دہشت گردی کا مذہب ہے کہ اس کے ماننے والوں نے اپنی ہٹ دھرمی اور من مانی سے انبیاء کرامؑ کو بھی قتل کیا اور اس کے باوجود بھی اپنے اعمال کو بہترین سمجھتے تھے۔ یہودیت مذہب کی تشدد پسندی کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

- یہودیت مذہب میں عورت کو کوئی احترام حاصل نہیں ان کے نزدیک مذہب نے عورتوں کو مردوں کا غلام بنایا ہے۔ بائبل میں درج ہے کہ "خدا تیرے درد حمل کو بڑھائے گا، تو شوہر کی طرف رغبت کرے گی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا"[۱]
- یہودیت میں غلاموں کو لاٹھیوں سے مار دینے تک کی اجازت ہے۔[۲]
- "اور خدا نے جو موآب کے میدانوں میں جو یریحو کے مقابل یردن کے قریب واقع ہیں، موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ جب تم یردن کو عبور کر کے ملک کنعان میں داخل ہو تو تم اس ملک کے سب باشندوں کو وہاں سے نکال دینا اور ان کے پتھروں اور بتوں کو توڑ ڈالنا اور ان کے سب اونچے مقاموں کو مسمار کر دینا اور تم اس ملک پر قبضہ کر کے اس ملک میں بسنا کیونکہ میں نے یہ ملک تم کو دیا ہے کہ تم اس کے مالک بنو۔"[۴]

۱۔ "کتاب مقدس" پیدائش، باب:۱۳

۲۔ "کتاب مقدس" خروج، باب:۱۲

۳۔ "کتاب مقدس" گنتی، باب:۳۳/ ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰

- "سوان بچوں کو جو لڑکے ہیں سب کو قتل کر اور جو عورت کسی مرد سے صحبت کر چکی ہو اسکو بھی جان سے مار دو۔ اور جو ابھی واقف نہیں ہوئیں ان کو اپنے لئے رکھ لے۔"[۱]
- "اور انھوں نے جو اس شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل کیا بھیڑ کیا گدھے سب کو تلوار کی دھار سے بالکل نیست و نابود کر دیا۔۔۔۔۔۔ پھر انھوں نے اس شہر کو جو کچھ اس میں تھا سب کو آگ میں پھونک دیا۔"[۲]
- یہود مذہب میں اپنے اور بیگانوں میں قدم قدم پر ناانصافی کرتے ہیں۔ اگر اسرائیلی کا بیل غیر اسرائیلی کے بیل کو زخمی کر دے تو اس پر کوئی بھی تاوان نہیں ہو گا، اگر کوئی غیر اسرائیلی کا بیل اسرائیلی کے بیل کو زخمی کر دے تو اس پر تاوان ہو گا۔ اگر قاضی کے پاس کوئی غیر اسرائیلی اسرائیلی کے خلاف مقدمہ لے کر آئے تو قاضی کو ہر صورت اپنے مذہبی بھائی اسرائیلی کو جتانا ہو گا۔[۳] قرآن مجید ان کی ناانصافیوں اور ظلم و ستم کو سورۃ آل عمران میں یوں بیان کرتا ہے کہ:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ﴾[۴]

ترجمہ: (یہ ناانصافیاں یہود اس لیے کرتے ہیں) کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ امیوں (غیر یہودیوں) کے بارے میں ہم سے کوئی مواخذہ نہیں۔"

مذکورہ اقتباسات کی روشنی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود کا مذہب امن و سلامتی کا مذہب نہیں بلکہ تشدد اور دہشت گردی کا مذہب ہے۔

۱۔ "کتاب مقدس" گنتی، باب: ۳۱، /۱۷، ۱۴، ۹

۲۔ "کتاب مقدس" یشوع، باب: ۶، آیت: ۲۴، ۲۳، ۲۲

۳۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام، شیخ احمد دیدات، مصباح اکرام، عبداللہ اکیڈمی لاہور، ۲۰۱۰ء، ص: ۴۸۲، ۴۸۱

۴۔ سورۃ آل عمران: ۳/ ۷۵

عیسائیت اور تشدد:

انجیل میں ظالمانہ قتل وخونریزی کی ایسی واضح دلیلیں موجود نہیں جیسے تورات میں موجود ہیں۔ انجیل چونکہ تورات کا ہی تکلمہ ہے اس لیے تورات کے احکام بھی اہل انجیل (عیسائیوں) کے ہاں معتبر تسلیم کئے جاتے ہیں۔

عیسائی ان احکامات کی پیروی کرتے ہیں جن میں اپنے مخالفین کو تختہ مشق بنانا، قتل کرنا، ان کے بیوی بچوں کو غلام بنانا، ان کے اموال پر قبضہ کرنا یہ سب کار ثواب بتایا گیا ہے۔ مذہبی کتابوں کے علاوہ اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو تاریخ عیسائیوں کے ظلم وستم سے بھری پڑی ہے، سال ۱۰۹۹ء میں عیسائیوں نے جب پہلی بار بیت المقدس کو فتح کیا تو ستر ہزار سے زائد مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو شہید کر دیا تھا۔ وہاں کی مسجد عمر میں مسلمانوں کا اس قدر قتل عام ہوا تھا کہ گھڑ سواروں کے ٹخنوں تک مقتولین کا خون پہنچ رہا تھا۔ ہر طرف اوپر نیچے لاشوں کے ڈھیر تھے۔[1]

سپین میں مسلمانوں نے ساتھ سو سال تک حکومت کی جس میں مسلمان، عیسائی اور یہودی سب مل کر پرامن طریقے سے رہتے تھے۔ مگر جب ۱۴۹۲ء میں وہاں عیسائیوں نے قبضہ کیا تو انھوں نے مسلمانوں اور یہودیوں سے کہا کہ یا تو وہ عیسائیت قبول کرلیں یا پھر سپین سے نکل جائیں۔ اس تعصب کی بناء پر کچھ عرصے میں یورپ کو مسلمانوں سے خالی کرا دیا گیا۔ بہت سے یہودیوں نے عیسائیت قبول کرلی اور اسی ہزار سرحد پار کرکے چلے گئے۔ ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو مذہبی عدالت میں کورٹ مارشل کیا گیا۔ ان میں سے تقریباً تیس ہزار کو سزائے موت ملی اور بارہ ہزار کو زندہ جلا دیا گیا۔[2]

بوسنیا پر جب عیسائیوں کا قبضہ ہوا تو انھوں نے تین مسلمان لڑکیوں کو جنگلے سے باندھ دیا گیا۔ ان کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا اور پھر تین روز تک بھوکا پیاسا رکھنے کے بعد ان پر پٹرول چھڑک کر ان کو زندہ جلا دیا گیا۔[3] پھر جن

۱۔ الفاروق، شبلی نعمانی، مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۷۹ء، ص:۲۸۱

۲۔ خدا کے لئے جنگ، کیرن آرم سٹرونگ، مترجم: محمد احسن بٹ، س۔ن، ص:۲۷

۳۔ سازشیں بے نقاب، یاسر محمد خان، س۔ن، ج:۱، ص:۱۳۷

جن علاقوں پر ان سرب درندوں کا قبضہ ہوا، وہاں سے مسلمانوں کو جگہ جگہ سے جمع کیا گیا۔ ان کو دریاؤں کے پلوں پر لے جا کر جانوروں کی طرح ذبح کیا گیا۔ ان کی لاشوں پر مٹی ڈال دی گئی۔ اقوام متحدہ کے کیمپوں میں پناہ گزین مسلمانوں کے کیمپوں پر بھی ان درندوں نے حملے کئے، ہتھوڑیوں سے ان کے سر کچل دیئے۔ کھوپڑیاں توڑ ڈالیں۔ بعض شہروں میں بڑے بڑے تندوروں میں مسلمانوں کو جلا دیا گیا۔[1]

ان عیسائیوں کی ظلم و بربریت نے صلیبی جنگوں میں ہزاروں مسلمانوں کو ذبح کر دیا گیا اور اس قتل عام کا جشن منایا گیا۔ ان کی مذہبی تعلیمات اور تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی کتنے ظالم اور تشدد پسند ہیں۔ عراق کے ملک پر حملہ کر کے ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ پورے ملک کو نیست و نابود کر دیا۔[2]

۱۔ تشدد ماضی اور حال، ڈاکٹر سعید احمد، روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، ۷ جنوری ۲۰۰۸، ص:۵

۲۔ سازشیں بے نقاب، ص:۱۴۰

ہندومت اور تشدد:

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں ظالمانہ احکام کی بھرمار ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوؤں کا تعصب اور دوسری اقوام سے مخالفت ان کی مذہبی تعلیم ہے۔ اس مذہب میں دوسری اقوام کے متعلق ظالمانہ اور غیر انسانی احکام دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے ہندو قوم متعصب دوسروں کو ناپاک سمجھتی ہے اور زمین کو دوسری اقوام اور دوسرے مذاہب (خواہ وہ اسلام ہو یہودیت ہو یا عیسائیت اور کوئی اور مذہب) کے ماننے والوں سے پاک کرنا فرض اور ضروری سمجھتی ہے۔ اس رو سے ہندوؤں سے امن کی توقع رکھنا انتہائی احمقانہ فعل قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ان کے مذہب کے مطابق ہندو وہی ہے جو اپنے ہندوئوں کے علاوہ دوسروں کو ناپاک اور واجب القتل سمجھے اور اس کی کوشش بھی کرے۔ ہندو مذہب کی ظالمانہ تعلیمات درج ذیل ہیں۔

- دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلادو۔ (۱)
- دشمنوں کے کھیتوں کو اجاڑو یعنی گائے، بیل، بکری اور لوگوں کو بھوکا مار کر ہلاک کرو۔ (۲)
- اپنے مخالفوں کو درندوں سے پھڑواڈالو۔ (۳)
- ان کو سمندر میں غرق کردو۔ (۴)
- جس طرح بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے اسی طرح ان کو تڑپا تڑپا کر مارو۔ (۵)
- ان کی گردنیں کاٹ دو۔ (۶)
- ان کو پاؤں کے نیچے کچل دو اور ان پر رحم نہ کرو۔ (۷)

۱۔ یجر وید، ۱۳: ۱۲

۲۔ یجر وید، ۱۳: ۱۳

۳۔ یجر وید، ۱۵: ۱۹، ۱۷

۴۔ یجر وید، ۱۵: ۱۶

۵۔ یجر وید، ۱۶: ۶۵

۶۔ یجر وید، ۵: ۲۲

۷۔ یجر وید، ۱۷: ۳۹

- اتھر وید کتاب میں خوفناک اور ظالمانہ احکامات کچھ یوں درج ہیں:

"پس اے دیوی گائے! برہمن پر ظلم کرنے والے مجرم بخیل دیوتاؤں کی خدمت کرنے والے کو اپنی سرگرمیوں والی بان سے جو استرے کے پھل کی طرح تیز ہے ہلاک کر دے۔ اس کے سر کو کندھوں سے الگ کر دے اور اس کے بدن کی کھال کھینچ نکال۔ اس کے پٹے کھینچ لے۔ اس کے ڈھانچے پر سے گوشت کی بوٹی بوٹی اتار لے۔ اس کی ہڈیوں کو کچل دے۔ اس کے سر سے بھیجا نکال لے اور اس کے سب اعضا اور جوڑوں کو الگ کر دے۔"(۱)

ہندو مذہب میں عورت کو کوئی احترام حاصل نہیں، عورتوں کے متعلق ان کی کتابوں میں درج ذیل احکامات موجود ہیں:

- عورتوں کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی عورتوں کے دل در حقیقت بھیڑیوں کی بھٹ ہیں۔(۲)
- عورت کا دل استقلال سے خالی ہے اور یہ عقل کی رو سے ایک نہایت ہلکی چیز ہے۔(۳)
- عورت اور شودر دونوں کو نر دھن (یعنی مال سے محروم) کیا گیا ہے۔(۴)
- لڑکی باپ کی جائیداد کی وارث نہیں۔(۵)
- اگر کسی بیوہ کو اپنے خاوند کی طرف سے جائیداد ملتی ہے تو اسے جائیداد کی بیع و فروخت کا کوئی اختیار نہیں۔(۶)
- عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ ایک جائیداد (جو اس کو دوسرے فوت شدہ شوہر سے ملی ہے) بلاوجہ دوسرے کے قبضہ میں نہیں جا سکتی۔(۷)

۱۔ اتھر وید، ۱۲:۱۷، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵

۲۔ رگوید منڈل ۱۰ اسوکت ۹۵ منتر ۱۵

۳۔ رتوید منڈل سوکت ۳۳ منتر ۱۷

۴۔ یجر وید ادھیاء ۸ منتر ۵

۵۔ اتھر وید کانڈ اسوکت ۱۷ منتر

۶۔ اتھر وید کانڈ اسوکت ۱۷ منتر ا

۷۔ منوشاستر، ۵:۱۵۱

- عورت خلع نہیں لے سکتی (یعنی مرد کتنا ہی ظالم یا دائم المریض کیوں نہ ہو' عورت کو اس سے علیحدہ ہونے کا کوئی حق نہیں)۔ [۱]
- عورت کو جوئے میں ہارنا اور فروخت کرنا جائز ہے۔ [۲]
- جن لڑکیوں کے بھائی نہ ہوں ان کی شادی نہیں ہو سکتی۔ [۳]
- عورت کے لئے مذہبی تعلیم ممنوع ہے۔ [۴]

جہاں ہندو مذہب میں بے شمار برائیاں ہیں' وہیں ان میں ذات پات کی غیر اخلاقی تقسیم بھی ہے۔ اس فعل میں ان کی مذہبی کتب کا اہم کردار ہے۔ ہندوؤں کی چار ذاتیں ہیں سب اونچا طبقہ برہمن کا ہے اور سب سے نچلہ طبقہ شودر کا ہے۔ برہمن کے نزدیک شودر کا مقام و مرتبہ جانوروں سے بھی کم تر ہے جس کا اندازہ ان کے مذہبی احکامات سے ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں:

- وید میں ہے کہ برہمن ماتما کے منہ سے کشتری بازوں سے ویش رانوں سے شودر پاؤں سے پیدا ہوا۔ [۵]
- وید میں ہے کہ برہمن حکومت کے لئے چھتری (کشتری) کاروبار کے لئے اور دکھ اٹھانے کے لئے شودر کو پیدا کیا ہے۔ [۶]
- برہمنوں کے لئے وید کی تعلیم اور خود اپنے اور دوسروں کے لئے دیوتائوں کو چڑھاوے دینا اور دان (چندہ) لینے دینے کا فرض قرار دیا۔ [۷]
- چھتری کو اس نے حکم دیا کہ مخلوق کی حفاظت کرے دان دے چڑھاوے چڑھائے وید پڑھے اور شہوات نفسانی میں نہ پڑے۔ [۸]

۱۔ منوشاستر، ۵:۱۵۴

۲۔ نرکت ۴:۳

۳۔ اتھروید ۱:۱۷:۱

۴۔ منوشاستر ۹:۱۸

۵۔ رگ وید باب ۱۰ بھجن ۹۰ ص ۳۸

۶۔ یجروید ۳۰:۵

۷۔ منوشاستر ۱/۸۸

۸۔ منوشاستر ۱/۸۹

سزائے موت کے عوض برہمن کا صرف سر مونڈا جائے لیکن اور ذات کے لوگوں کو سزائے موت دی جائے گی۔ [۱]

- شودر جس عضو سے برہمن کی ہتک کرے اس کا وہ عضو کاٹ دیا جائے۔ [۲]
- وید سننے پر (شودر کے) دونوں کانوں میں سیسہ ڈال دو پڑھے تو زبان کاٹ دو یاد کرے تو دل چیر دو۔ [۳]

ہندو اس قدر ظالمانہ قوم ہے کہ ان کے نزدیک ایک گائے کی خاطر کراچی سے لے کر مدینہ تک تمام مسلمانوں کو ختم کر دو تو بھی تھوڑا ہے۔ ہندو مذہب میں گائے کا گوشت کھانا منع ہے لیکن مسلمانوں کا خون پینا جائز ہے۔ تقسیم کے وقت دلی میں مسلمانوں کو چن چن کر قتل کیا گیا ان کی املاک تباہ کی گئیں ان پر قبضہ کر لیا گیا۔ گجرات میں نوجوان مسلمان لڑکیوں کی اجتماعی عصمت دری کی گئی پھر ان سب کو زندہ جلا دیا گیا۔ مسلمانوں کی مسجدیں شہید کر دی گئی اور عیسائیوں کے مذہبی و مقدس مقامات کو ویران اور برباد کر دیا گیا۔ بھارت کے ظلم و ستم کی داستانیں ابھی قائم ہیں ریاست جموں و کشمیر میں بھارت کی ۷ لاکھ فوج برسرِ پیکار ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق بھارت نے گزشتہ ۵۱ برس کے دوران ریاستی دہشت گردی کی بدترین کارروائیوں میں تقریباً ۸۷۶۷۸ کشمیری شہید کر دیئے۔ اس دوران تقریباً ۹۶۹۷ خواتین کی بے حرمتی کی گئی اور ایک لاکھ چار ہزار تین سو اسی سے زائد دکانیں جلا کر خاکستر کر دی گئیں۔ [۴]

۱۔ منوشاستر ۸:۳۸۹

۲۔ منوشاستر ۳۸۱/۲

۳۔ منوشاستر ۲:۲۸۱

۴۔ بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام، عزیز برنی، نگارشات پبلشرز ۲۴ مزنگ روڈ لاہور، س۔ن، ص: ۲۴، ۲۳

مبحث دوم: اسلامی فرقہ؛خوارج اور تشدد

خوارج کا مفہوم:

اسلامی تاریخ میں خوارج کو ایک جداگانہ حیثیت حاصل ہے۔ اسلام کی تاریخ درحقیقت جرات و دلیری، ہمت و حوصلہ، ایثار و قربانی اور اقدام و عمل کی تاریخ ہے۔ جبکہ خوارج کی تاریخ اس کے برعکس ہے۔ انفرادیت کی مخصوص شان کے ساتھ، اس انفرادیت میں شدت، تنگ نظری، تنگ خیالی اور تنگ دلی بھی ہے۔ یہ لوگ دین کو سمجھے بنا بے گناہ انسانوں کی گردنیں اپنے نظریے کے مطابق کاٹنے کا حوصلہ خوب رکھتے تھے۔ یہ عجیب لوگ تھے!

جنگ کے میدان میں یہ مرد میدان، مسجد میں قرآن خواں اور عابد شب زندہ دار، گھر میں صائم النہار۔ یہ مٹھی بھر لوگ اسلام کے لئے سب سے بڑی تباہی کا سبب بنے۔ اسلام میں یہ سب سے پہلی جماعت ہے جو جمہوریت کا علم لے کر اٹھی۔ اور یقیناً اپنے پرچم تلے یہ تمام عالم اسلام کو جمع کر لیتی۔ اگر حد سے زیادہ انتہا پسند نہ ہوتی۔ اگر کچھ بھی روادار نہ ہوتی۔ اگر بے گناہوں اور بچوں، عورتوں، بیماروں اور ضعیفوں کے خون سے ہاتھ رنگے نہ ہوتے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام خونریزیاں اور سفاکیاں انھوں نے ثواب سمجھ کر کیں۔[1]

الفاظ اور اصطلاحیں اپنے اوٹ میں معانی اور مفاہیم رکھتے ہیں۔ کبھی لفظ اور اصطلاح تاریخ کے دھندلکوں میں گم ہو جاتے ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ معنی و مصداق بھی ختم ہو جائے۔[2] کچھ ایسی ہی صورت حال لفظ خوارج کی بھی ہے۔

شروع اسلام میں اعتقادی اعتبار سے پیدا ہونے والے بڑے فرقوں میں خوارج کا نام سب سے اول ہے، یہ فرقہ اس وقت پیدا ہوا جب اسلامی صف میں بعض درآمد فتنوں کے سبب گروہی اختلاف کی بنیاد پڑ رہی تھی، پھر آہستہ آہستہ اس فرقے نے ایک انقلاب کی شکل اختیار کر لی اور بہت بڑی سیاسی انقلاب کا داعی اور اس کی شناخت بن گیا۔ ذیل کی سطور میں اس فرقے کے تعارف، عقائد و نظریات، آغاز و ارتقاء وغیرہ سے متعلق چند باتیں لکھتے ہیں :

ا۔ تاریخ خوارج، عمر ابو النصر، ترجمہ و تہذیب: رئیس احمد جعفری، مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سر کلر روڈ چوک انارکلی لاہور، س۔ن، ص:۱۴/۱۵

۲۔ اسلام اور انتہا پسندی، ثاقب اکبر، اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد حکومت پاکستان، ۲۰۰۹ء، ص:۹۵

خوارج کالغوی مفہوم:

لغوی لحاظ سے خوارج لفظ "خرج" سے نکلا ہے اور "خارج" کی جمع ہے اور خروج سے مشتق ہے۔ خرج، یخرج، خراجاً۔ یعنی نکلنا، نمودار ہونا، الگ تھلگ ہونا، ظاہر ہونا، کسی جگہ سے باہر آنا۔[۱] اور مزید اس سے مراد ہے وہ آدمی جو اطاعت امام (کا پٹکا) اتار پھینکے۔[۲]

خوارج کا اصطلاحی مفہوم:

اس میں کوئی شک نہیں کہ لفظ خوارج اپنے دقیق معنی میں اس کا اطلاق سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلوف تحکیم کے سبب خروج کرنے والوں پر ہوگا اس حکم میں کہ ایک گروہ کی صورت میں وہ ایک جماعت تھے جس کا ایک سیاسی رُخ تھا ان کی خاص آراء اور نظریات تھے کہ جس نے باقاعدہ ایک عقیدے کے طور پر فکری اثر چھوڑا تھا جو آج تک موجود ہے۔[۳] خوارج کی تعریف کے سلسلے میں علماء کرام نے کئی تعریفات لکھی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

- امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی[۴] خوارج کی تعریف میں قلم بند کرتے ہیں:

  "ہر وہ شخص جو عوام کی متفقہ مسلمان حکومت وقت کے خلاف مسلح بغاوت کرے اسے خارجی کہا جائے گا، خواہ یہ خروج و بغاوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے کے خلفائے راشدین کے خلاف ہو یا تابعین اور بعد میں کسی زمانے کی مسلمان حکومت کے خلاف ہو۔"[۵]

- حافظ ابنِ حجر عسقلانی[۶] فتح الباری میں فرماتے ہیں:

۱۔ المعجم الوسیط، ابن سرور محمد اویس، عبد النصیر علوی، مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور، س۔ن، ص:۲۶۴

۲۔ اقوام عالم کے ادیان و مذاہب، عبد القادری شیبۃ الحمد حفظہا اللہ، ابو عبد اللہ محمد شعیب حفظہا اللہ، ابو محمد محمد ادریس اثری حفظہا اللہ، مسلم پبلیکشنز سوہدرہ (گوجرانوالہ)، مئی ۲۰۰۷ء، ص:۱۲۹

۳۔ فرق المعاصرۃ، غالب بن علی العواجي، المکتبۃ العصریتہ الذھبیۃ، ۲۰۰۱ء، ج:۱، ص:۶۷۳

۴۔ **امام شہرستانی:** (۱۰۸۶ء) نام محمد بن عبد الکریم خراسان میں پیدا ہوئے۔ محدث، واعظ، فقیہ، فلسفی، مؤرخ، ماہر تقابل ادیان، وقائع نگار تھے۔ شہرستانی نے اپنی کتب میں مرجیہ، کیسانیہ اور معتزلہ کے افکار کا رد کیا ہے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۸۲۲)

۵۔ الملل النحل، ابو الفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی، بیروت لبنان دار المعرفۃ، ۲۰۰۱ء، ج:۱، ص:۱۳۰

۶۔ **حافظ ابنِ حجر عسقلانی:** (۱۳۷۲ء۔۱۴۴۹ء) آپ کا نام احمد، کنیت ابو الفضل تھی اور ان کا لقب شہاب الدین تھا۔ آپ محدث، عالم، نامور مؤرخ اور شافعی مذہب فقیہ تھے۔ علوم حدیث میں سند شمار ہوتے ہیں۔ طلب علم کے سلسلے میں بہت سے ممالک کا سفر کیا اور اس شوق کے باعث حافظ عصر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کو شیخ الاسلام کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص ۱۷۹)

”خوارج ایسے لوگ ہیں جو بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کو (اپنے نظریہ، عمل اور اِقدام کے باعث) دینِ اسلام سے نکل جانے اور خیارِ اُمت کے خلاف (مسلح جنگ اور دہشت گردی کی) کارروائیاں کرنے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔“[1]

- امام شافعی[2] بیان کرتے ہیں:

”خوارج بدعتیوں کی ایک قسم ہے۔ جن کا کہنا ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور اس کے سارے اعمال ضائع ہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اور (ان کا یہ بھی عقیدہ ہوتا ہے) کبیرۃ گناہ ظاہر ہونے کے بعد دار الاسلام دارالکفر میں بدل جاتا ہے (اس لئے مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں)۔“[3]

۱۔ فتح الباری، ابن حجر عسقلانی، دارلمعرفۃ بیروت، لبنان، ۱۳۷۹ھ، ج:۱۲، ص:۲۳۸

۲۔ **امام شافعی:** (۱۵۰ھ۔۲۰۴ھ) محمد بن ادریس الشافعی، مجتہد، مفسر اور محدث تھے۔ آپ نے مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اکتساب علم کیا۔ آپ شافعی مسلک کے بانی ہیں۔ آپ کی مشہور کتب میں 'الرسالۃ' اور 'الام' شامل ہیں۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۱۲۲)

۳۔ الام، محمد بن ادریس الشافعی، دارلمعرفۃ بیروت، لبنان، ۱۳۹۳ء، ج:۷، ص:۳۲۰

خوارج کے عقائد و نظریات

اب تک کی گئی بحث سے واضح ہو گیا کہ بعض اوقات معاشرے میں ایسا کج فہم اور تنگ نظر طبقہ بھی پیدا ہو جاتا ہے، جو بالکل نادان، دینی حکمت و بصیرت اور اس کے تقاضوں سے مکمل طور پر ناآشنا ہوتا ہے۔ وہ ظاہری طور پر صالح اَعمال کی سختی سے پابندی کرتا ہے جس کے باعث وہ اس گھمنڈ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ پکا مسلمان اور دین کا پاسبان ہے اور اسے اللہ کے مقرب ہونے کا درجہ حاصل ہے، اس کے سوا باقی سب کفر و شرک میں مبتلا اور خدا کے نافرمان ہیں۔ اس لئے اس کا حق بنتا ہے کہ وہ بزورِ بازو دوسروں کو بھی راہ راست پر لائے، وہ گروہ ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ ﴾[۱] اور ﴿لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ﴾[۲] کو بالکل بھول جاتا ہے۔ شیطان اس کے ذہن میں ڈال دیتا ہے کہ وہ سب سے افضل واعلیٰ اور سچا مسلمان ہے بلکہ اس کے مقابلے میں دوسرے لوگ مسلمان ہی نہیں۔ اس لئے اس کا حق بنتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اپنا ہم خیال بنائے۔ یہی وہ موڑ ہے جہاں پر شیطان ان کو اپنے ڈھب پر لے آتا ہے اور ان کے ذہن میں یہ فاسد خیال ڈال دیتا ہے کہ تم جیسا کوئی نہیں۔ خوارج کے عقائد کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ خوارج حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو درست مانتے تھے۔

۲۔ ان کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے آخری دور میں خلاف عدل و حق اقدامات کے سبب کافر ہو گئے تھے۔

۱۔ سورۃ النحل: ۱۶/ ۱۲۵ (ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلایئے)

۲۔ سورۃ البقرۃ: ۲/ ۲۵۶ (ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں)

۳۔ تحکیم [۱] کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے نزدیک کافر تھے۔ وہ ماویہ رضی اللہ عنہ، اصحاب جمل، اصحاب تحکیم پر راضی ہوئے سب کو کافر سمجھتے ہیں۔

۴۔ بعد کے خلفاء بھی ان کے نزدیک کافر تھے۔

۵۔ جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کافر نہیں مانتے خوارج کے نزدیک وہ بھی کافر ہیں۔

۶۔ خوارج کے نزدیک ظالم امام، والی یا حکمران کے خلاف خروج بلا شرط واجب ہے۔ ان کے عقیدے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کسی اور شے سے مشروط نہیں بلکہ اس الٰہی حکم پر عمل بلا استثنا واجب ہے۔

۷۔ ان کے نزدیک خلیفہ کا قریشی ہونا کوئی ضروری نہیں، اور خلیفہ کو آزاد انتخاب سے چنا جانا چاہیے۔ [۲]

خوارج کی ذہنی ساخت اور ماہیت:

خوارج کی مذہبی ذہنیت کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کے بارے میں بڑے محتاط تھے۔ کھانے پینے میں حلال اور حرام کا بڑی شدت سے خیال کرتے تھے۔ غیر مسلموں کے حقوق اور جان و مال کی پاسداری پر قائم تھے لیکن اپنی رائے پر مسلمانوں کا خون بہا دیتے تھے۔ [۳] درج ذیل واقعات پیش کئے جا رہے ہیں جن سے خوارج کی فکری ساخت اور مذہبی ذہنیت کا پتا چلتا ہے۔

۱۔ **تحکیم**: جب جنگ صفین کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صلح کے لئے ثالثوں کے ذریعے فیصلہ کروانا چاہا تو خوارج نے اس عمل کو شرک و کفر قرار دے کر علیحدگی اختیار کر لی۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۵۱۳)

۲۔ خلافت و ملوکیت، سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۷۶ء، ج:۵، ص:۲۱۳

۳۔ اُردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۳ء، ج:۸، ص:۸۰۹/۸۱۰

- خوارج نے حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ [1] اور ان کی زوجہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر نہ کہنے پر ذبح کر دیا تھا۔ حافظ ابن کثیر بیان کرتے ہیں:

"پس خوارج نے حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو چٹ لٹا کر ذبح کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہما کا خون پانی میں بہہ گیا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کی طرف بڑھے۔ انھوں نے خوارج سے کہا: میں عورت ہوں، کیا تم میرے معاملے میں اللہ سے نہیں ڈرتے؟ (لیکن ان پر اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوا) انھوں نے ان کا پیٹ چاک کر دیا اور (ان سے ہمدردی جتانے پر) قبیلہ طے [2] کی تین خواتین کو بھی قتل کر ڈالا" [3]

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ نے ایک صحابی کو خوارج کے پاس دریافت احوال کے لئے بھیجا کہ معلوم کریں کیا ماجرا ہے؟ جب وہ صحابی خوارج کے پاس پہنچے اور حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا سبب پوچھا تو خوارج نے انھیں بھی شہید کر دیا۔ [4]

البدایۃ والنہایۃ میں مذکور ہے کہ خوارج نے اس واقعے کہ بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جواب بھجوایا کہ:

"كلنا قتل إخوانكم ونحن مستحلون دماءهم ودماءكم "

ترجمہ: ہم سب نے تمہارے بھائیوں کو قتل کیا ہے اور ہم تمہارے خون کو بھی جائز سمجھتے ہیں اور ان کے خون کو بھی۔ [5]

خوارج کی ماہیت کو سمجھنے کے لئے نہ یہ صرف ضروری ہے کہ ان کے عقائد و نظریات کو نظر میں رکھا جائے بلکہ ان کی طرز زندگی، بود وباش، وضع قطع وغیرہ کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ یہ لوگ مذہب کے اس قدر پابند تھے کہ

۱۔ **حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ:** آپ خباب بن ارت کے بیٹے تھے اور بنی تمیم سے آپکا تعلق تھا۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ،عزالدین بن الاثیر ابی الحسن بن محمد الجزریؒ، مولانا محمد عبد الشکور لکھنویؒ، المیزان ناشران و تاجران کتب الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور پاکستان، ۲۰۰۶ء، ج:۱، ص:۱۰۶)

۲۔ **قبیلہ طے:** طے اور طائی کے نام سے جانا جانے والا عرب کا بڑا اور قدیم قبیلہ ہے۔ اس کا اصل وطن یمن تھا۔ دوسری صدی عیسوی میں یہ قبیلہ ہجرت کر کے جبل طہ پر رہنے لگا جس کی وجہ سے اس قبیلہ کا نام قبیلہ طہ پڑا۔ حاتم طائی اس قبیلہ کا مشہور شاعر تھا کہا جاتا ہے کہ بعد میں یہ قبیلہ مسلمان ہو گیا تھا۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۱۰۸۷)

۳۔ تاریخ الامم والملوک، محمد بن جریر طبری، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ء، ج:۳، ص:۱۱۹

۴۔ البدایۃ والنھایہ، الحافظ ابن کثیر (ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر، ۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)، طبعۃ مؤسسۃ المعارف ودار ابن حزم، بیروت ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹، ج:۷، ص:۲۸۸ / ۲۸۹

۵۔ الکامل فی التاریخ، حافظ ابن اثیر (ابوالحسن علی بن محمد بن عبد الکریم شیبانی جرزی ۵۵۵ھ-۶۳۰ھ)، دار صادر بیروت لبنان، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء، ج:۳، ص:۲۱۹

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جائیں اور انھیں نصیحت کریں تو واپس آکر انھوں نے خوارج کے بارے میں کہا:

"ان کی زندگی ایسی ہے جیسے طولانی سجدوں کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر گھٹے پڑ گئے ہیں، (سخت زمینوں پر ہاتھ رکھنے سے) ان کے ہاتھ اونٹ کے پاؤں کی طرح درشت ہو گئے ہیں، انھوں نے پرانی کھردری قمیضین پہن رکھی ہیں (لیکن) ہیں پکے ارادے والے۔"[1]

ان کی یہی ظاہری صورت عام مسلمانوں کو حیرت میں مبتلا کر دیتی تھی۔ سادہ لوگ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔ اپنے عقیدے کے لئے تن من دھن کی قربانی کے لئے تیار رہتے تھے۔ تنگی ترشی سب میں گزر بسر کر لیتے تھے۔ اپنے سخت مزاج اور باقی لوگوں کو کافر سمجھنے کی وجہ سے شہروں میں زندگی نہیں گزار سکتے تھے لہذا پہاڑوں، جنگلوں، صحراؤں اور سنگلاخ زمینوں کا رخ کرتے تھے، سخت زندگی کے عادی تھے۔ کتاب فجر السلام میں ان کے بارے میں مصنف لکھتے ہیں:

"تمام فرقوں میں خوارج سے بڑھ کر اپنے اعتقادات میں شدید کوئی نہیں اور نہ کوئی ان سے بڑھ کر کوشش کرنے والا اور نہ ان سے بڑھ کر موت کے لئے تیار رہنے والا ملتا تھا۔"[2]

۱۔ العقد الفرید، عبد اللہ ربہ الاندلسی، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۹ء، ج:۲، ص:۳۸۹

۲۔ فجر السلام، احمد امین الصری، مطبعہ الاعتماد بشارع حسن اکبر المصر، ۱۹۲۸ء، ص:۲۴۳

خوارج کی بدعات، علامات اور ان کے ظہور کے مراحل

❖ خوارج کی بدعات:

ذیل میں ان کی چند نمایاں بدعات درج کی جاتی ہیں جن میں سے اکثر کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے پہلے ہی آگاہ فرما دیا تھا:

- وہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مومنین پر کریں گے۔[۱]
- مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔[۲]
- غیر مسلم اقلیتوں کے قتل کو حلال سمجھیں گے۔[۳]
- عبادت میں بہت متشدد اور غلو کرنے والے (extremist) ہوں گے۔[۴]
- گناہ کبیرہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی اور اس کا خون اور مال حلال قرار دیں گے۔
- جس نے اپنے عمل اور غیر صائب رائے سے قرآن کی نافرمانی کی وہ کافر ہے۔[۵]
- ظالم اور فاسق حکومت کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو فرض قرار دیں گے۔[۶]

۱۔ فتنہ خوارج اور دہشت گردی، ص:۴۱۹

۲۔ صحیح بخاری، کتاب، استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامۃ الحجۃ علیھم، ج:۶، ص:۲۵۳۹

۳۔ صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی: تعرج الملائکۃ والروح إلیہ، حدیث نمبر:۶۹۹۵، ج:۶، ص:۲۷۰۲

۴۔ المستدرک علی الصحیحین، ابو عبد اللہ بن حاکم، دار الکتاب العلمیہ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء، حدیث نمبر:۲۶۵۲، ج:۲، ص:۱۶۶۲

۵۔ المسند، أبو یعلی، دار المامون للتراث دمشق شام، ۱۹۸۴ء، حدیث نمبر:۹۰، ص:۹۰

۶۔ مجموع الفتاوی، ابن تیمیہ، مکتبۃ ابن تیمیہ، س۔ن، ج:۱۳، ص:۳۱

❖ خوارج کی علامات:

خوارج کی علامات درج ذیل ہیں جو کہ نبی ﷺ کی احادیث میں ملتی ہیں:

- "وہ کم سن لڑکے ہونگے"۔[۱]
- "دماغی طور پر ناپختہ (Brain Washed) ہونگے"۔[۲]
- "دین کے ظاہر پر عمل میں غلو سے کام لیں اور گھنی داڑھی رکھیں گے"۔
- "بہت اونچا تہہ بند باندھنے والے ہونگے"۔[۳]
- "یہ خارجی لوگ (حرمین شریفین سے) مشرق کی جانب سے نکلیں گے"۔[۴]
- "یہ ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا"۔[۵] یعنی یہ خوارج دجال کی آمد تک تاریخ کہ ہر دور میں وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔
- "ایمان ان کی حلق سے نیچے نہیں اترے گا"۔[۶]
- "تم میں سے ہر ایک ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانے گا اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر جانے گا۔"[۷]

۱۔ صحیح بخاری، کتاب: استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، باب: قتل الخوارج والملحدین بعد اقامۃ الحجۃ علیھم، حدیث نمبر: ۶۵۳۱، ج: ۶، ص: ۲۵۳۹

۲۔ صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری، دار الجیل بیروت کتاب: الزکاۃ، باب: التحریض علی قتل الخوارج، حدیث نمبر: ۱۰۴۴، ج: ۲، ص: ۷۴۹

۳۔ صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: بعث علی بن ابی طالب و خالد بن ولید الی الیمن قبل الحجۃ الوداع، حدیث نمبر: ۴۰۹۴، ج: ۴، ص: ۱۵۸۱

۴۔ صحیح بخاری، کتاب: التوحید، باب: قراءۃ الفاجر و المنافق و اصواتھم و تلاوتھم لا تجاوز حناجرھم، حدیث نمبر: ۷۱۲۳، ج: ۶، ص: ۲۷۴۸

۵۔ سنن ابی داؤد، کتاب: تحریم الدم، باب: من شھر سیفہ ثم وضعہ فی الناس، حدیث نمبر: ۴۰۱۳، ج: ۷، ص: ۱۱۹

۶۔ صحیح بخاری، کتاب: الزکاۃ، باب: ذکر الخوارج وصفاتھم، حدیث نمبر: ۱۰۶۴، ج: ۲، ص: ۷۴۴

۷۔ صحیح مسلم، کتاب: الزکاۃ، باب: ذکر الخوارج وصفاتھم، حدیث نمبر: ۱۰۶۴، ج: ۲، ص: ۷۴۴

فتنہ خوارج کا ظہور اور اس کے مراحل

بعض علماء کرام اس بات کی پختہ رائے رکھتے ہیں کہ خارجیوں کی ابتداء دراصل رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ سے ہی ہو گئی تھی۔ جب کہ بعد علماء کے نزدیک اس فتنہ کا آغاز عثمانؓ کے دور میں ہوا۔

- **دور رسول ﷺ:**

دور رسالت مآب ﷺ میں ہی فتنہ خوارج کا آغاز ہو گیا تھا۔ جب بنو تمیم[1] کے ایک شخص **"ذوالخویصرہ"** [2] نامی شخص نے نبی ﷺ کے فیصلہ پر تعنہ زنی کرتے ہوئے گستاخی کا ارتکاب کیا تھا۔ تو یہیں سے فتنہ خوارج نے جنم لیا تھا، یہی شخص خوارج کی فکر و باش کا بانی ہے اور اسی فکر و فتنہ خوارج نے بعد ازاں امت مسلمہ میں انتشار و افراق پیدا کیا۔[3] حدیث کے مطابق:

((بَيْنَما النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُوالْخُوَيْصَرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ : يَا رَسُوْلَ اللهِ، اعْدِلْ، قَالَ : وَيْلَکَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ فَقَالَ عُمَرُ : اِئْذَنْ لِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ : لَا، إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَ صِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ))

''ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ مالِ (غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے تو بنو تمیم کے ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہلاک ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) مجھے اجازت دیں کہ اس (گستاخ) کی گردن اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (اس اکیلے کی گردن اُڑانا کیوں کر) بے شک اس کے ساتھی اور بھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں

۱۔ **بنو تمیم:** عرب کا ایک مشہور قبیلہ جس کی کئی شاخیں تھیں۔ اس قبیلے کے لوگ نجد کے علاوہ بصرہ اور یمامہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہ پہلے مجوسی تھے۔ بعد میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۵۷۳)

۲۔ **ذوالخویصرہ:** عبداللہ بن ذوالخویصرہ تمیمی جس کا اصل نام **حرقوص بن زہیر** تھا یہ خوارج کی اصل بنیاد ہے اور ان کا بانی تھا۔ اس شخص کا پستہ قد تھا اسے اس وجہ سے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا، یہ اس کا لقب تھا اس کا تعلق عرب کا مشہور قبیلہ بنو تمیم سے ہے یہ منافق تھا، اور جنگ نہروان میں مارا گیا تھا۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۷۹)

۳۔ حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر، محمد یوسف ربانی، فضیلہ شیخ، دارالندلس لیک روڈ چوبرجی لاہور، س۔ن، ص:۶۳

اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ وہ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔''[1]

- **عہد عثمانی میں فتنۂ خوارج کی فکری تشکیل:**

حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اُمت میں کئی فتنوں نے جنم لیا، جن میں جھوٹی نبوت کے دعوے، دین سے ارتداد، زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار اور دیگر کئی بنیادی تعلیمات اسلام سے انحراف شامل ہے۔ انہی فتنوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خارجی فکر کے حاملین اپنے باغیانہ نظریات کی ترویج کرتے رہے اور اپنے آپ کو ایک منظم شکل دینے کی طرف سرگرم عمل رہے۔ یہاں تک کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ اواخر میں بلوائیوں کی تحریک میں آپ کو قتل کرنے کی سازش تیار کرنے والے لوگ بھی اس انتہاء پسندانہ رجحان کے حامل تھے جن میں سے ایک نمایاں شخص عبد اللہ بن سباء[2] تھا۔ اس انتہاء پسند دہشت گرد گروہ نے پہلی مرتبہ مدینہ منورہ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے عہدِ حکومت میں خالص اسلامی حکومت کی اتھارٹی اور ریاستی نظام کو چیلنج کیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اتنے دن بھوکا پیاسا رکھ کر اللہ کے نبی ﷺ کے داماد اور خلیفہ وقت کو قرآن پڑھتے ہوئے روزے کی حالت میں ان شر پسند خوارج نے شہید کیا۔[3]

۱۔ صحیح مسلم، کتاب: الزکاۃ، باب: ذکر الخوارج وصفاتھم، حدیث نمبر: ۱۰۶۴، ج: ۲، ص: ۷۴۴

۲۔ **عبداللہ بن سباء:** ساتویں صدی عیسوی کی اسلامی تاریخ کا ایک کردار ہے۔ پہلا یہودی تھا بعد میں بظاہر مسلمان ہو گیا۔ اس نے دوسرے منافقین کے ساتھ مل کر نو مسلموں کو فریب دے کر اسلام کو مٹانے کی کوشش کی اور اس کے تشدد کے نتیجے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص: ۱۱۸)

۳۔ حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر، ص: ۵۶

• عہد علوی میں خوارج کا تحریکی آغاز:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں امت مسلمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر ماویہ رضی اللہ عنہ[۱] کے دو گروہ معرض وجود میں آ گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلافت کے مسند پر تھے اور امیر ماویہ رضی اللہ عنہ خون عثمان رضی اللہ عنہما کے قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے، ان دونوں میں اجتہادی بناء پر دوری بڑھتی گئی۔[۲]

فتنہ خوارج کے علم برداروں کے پیشِ نظر دین کے نام پر مسلم ریاست کو تباہ کرنا اور اس کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا مقصود تھا۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خوارج کا احتجاج مذاکرات اور پر امن مصالحت کے خلاف تھا جسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے موقع پر **"تحکیم"** کی صورت میں اپنایا تھا۔ جب تک فضا جنگ جاری رہنے کے حق میں تھی خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں لڑنے کے لئے پیش پیش تھے۔ جونہی آپ رضی اللہ عنہ نے خون خرابے سے بچنے کے لئے تحکیم یعنی ثالثی کے راستے کو اپنایا تو وہ پُر اَمن مصالحت اور ثالثی کے عمل کو رَد کرتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نکل گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر کہنے لگے اور واضح طور پر باغی اور دہشت گرد گروہ تیار کر کے نام نہاد جہاد کے نام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امت مسلمہ کے خلاف بر سر پیکار ہو گئے[۳]۔ اپنے منظم ظہور کے وقت انہوں نے یہ نعرہ لگایا تھا:

"لَا حُكْمَ إِلاَّ اللهِ"[۴]

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں کر سکتا۔

۱۔ **امیر ماویہ رضی اللہ عنہ:** (۶۰۲۔۶۸۰) **معاویہ بن ابوسفیان** ایک مشہور صحابی، کاتبین وحی، پانچویں خلیفہ اور اموی سلطنت کے بانی تھے۔ آپ کے عہد سے مسلم طرز حکومت خلافت سے ملوکیت میں تبدیل ہو گیا تھا۔ آپ ابوسفیان اور ہندہ کے بیٹے ہیں جس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ دبایا تھا۔ یزید آپ کا بیٹا تھا جس نے امام حسین (نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے دور حکومت میں شہید کیا تھا۔ (اسد الغابہ، ج:۷، ص:۲۸۱)

۲۔ حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر، ص:۵۶

۳۔ دہشت گردی اور فتنہ خوارج، ص:۳۶۵

۴۔ الفصل فی الملل والاھواء والنحل، ابو محمد علی بن احمد ابن حزم الظاھری، مکتبہ النجای القاھرہ، س۔ن، ج:۴، ص:۱۲۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہوئے خوارج نے حروراء[1] کو اپنا مرکز بنالیا۔

علماء کے نزدیک خوارج کا مکمل خاتمہ دور بنو عباس[2] میں ہو گیا تھا۔ مگر بعد کے نزدیک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کے مطابق ان کا خاتمہ آج تک نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ صرف ان کی پہچان خوارج نام ختم ہو گیا ہے مگر آج بھی یہ شدت پسند لوگ پائے جاتے ہیں جو مسلمانوں پر تکفیر لگا کر ان کا قتل کرتے ہیں۔ خوارج کا یہ پرانا وطیرہ رہا ہے کہ وہ عوام میں، مسلمانوں میں اپنا گھناونا چہرہ چھپانے کی خاطر اپنے لئے طرح طرح کے خوشنما نام رکھتے ہیں، اپنی مظلومیت کا پرچار کرتے ہیں اور نئی نئی خلاف قرآن و سنت دلیلیں گھڑ کر خود کو خوارج کی چھاپ سے بچانے اور خارجیت کی مہر مٹانے کے لئے سعی لاحاصل کرتے ہیں۔ کبھی خود کو **'مجاہدین اسلام'**، کبھی **'غربا'**، کبھی **'مظلومیت کی داستانیں'** وغیرہ وغیرہ۔ یہ لوگ خود کو جہاد و مجاہدین کے ساتھ ایسا غلط ملط کرتے ہیں کہ عام مخلص مسلمان ان میں اور صحیح مجاہدین و جہاد میں تمیز کرنے میں ناکام ہو جاتا ہے اور اس عظیم فتنہ خوارج کا شکار ہو کر انجام بد سے دوچار ہو جاتا ہے۔[3]

خلاصہ بحث:

تشدد کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ خود انسان۔ اگر تاریخ دیکھی جائے تو تشدد کا آغاز حضرت آدمؑ کے دور سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جب ایک بھائی نے اپنے مطلب کی تسکین کے لئے دوسرے بھائی کو قتل کیا تھا۔ تشدد کی ایسی ریت چلی کہ اب تک یہ تشدد چلا آرہا ہے۔ تاریخ اسلام میں تشدد کا آغاز خوارج گروہ نے کیا تھا جو تاریخ میں ایک متواتر حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ مٹھی بھر لوگ اسلام کی تباہی کا سبب بنے اور ان کی نشاندہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی کر دی تھی اور ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ قیامت تک ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔ اس فتنہ کا آغاز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی ہو گیا تھا اور سب سے پہلا خوارج ذوالخضیرہ تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی اور بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تھا۔

۱۔ **حروراء:** حروراء ایک گاؤں کا نام ہے جو کوفہ سے پہلے آتا ہے اور عراق کی سرحد پر واقع علاقے کا نام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کے بعد خوارج یہاں اکر آباد ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کا نام حروریۃ پڑھا تھا۔ (اسلامی انسائیکوپیڈیا، ص:۸۳۳)

۲۔ **بنو عباس:** خلافت راشدہ کے خاتمے کے بعد عربوں کی قائم کردہ دو عظیم ترین سلطنتوں میں سے دوسری سلطنت خلافت عباسیہ کہلاتی ہے۔ جس کا قیام (۱۳۲ھ) میں عمل میں آیا اور (۶۵۶ھ) میں اس کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ خلافت ایک تحریک کے ذریعے قائم ہوئی جو بنو امیہ کے خلاف تھی۔ تحریک نے ایک عرصے تک اپنے مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کی اور بالآخر بنو امیہ کو شکست دینے کے بعد برسر اقتدار آگئی۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۱۰۹۷)

۳۔ دہشت گردی اور فتنہ خوارج، ص:۴۰۶

فصل چہارم

تشدد کی ممانعت قرآن وحدیث کی روشنی میں

مبحث اول: اسلام میں فتنہ وفساد اور ظلم وزیادتی کی ممانعت

مبحث دوم: اسلام میں قتل ناحق کی حرمت

مبحث سوم: اسلام میں انتہاپسندی کی مذمت

مبحث چہارم: دہشت گردی کی ممانعت اور اسلام کی جامعیت

مبحث پنجم: مساجد پر حملے شرعی تناظر میں

مبحث ششم: خودکش حملوں کی شرعی حیثیت

فصل چہارم: تشدد کی ممانعت قرآن وحدیث کی روشنی میں

اسلام امن وسلامتی اور محبت کا دین ہے۔یہ صرف ایک مذہب نہیں بلکہ مکمل دین ہے۔جو دوسروں کو بھی امن وعافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان وہی شخص ہے جس کے ہاتھوں سے ،زبان سے دوسرے مسلم اور غیر مسلم سب بے گناہ انسانوں کے جان ومال محفوظ رہیں۔بلکہ اسلام تو اپنے آپ کو بھی جانی،مالی نقصان پہنچانے سے منع کرتا ہے۔انسانی جان کا تقدس وتحفظ شریعت اسلامی میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔کسی بھی انسان کی ناحق جان لینا اور اسے قتل کرنا حرام فعل ہے۔

اسلام لفظ میں ہی سلامتی کا مفہوم پوشیدہ ہے۔اسلام کے دین امن وسلامتی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے دین کے لئے نام ہی **"اسلام"** پسند کیا ہے۔ لفظ اسلام "سلم" سے ماخوذ ہے جس کے معنی امن وسلامتی، خیر وعافیت کے ہیں۔اسلام اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے سراسر (peace) ہے۔لہٰذا اپنے معنی کے اعتبار سے ہی اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی امن وسلامتی ،محبت ورواداری،اعتدال وتوازن اور صبر وتحمل کی تعلیم دیتا ہے۔[۱]

قرآن وحدیث میں اگر مومن اور مسلم کی تعریف تلاش کی جائے تو یہ حقیقت روز روشن عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے نزدیک صرف مسلمان وہ شخص ہے جو تمام انسانیت کے پیکر امن وسلامتی ہو اور مومن وہی شخص جو امن و آشتی ، تحمل وبرداشت بقاء باہمی احترام آدمیت جیسے اوصاف سے متصف ہو۔یعنی اجتماعی سطح سے لے کر انفرادی سطح تک ہر کوئی محفوظ اور مامون ہو۔اسلام انسانوں کو احترام کا درس دیتا ہے اور ان کی عزت، جان ومال کو محترم سمجھتا ہے۔سورۃ المائدۃ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً ﴾[۲]

ترجمہ: جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے کے بغیر یا زمین میں فساد (روکنے) کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کی زندگی بخشی۔

۱۔ تہذیب اللغۃ، محمد بن احمد الازھری الھروی ابو منصور، داراحیاء التراف العربی / بیروت، ۲۰۰۱ء، ج:۴، ص:۲۹۲

۲۔ المائدۃ ۵ / ۳۲

مندرجہ بالا آیت میں مسلم اور غیر مسلم کی تخصیص کے بغیر انسانی جان کی قدر و قیمت بیان کی گئی ہے۔ تفہیم القرآن میں اس آیت کی تفسیر یوں بیان ہوتی ہے:

"دنیا میں نوع انسانی کی بقاء محضر ہے اس پر کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسانوں کی جان کا احترام موجود ہو، اور ہر ایک دوسرے کی زندگی کی بقاء اور تحفظ میں مددگار بننے کا جذبہ رکھتا ہو۔ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ شخص صرف ایک انسان پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیات انسانی کے احترام سے اور ہمدردی نوع کے جذبہ سے خالی ہے، لہٰذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے، کیونکہ اس کے اندر وہ صفت پائی جاتی ہے جو کہ تمام افراد انسانی میں پائی جائیں تو پوری نوع کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے برعکس جو شخص انسانی زندگی کے قیام میں مدد کرتا ہے وہ درحقیقت انسانیت کا حامی ہے۔ کیونکہ اس میں وہ صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کے بقاء کا انحصار ہے۔"(۱)

حجۃ الوداع کے موقعہ پر پوری انسانیت کی عزت، جان و مال کا تحفظ فراہم کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا)) (۲)

ترجمہ: بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس لئے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں مقرر کی گئی ہے۔

لہٰذا کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنا، اس کا مال لوٹنا اور اس کی عزت پر حملہ کرنا یا اس کی تذلیل کرنا دوسرے انسان پر حرام ہے۔ اور یہ اسلامی عطاء، احترام و عزت اسی وقت تک عطا ہے جب تک کوئی کلمہ حق کی حق تلفی نہ ہو۔(۳)

۱۔ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۹۱ء، ج:۲، ص:۱۷۶

۲۔ صحیح بخاری، کتاب: الحج، باب: الخطبۃ ایام المنیٰ، حدیث نمبر: ۱۷۳۹، ج:۲، ص:۱۷۶

۳۔ الجہاد فی الاسلام، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لیمیٹڈ اردو بازار لاہور، جون ۱۹۹۲ء، ص: ۲۴، ۲۳

دنیامیں سب سے بہترین انسانی جان کے احترام کا سبق جس کتاب نے دیاوہ قرآن مجید ہے۔دنیاکاسب سے پہلے قتل کاواقعہ ذکر کر کے بتایا کہ یہ انسانی تاریخ کا اولین سانحہ تھا جس میں ایک انسان نے دوسرے انسان کی جان لے لی تھی۔اس وقت پہلی مرتبہ یہ ضرورت پیش آئی کہ انسان کو انسانی جان کا احترام سکھایا جائے اور اسکو بتایا جائے کہ انسانی جان کی کتنی قدروقیمت ہے۔نیز ہر انسان جینے کا حق رکھتاہے۔سورۃالمائدۃمیں ارشادہوتاہے:

﴿ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ﴾[1]

ترجمہ: جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے کے بغیر یازمین میں فساد(روکنے) کے علاوہ قتل کیاتو گویااس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا،اور جس نے کسی کوزندگی بخشی اس نے گویاتمام انسانوں کی زندگی بخشی۔

اسلامی معاشرہ میں انسان ہونے کی حیثیت سے سب برابر ہیں۔نہ توعمارت کسی کے لئے وجہ تکریم ہے اور نہ غربت وجہ ذلت اور نہ کوئی نسل کے لحاظ سے مسند صدارت پر بیٹھنے کازیادہ مستحق ہو سکتاہے۔دنیاکاہر انسان احترام کا مستحق ہے۔ارشادالٰہی ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي اٰدَمَ ﴾[2]

ترجمہ: اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے۔۔۔۔۔

انسان محترم ہے تو اس کاخون بھی محترم ہے لہذا قتل وغارت گری کسی بھی ذریعے سے انسانی خون بہانے اور اس کی حرمت کو بلاوجہ پامال کرناکسی بھی صورت جائز نہیں ہو سکتا۔[3]

بدقسمتی سے اسلام کو آج کل مختلف الفاظوں اور اصطلاحات سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلا: تشدد پسندی، انتہا پسندی، بنیادپرستی، رجعت پسندی اور دہشت پسندی وغیرہ وغیرہ۔ یہاں ان تمام موضوعات پر گفتگو ممکن نہیں بس اتنی سے بات بیان کر دیناکافی ہے کہ اسلام ہر قسم کے تشدد سے روکتاہے، اتناہی نہیں بلکہ کسی نے کسی پر ظلم کیاہو تو اس کے ظلم کابدلہ بھی دلاتاہے۔ اسلام میں راہ زنی، آتش زنی، لوٹ مار، ڈاکہ زنی، اغوااور ہائی جیکنگ، آپنوں یا غیروں کے ساتھ وحشیانہ سلوک، مقتولین کی لاشوں کی بے حرمتی اور مثلہ نیز قیدیوں کے ساتھ بر اسلوک کرنے سے بھی منع کرتاہے۔اور بے گناہوں کے قتل کو فساد فی الارض سے تعبیر کرتاہے۔

۱۔ سورۃالمائدۃ:۵/ ۳۲

۲۔ سورۃالاسراء:۱۷/ ۷۰

۳۔ اسلام کاعمرانی نظام، پروفیسر چودھری غلام رسول چیمہ، علم وعرفان پبلشرز اردوبازار لاہور، ۲۰۰۴ء، ص:۴۴

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے دنیا میں ہمیشہ امن و امان قائم کیا ہے۔ ہمیں نہ تو اس کی تفصیل کی ضرورت ہے نہ ہی اسلام کا دفاع کرنے کی ضرورت ہے مگر درج ذیل سطرے اس لئے قلم بند کئے گئے تا کہ بیمار دلوں اور بخار زدہ دماغوں کو شفا بخشی جا سکے۔[1] آنے والے صفحات میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ بحث کی جائے گی کہ اسلام ہر طرح کے تشدد اور ظلم سے منع کرتا ہے اور امن و سلامتی، محبت، اخوت اور انسانی حقوق کے تحفظ پر ابھارتا ہے۔

ا۔ گلوبلائزیشن اور عالم اسلام، شیخ عبد الرزاق عبد الغفار سلفی، ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہریؒ، ڈاکٹر سید الرحمن اعظمیؒ، مکتبہ الفہیم مونا تھ بھنجن یوپی، ۲۰۱۴ء، ص: ۲۳۷/ ۲۳۸/ ۲۳۹

مبحث اول: اسلام میں فتنہ وفساد اور ظلم وزیادتی کی ممانعت

• اسلام میں فتنہ وفساد کی ممانعت:

اسلام فتنہ وفساد کو ہر گز پسند نہیں کرتا۔ وہ اپنے پیروکاروں کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ دنیا میں فساد پھیلائیں۔ معاشرے میں فتنہ وفساد برپا کر کے لوگوں کے امن وسکون کو برباد کرنا، یا اپنے مومن بھائی کو فتنہ و فساد پھیلا کر تنگ کرنے کی کوشش کرنا یہ سب اسلام میں ناپسندیدہ کام ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو ہر گز ناپسند ہیں اور اسلام اس کی ممانعت کرتے ہوئے سورۃ القصص میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾(۱)

ترجمہ: بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

• اسلام میں ظلم وزیادتی کی ممانعت:

اسلام ہر طرح کے ظلم اور زیادتی کے خلاف ہے۔ وہ ہر گز پسند نہیں کرتا کہ کوئی مسلمان دوسرے پر ظلم وزیادتی کرے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں اور زیادتی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾(۲)

ترجمہ: نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴾(۳)

ترجمہ: اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(۴)

ترجمہ: اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

۱۔ سورۃ القصص: ۲۸/۷۷

۲۔ سورۃ البقرۃ: ۲/۲۷۹

۳۔ سورۃ آل عمران: ۳/۱۴۰

۴۔ سورۃ المائدۃ: ۵/۲

اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں ظالموں کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْن ﴾[۱]

ترجمہ: بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

آخرت میں دردناک عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾[۲]

ترجمہ: بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ظلم وزیادتی کے سخت خلاف ہے اور اس کی مذمت کرتا ہے۔

احادیث نبوی ﷺ میں بھی ظلم وزیادتی کی مذمت کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ القِیَامَۃِ))[۳]

ترجمہ: ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں ہوں گے۔

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((یَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَی نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا-------)) [۴]

ترجمہ: اے میرے بندوں! میں اپنے لیے اور تمہارے لیے آپس میں ظلم کو حرام قرار دیا ہے۔ لہذا تم بھی ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

درج ذیل آیات مبارکہ اور احادیث کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث میں کسی بھی قسم کے فتنہ فساد اور ظلم وزیادتی کی قطعاً اجازت نہیں ہے اور پھر جو انسانیت کا احترام نہ کرتے ہوئے ایسے گناہ سرزد کرے گا تو اس کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

۱۔ سورۃ البقرۃ: ۲/ ۱۹۰

۲۔ سورۃ ابراھیم: ۱۴/ ۲۲

۳۔ صحیح بخاری، کتاب: المظالم والغضب، باب: الظلم ظلمات یوم القیامۃ، حدیث نمبر: ۲۴۴۷، ج: ۳، ص: ۱۲۹

۴۔ صحیح مسلم، کتاب: البر والصلتہ والآداب، باب: تحریم الظلم، حدیث نمبر: ۶۷۳۷، ج: ۸، ص: ۱۶

مبحث دوم: اسلام میں قتل ناحق کی حرمت

دین اسلام نے انسانی جان کو انتہائی محترم ٹھہرایا ہے۔ وہ ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے اور کسی ایک شخص کی جان بچانے کو تمام انسانوں کی جان بچانے سے تعبیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ﴾ (۱)

ترجمہ: اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو۔

جس اسلام میں کسی شخص کو ناحق قتل کرنا حرام ہے اس مذہب کو دہشت گرد کہنا کتنی بڑی جسارت اور زیادتی ہے! حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے کسی ناحق شخص کے قتل کو گناہ کبیرۃ اور حرام قرار دیا ہے۔ انسانی جان کی قدر و قیمت کا اندازہ نبی پاک ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ:

((رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُولُ: «مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكِ، مَالِهِ، وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا)) (۲)

ترجمہ: حضور ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے کعبہ! تو کتنا عمدہ ہے تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! مومن کی جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان رکھنا چاہیے۔

اسلام جہاں انسانی جان کے احترام کا حکم دیتا ہے وہاں ایک مومن کے قتل کو بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

(("لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ سَفْكِ دَمِ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ)) (۳)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کا قتل پوری دنیا کا تباہ ہو جانا ہے۔

۱۔ سورۃ الانعام: ۶/ ۱۵۱

۲۔ جامع الترمذی، محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی السلمی، دار احیاء التراث العربی بیروت، س۔ن، کتاب: البر والصدقۃ، باب: تعظیم المومن، حدیث نمبر: ۲۰۳۲، ج: ۴، ص: ۳۷۸

۳۔ شعب الایمان، احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخسروجردی الخراسانی، ابو بکر البیھقی، الدکتور عبد العلی عبد الحمید حامد، مکتبۃ الرشد للنشر والتوازیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ بومبای الھند، ۱۴۲۳ھ، کتاب: شعب الایمان، باب: تحریم النفوس والجنایات علیھا، حدیث نمبر: ۴۹۵۸، ج: ۷، ص: ۲۵۵

ایک اور مقام پر فرمایا:

((قَتْلُ مُؤْمِنٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ من زَوَالِ الدُّنْيَا)) (۱)

ترجمہ: مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ)) (۲)

ترجمہ: مومن کا گالی دینا بھی قتل کے برابر ہے۔

ایک اور مقام پر مومن کا گالی دینے کے بارے میں فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) (۳)

ترجمہ: مسلمان کو گالی دینا فسوق وفجور اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔

اسلامی شریعت میں جائز قتل کی صرف چھ صورتیں ہیں۔ ان کے سوا کسی اور صورت میں کسی شخص کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ پھر قتل کی سزا بھی کوئی عدالت ہی دے سکتی ہے ایک عام انسان یہ کام انجام نہیں دے سکتا۔ جائز قتل کی چھ صورتیں درج ذیل ہیں:

- قاتل کو قصاص میں۔
- جنگ کی حالت میں حربی کافر کو۔
- اسلامی حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کرنے والے کو۔
- شادی شدہ زانی شخص کو۔
- مرتد کو۔
- عام راستوں پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو۔ (۴)

۱۔ سنن النسائی، احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النسائی، مکتبۃ مطبوعات الاسلامیہ حلب، ۱۴۰۶ھ، کتاب: تحریم الدم، باب: تعظیم الدم، حدیث نمبر: ۳۹۸۶، ج:۷، ص:۸۶

۲۔ صحیح بخاری، کتاب: الایمان، باب: ماینھی من اسباب واللعن، حدیث نمبر: ۶۱۰۵، ج:۸، ص:۳۲

۳۔ صحیح بخاری، کتاب: الاداب، باب: ماینھی من اسباب واللعن، حدیث نمبر: ۶۰۴۴، ج:۸، ص:۱۶

۴۔ نبیٔ امن وآشتی ﷺ، ص: ۲۱۹/ ۲۲۰

قرآن کریم میں مرتد کے لئے سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾[۱]

ترجمہ: اور جو بھی اپنے دین سے پلٹ جائے گا اور کفر کی حالت میں مر جائے گا اس کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور وہ جہنمی ہو گا اور وہیں ہمیشہ رہے گا۔

سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾[۲]

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اپنے ایمان کے بعد، اور اپنے کفر میں بڑھتے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہو گی اور یہی لوگ اصلی گمراہ ہیں۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اسی کفر کی حالت میں مر گئے، اگر وہ زمین بھر سونا بھی فدیہ میں دیں تو قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان کے لیے عذاب دردناک ہے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔

ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ارتداد (apostasy) کتنا بڑا جرم ہے اور اس کی سزا کتنی سخت ہے۔ کوئی شخص اگر ارتداد اختیار کر لیتا ہے تو اس جرم کی تمام تر شناعت کے باجود اس پر اسلام دوبارہ قبول کرنے کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ اسلام کا ایک عمومی اصول ہے کہ سچی توبہ ہر گناہ کو معاف کر دیتی ہے، چاہے وہ ارتداد جیسا سنگین گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ مرتد اگر اسلام اختیار کر لیتا ہے تو یقینا یہ توبہ اور فلاح کا راستہ ہے جو شخص ارتداد اختیار کر لیتا ہے اس کا نکاح اس کی مسلمان بیوی کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ))[۳]

ترجمہ: جس نے دین کو تبدیل کیا پس اسکو قتل کر دو۔

۱۔ سورۃ البقرۃ:۲/۲۱۷

۲۔ آل عمران:۳/۹۰-۹۱

۳۔ صحیح بخاری، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم، باب: حکم المرتد والمرتدۃ واستتابتھم، حدیث نمبر:۶۹۲۲، ج:۹، ص:۱۵

مرتد کے قتل کی دلیل صحابہ کے عمل سے بھی ملتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عورت اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جو اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک بندے کو پیش کیا گیا جو پہلے عیسائی تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا اور پھر عیسائی ہو گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تیری اس روش کا کیا سبب ہے تو اس نے بتایا کہ میں نے تیرے دین کو عیسائیوں کے دین سے بہتر پایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو اس نے جواب دیا وہ میرا رب ہے جس پر اس کو قتل کر دیا گیا۔[1]

اس بات پر سب متفق ہیں کہ مرتد کو قتل کرنا چاہیے اور اس بات کا ثبوت قرآنی آیات احادیث اور فعل صحابہ سے ملتا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ جو کسی مومن کو ناحق قتل کرے گا وہ دوزخی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾[2]

ترجمہ: اور جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اسلام اولاد کو بھی مفلسی اور غربت کے ڈر سے قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُم إنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْءًا كَبِيرًا﴾[3]

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انھیں بھی روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک انہیں قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

۱۔ فتح الباری، ج:۱۲، ص:۲۳۸

۲۔ سورۃ النساء: ۴/۹۳

۳۔ سورۃ بنی اسرائیل: ۱۷/۳۱

عربوں میں زمانہ قدیم سے لڑکیوں کو زندہ در گور کر دینے کی رسم تھی، کچھ شرمندگی کے باعث لڑکیوں کو دفن کرتے تھے اور کچھ مفلسی کے ڈر سے۔ اسلام اس رسم کی سختی سے نفی کرتا ہے۔ پھر اسلام نے ذمیوں کو ان کے بنیادی حقوق عطا کیے ہیں۔ ان کی جان، مال اور آبرو کے تحفظ کے لئے احکامات دیے ہیں۔ حدیث شریف ﷺ میں بیان ہوتا ہے کہ:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.))[1]

ترجمہ: جس نے کسی ذمی (غیر مسلم) کو ناحق قتل کیا، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی۔

اسلام میں جنین[2] کو بھی تحفظ حاصل ہے اور اسے بھی قتل کرنا جائز نہیں۔ نبی ﷺ نے ایک عورت کو زنا کے جرم میں اس کے اقرار کے باوجود رجم کی سزا صرف اس لئے نہ دی کہ وہ حاملہ تھی۔ بچے کی پیدائش کے بعد پوری ہونے کے بعد اس عورت پر حد جاری کی گئی۔ اگر فوری سزا نافذ ہو جاتی تو اس بچے کا ناحق قتل ہونے کا اندیشہ تھا۔ سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ:

ا۔ سنن ابی داؤد، کتاب: الجھاد، باب: فی الوفاء للمعھاد و حرمہ ذمتہ، رقم الحدیث: ۲۷۶۲، ج:۳، ص:۳۸

۲۔ **جنین:** وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۸۷۷)

غزوہ احد میں جب حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ[1] کئی مشرکوں کو ہلاک کر چکے تھے تو اچانک ان تلوار کی زد میں ہندہ بنت عتبہ[2] بھی آگئی، جو مشرکین کو جنگ پر اکسارہی تھی۔ آپ نے اس کو مرد سمجھ کر اس کے سر پر وار کیا مگر اچانک معلوم ہوا کہ یہ تو عورت ہے اور اسی وقت تلوار اس خیال سے روک لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے کسی بھی عورت کو مارنا مناسب نہیں۔ چناچہ وہ عورت قتل ہونے سے بچ گئی۔[3]

الغرض اسلام میں کسی کو بھی ناحق قتل کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ بلکہ اسلام میں حیوانات اور جانوروں کے بھی حقوق ہیں اور ان کو بھی بے جامارنا اور ہلاک کرنا منع ہے۔[4]

جہاں اسلام قتل ناحق کی ممانعت کرتا ہے ساتھ ساتھ وہاں ایک مومن کو کافر کہنے سے بھی سختی سے منع کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لأَخِيهِ: يَا كَافِرُ . فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلاَّ رَجَعَتْ عَلَيْهِ))[5]

ترجمہ: جس شخص نے کسی اپنے مسلمان بھائی کو کہا، اے کافر! تو کفر ان دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹے گا، اگر وہ شخص واقعی کافر ہوا تو ٹھیک ورنہ یہ کلمہ خود اس کہنے والے کی طرف لوٹ کو آئے گا۔

اس حدیث کو بعض علماء نے مشکالات میں سے شمار کیا ہے، اس لئے کہ اس میں ظاہری معنی مراد نہیں، کیونکہ یہ اہل حق کا مذہب ہے کہ مسلمان کا گناہ کبیرۃ کرنے پر وہ کافر نہیں ہوتا پس اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہنے سے بھی کافر نہ ہوگا۔ جب تک دین اسلام کا بطلان کا اعتقاد نہ کرے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ **حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ:** صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ انصاری تھے یثرب میں پیدا ہوئے، غزوہ بدر اور احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج:۱، ص:۹۸۰)

۲۔ **ہندہ بنت عتبہ:** زوجہ ابوسفیان، امیر ماویہ رضی اللہ عنہما کی والدہ اور ہندہ نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۱۵۵۱)

۳۔ سیرت ابن ھشام، ابن ھشام، محمد بن اسحاق بن یسار، سید یسین علی حسنی نظامی دہلوی، ادارہ اسلامیات. پبلشرز بک سیلرز لاہور، ج:۲، ص:۵۰

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امن و آشتی، ص:۲۲۱

۵۔ صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یاکافر، رقم الحدیث: ۲۲۵، ج:۱، ص:۵۶

((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لأَخِيهِ : يَا كَافِرُ فَهُوَ كَقَتْلِه))

ترجمہ: جب کوئی مومن اپنے بھائی کو "اے کافر" کہے تو یہ اس کو قتل کرنے کی طرح ہے۔

کسی مسلمان کو کافر کہنے کے درج ذیل آثار ہو سکتے ہیں:

- کسی مسلمان کو کافر کہنے کا مطلب اس کے نکاح کو فسخ قرار دینا ہے۔
- مسلمان کو کافر کہنے سے اسے وراثت سے محروم کرنا بھی ہے۔

کسی مسلم کو کافر کہنے سے اس کی گواہی منظور نہیں ہو گی اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایہ نہیں جائے گا نیز اس کا نماز جنازہ نہیں پڑھایا جائے گا۔ اس لئے کسی بھی مسلمان کو سوچ سمجھ کر کافر کہنا چاہیے۔[1]

مسلمانوں کو کافر نہ کہنے کی تنبیہ کے ساتھ اسلام اپنے آپ کو قتل کرنے، خود کشی کرنے، جسم کو نقصان پہنچانے سے بھی منع کرتا ہے۔ خود کشی کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک حرام فعل ہے۔ اس کا مرتکب کرنے والا اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور جہنمی ہے۔ اور اسلام نے اس کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے۔

در حقیقت انسان کا اپنا جسم اور زندگی اس کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانت ہے۔ زندگی اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمت ہے جو بقیہ تمام نعمتوں کے لئے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے اسلام جسم و جان کے تحفظ کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کسی بھی انسان کو اپنی جان تلف کرنے کی ہر گز اجازت نہیں دیتا۔ زندگی اور موت کا اصل مالک صرف و صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جس طرح کسی انسان کو موت کے گھاٹ اتارنا قتل کرنے کے مترادف ہے اسے طرح اپنی زندگی ختم کرنا اسے ہلاکت میں ڈالنا بھی اللہ کے ہاں ناپسندیدہ فعل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود کشی کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر، ص:۵۰/۵۱

((مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيها أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فيهاأَبَدًا،وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَديدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِها فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيها أَبَدًا))[1]

ترجمہ: جس شخص نے خود کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کیا تو وہ دوزخ میں جائے گا، ہمیشہ اس میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر کھا کر خود کو ختم کیا تو وہ زہر دوزخ میں بھی اس کے ساتھ ہو گا جسے وہ دوزخ میں کھاتا رہے گا اور ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کیا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ پر مارتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔

اسلام امن و سکون کا داعی ہے وہ ہر طرح سے امن، سکون، عزت و احترام کو پسند کرتا ہے اور تشدد آمیزی کی اس قسم کو رد کرتے ہوئے انسانی جان کا احترام کے ساتھ ساتھ جان کی حفاظت کا بھی حکم دیتا ہے۔

۱۔ سنن النسائی، احمد بن شعیب ابو عبدالرحمن النسائی، عبد الفتاح ابو غدۃ، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب، ۱۴۰۶ھ، کتاب: الجنائز، باب: ترک الصلاۃ علی من قتل نفسہ، حدیث نمبر: ۱۹۶۵، ج: ۴، ص: ۶۶

مبحث سوم: اسلام میں انتہاپسندی کی ممانعت

اسلام دین فطرت ہے اسلام ایک معتدل اور متوازن دین ہے اس میں کوئی افراط و تفریط نہیں۔ اسلام انتہا پسندی کے خلاف ہے اور اس کی تمام تعلیمات اعتدال اور توازن پر مبنی ہیں۔مال خرچ کرنے اور حتیٰ کہ چلنے پھرنے میں بھی میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔مال خرچ کرنے میں میانہ روی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾[۱]

ترجمہ: اور جو خرچ کرتے ہیں وہ نہ تو فضول خرچی سے کام لیتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ کفایت شعاری اختیار کرتے ہیں۔

زندگی حرکت اور سرگرمی کا نام ہے اسلام اس کے بارے میں درس دیتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ﴾[۲]

ترجمہ: اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔

دین اسلام نے جہاں زندگی کے ہر گوشے میں اعتدال کی راہ اپنانے کی تعلیم دی ہے وہاں مذہبی امور میں بھی اسی کی تعلیم دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ))[۳]

ترجمہ: دین میں غلو (شدت پسندی اور انتہاپسندی) سے پرہیز کرو۔

اعتدال پسندی کے بارے میں آپ ﷺ کی حدیث پیش خدمت ہے:

((أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))[۴]

۱۔ سورۃ الفرقان: ۲۵/ ۶۷

۲۔ سورۃ لقمان: ۳۱/ ۱۹

۳۔ سنن النسائی، کتاب: المناسک، باب: التقاط الحصی، حدیث نمبر: ۳۸۷۱، ج:۵، ص: ۲۷۸

۴۔ صحیح بخاری، کتاب: النکاح، باب: الترغیب فی النکاح، حدیث نمبر: ۵۰۶۳، ج:۵، ص: ۱۹۴۹

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں حضور اکرم ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا آنحضرت ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔"

اسلام ہر طرح کی انتہا پسندی کی ممانعت کرتا ہے چاہے وہ انتہا پسندی دین کے معاملے میں ہو یا زندگی کے کسی بھی شعبے یا معاملات کے بارے میں ہو۔ جہاں بھی انتہا پسندی ہوگی وہاں پھر شدت پسندی اور پر تشدد واقعات جیسے افعال ہی رونما ہونگے۔

مبحث چہارم: دہشت گردی کی ممانعت اور اسلام کی جامعیت

قرآن مجید میں دہشت گردی کی جگہ "محاربہ" کی اصطلاح استعمال کی ہے اور شر وفساد کی تمام صورتیں قرآن مجید کے بیان کے مطابق اس محاربہ میں شامل ہیں حتیٰ کہ بعض تابعین کے نزدیک ڈاکہ بھی فساد فی الارض کی وجہ سے محاربہ میں شامل ہے۔ جو شخص فتنہ وفساد برپا کرے، ڈاکے، قتل اور تشدد کی وجہ سے خوف وہراس پھیلائے اور امن وامان کا تہہ وبال کرے، قطع نظر اس سے کہ وہ مسلمان ہو یا کافر قرآن مجید اس کی سخت سزا تجویز کرتا ہے۔[1] ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾[2]

ترجمہ: ان کی بھی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں یہ کہ انہیں قتل کیا جائے یا وہ سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیے جائیں، یہ ذلت ان کے لیے دنیا میں ہے، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

دہشت گردی اور خودکش حملہ سے بے گناہ شہریوں کی جان لینا، بچے، بوڑھے اور عورتوں سب کو تشدد کا نشانہ بنانا اسلام میں سختی سے منع ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلاَ عَدْلاً))[3]

ترجمہ: جس شخص نے کسی مسلمان کو ناحق قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔

عبادت وریاضت اور دہشت گردی کو ساتھ ساتھ چلانے والے اور انسانی حرمت وتقدس کو پامال کر کے اپنے اعمال و عبادات کو نجات سمجھنے والے ایسے دہشت گرد انتہا پسندوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف ان کی عبادت رد کر دی جائے گی اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب کی وعید بھی دی ہے۔ مسلمانوں کو اذیت دینا، مارنا قتل کرنا، جبر وتشدد اور وحشیت وبربریت کا شکار کرنا سختی سے منع ہے۔ جہاد جو کہ اسلام کا اولین فریضہ ہے اسلام نے جہاد میں بھی انسانیت کا احترام کر یا ہے۔ دوران جنگ غیر مسلم خواتین کے علاوہ غیر مسلم بچوں کے قتل کی بھی ممانعت کی ہے اور

۱۔ سورۃ المائدۃ:۵/ ۳۳

۲۔ سنن ابی داؤد، کتاب: الفتن والملاحم، باب: فی تعظیم القتل المومن، حدیث نمبر: ۴۲۷۲، ج: ۴، ص: ۱۶۷

۳۔ خون مسلم کی حرمت، شیخ الاسلام طاہر القادری، منہاج القرآن پبلکیشنز، اگست ۲۰۱۰ء، ص: ۴۱/ ۴۲/ ۴۳/ ۴۴

اسلام کے قوانین جہاد کے تحت دورانِ جنگ ضعیف العمر بوڑھوں کو بھی قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اِس اصول کی صراحت نبوی ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

((وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً))(۱)

ترجمہ: 'نہ کسی بوڑھے کو قتل کرو، نہ شیر خوار بچے کو، نہ نابالغ کو اور نہ عورت کو۔

اسلام میں دوران جنگ اور فتوحات کے بعد غیر مسلم مذاہب کے رہنماؤں کے قتل کی بھی ممانعت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب اسلامی لشکروں کو جہاد پر روانہ کرتے تو انہیں واضح طور پر یہ ہدایات فرمایا کرتے تھے:

((أخرُجُوْا بِسْمِ اللهِ، تُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ، مَنْ كَفَرَ بِاللهِ لَا تَغْدُرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ.))(۲)

ترجمہ: اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ، تم اللہ کی راہ میں اس کے ساتھ کفر کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے جا رہے ہو، اس دوران بد عہدی نہ کرنا، چوری وخیانت نہ کرنا، مُثلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا اور راہبوں کو قتل نہ کرنا۔

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقْتُلُوا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ))(۳)

ترجمہ: کلیساؤں کے متولیوں (یعنی پادریوں) کو قتل نہ کرنا۔

عہد جاہلیت میں لڑائی کے دوران اس قدر وحشیانہ افعال سرزد ہوتے تھے کہ شدتِ انتقام میں دشمن کو زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جنگی قوانین میں بے شمار اصلاحات کے ساتھ ساتھ آگ میں جلانے جیسے وحشیانہ حرکت سے بھی منع فرما دیا۔ پھر آپ ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک بل دیکھا جسے جلایا گیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے اِس کی ممانعت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّار))(۴)

۱۔ سنن اَبی داوَد، کتاب الجھاد، باب دعاء المشرکین، حدیث نمبر:۲۶۱۴، ج:۳، ص:۳۷

۲۔ المسند، احمد بن حنبل، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر:۲۷۲۸، ج:۵، ص:۳۵۸

۳۔ المسند، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی ابو یعلیٰ، دمشق، شام: دار المامون للتراث، ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء، حدیث نمبر:۲۶۵۰، ج:۵، ص:۵۹

۴۔ سنن ابی داوَد، کتاب الجھاد، باب کراھیۃ حرق العدو بالنار، حدیث نمبر:۲۶۷۰، ج:۳، ص:۵۵

ترجمہ: آگ کے ساتھ عذاب دینا آگ کے رب کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

اسلام نے جہاں چیونٹی جیسی مخلوق کو آگ میں جلانے سے منع کیا ہے تو وہاں انسانوں کو جلانے کی اجازت کس طرح دی جاسکتی ہے؟ اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے جہادی مہمات کو روانہ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو تاکید فرمائی کہ دشمن کو آگ میں جلاکر ہلاک نہ کرنا۔ مگر حالیہ بم دھماکوں اور خودکش حملوں میں عوامی مقامات، مساجد اور دفاتر میں لوگ آگ میں جل کر راکھ ہوتے ہیں؛ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہوا میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو برقرار رکھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فتح خیبر کے بعد وہاں کے غیر مسلموں کو ان کی عبادت گاہوں پر برقرار رکھا اور ان کی عبادت گاہوں کو مسمار نہیں فرمایا۔ بعد ازاں جب دیگر علاقے سلطنت اسلامی میں شامل ہوئے تو خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے بھی اِتباعِ نبوی ﷺ کرتے ہوئے ان ملکوں میں موجود غیر مسلموں کی کسی عبادت گاہ کو مسمار نہیں کیا۔ قرآن وحدیث کی رُو سے اسلامی ریاست پر لازم ہے کہ وہ تمام مذاہب کے مذہبی مقامات اور عبادت گاہوں کی حرمت کا خیال رکھے اور انہیں تحفظ فراہم کرے۔ قرآن مجید میں سورۃ الحج میں ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللهِ كَثِيْرًا﴾.[1]

ترجمہ: اور اگر اللہ انسانی طبقات میں سے بعض کو بعض کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں (یعنی تمام ادیان کے مذہبی مراکز اور عبادت گاہیں) مسمار اور ویران کر دی جاتیں جن میں کثرت سے اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جو حقوق وتحفظ اسلام میں ایک مسلمان کو حاصل ہیں وہی حقوق وتحفظ غیر مسلموں کو بھی حاصل ہیں۔

ا۔ سورۃ الحج:۲۲/۴۰

مبحث پنجم: مساجد پر حملے شرعی تناظر میں

اعتقادی، فکری، سیاسی اختلاف کی بنیاد پر مخالفین کی جان ومال یا مقدس مقامات پر حملے کرنے نہ صرف غیر اسلامی بلکہ غیر انسانی فعل بھی ہے۔ خودکش حملوں اور بم دھماکوں کے ذریعے اللہ کے گھروں کا تقدس پامال کرنے والے اور وہاں لوگوں کی قیمتی جانیں تلف کرنے والے ہرگز نہ تو مومن ہو سکتے ہیں نہ ہی ہداہت یافتہ۔ مسجدوں میں خوف وہراس کے ذریعے اللہ کے ذکر سے روکنے اور انھیں اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کے ذریعے ویران کرنے والوں کو قرآن نے نہ صرف سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے، بلکہ انھیں دنیا و آخرت میں ذلت آمیز عذاب کی بھی وعید سنائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾[1]

ترجمہ: اوراس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے کی ممانعت کر دی اور ان کے ویران کرنے کی کوشش کی، ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لیے دنیا میں بھی ذلت ہے اوران کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَاٰتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾[2]

ترجمہ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان لایا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا، سو وہ لوگ امیدوار ہیں کہ ہدایت والوں میں سے ہوں۔

مسجد جو کہ خاص اللہ کا گھر ہے اور اس کو خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا ہے اس میں اٹھنے بیٹھنے، داخل ہونے کے آداب ہیں جن پر عمل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ مسجد مسلم قوم کا ثقافتی اور تعلیمی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ مساوات اور اخوت کا عملی ثبوت بھی ہے۔ لڑائی جھگڑے اور فتنہ وفساد کو تو ویسے ہی اسلام پسند نہیں کرتا اور مسجد میں لڑائی جھگڑے کی قباحت بڑھ جاتی ہے۔ مسجد میں جہاں امیر غریب، شاہ و گدا سب ایک ہی صف میں بارگاہ

۱۔ سورۃ البقرۃ:۲/۱۱۴

۲۔ سورۃ التوبۃ:۹/۱۸

الٰہی کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اس امن کے گھر میں لڑنا تو کجا کھلا ہتھیار لے کر چلنا بھی منع ہے۔ مسجد میں خرید و فروخت، بات چیت، لڑائی جھگڑے اور شور و غل کی بھی سخت ممانعت ہے۔ مسجد کی اہمیت کا اندازہ سورۃ الحج کی اس آیت سے ہوتا ہے:

﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللهِ كَثِيْرًا﴾.[1]

ترجمہ: اور اگر اللہ انسانی طبقات میں سے بعض کو بعض کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں (یعنی تمام ادیان کے مذہبی مراکز اور عبادت گاہیں) مسمار اور ویران کر دی جاتیں جن میں کثرت سے اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

دور حاضر میں مسجد کی بے حرمتی کی جا رہی ہے وہ اسلام کی جامعیت کے سخت خلاف ہے۔ مسلمانوں کو نماز کی حالت میں خود کش دھماکوں سے ختم کر دیا جاتا ہے جو مسجد کی بے حرمتی کے ساتھ ساتھ انسان جان کی بھی بے حرمتی ہوتی ہے۔ مسجدوں کو بیابان کرنے والے مسلمان تو ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بے شک مساجدوں پر حملے کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں۔

تمام مذکورہ دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ایک امن پسند اور محبت کرنے والا دین ہے۔ جو انسانی جان کا احترام کرنے کا درس دیتا ہے۔ اپنی ذات کی بھی حفاظت کا حکم دیتا ہے اور دوسروں کی بھی جان مال کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ جو لوگ دہشت گردی قتل و غارت کرتے ہیں واضح ہے کہ وہ مسلمان نہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر وہ مسلمان ہوتے تو کبھی بھی قرآنی آیات اور حدیث نبوی ﷺ کی تذلیل نہ کرتے۔

۱۔ سورۃ الحج: ۲۲/ ۴۰

مبحث ششم: خود کش حملوں کی شرعی حیثیت

خود کش حملے کسی بھی قوم کی بد بختی ہیں جس میں بم دھماکوں کی مدد سے چند سیکنڈوں میں لاکھوں لوگوں کو لقمہ اجل بنا دیا جاتا ہے۔ خود کش حملوں کا عمل کم ہمتی اور بزدلی پر دلالت کرتا ہے کہ ایسا کرنے والے افراد ذہنی طور پر اس حقیقت کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ وہ مد مقابل کا سامنا نہیں کر سکتے اور خود کش حملوں کا سہارا لیتے ہیں۔

اسلام میں جہاد دشمنان اسلام سے ہوتا ہے۔ اپنے ہی مسلمان بھائی سے جہاد کا کوئی تصور اسلام میں موجود ہی نہیں اپنے مسلمان بھائی سے جہاد تو دور کی بات اسلام میں مسلمان بھائی پر جس نے ہتھیار بھی اٹھایا تو وہ بھی اسلام کے دائرے سے خارج ہو جاتا ہے۔

خود کش حملے جہاد کے اعلیٰ وارفع مقصد کے خلاف ہیں کیونکہ خود کش حملے سے خود کش حملہ آور اپنی جان ہلاک کرتا ہے جو کہ شریعت میں حرام ہے اور پھر اس حملے سے کئی بے گناہ مسلم اور غیر مسلم افراد مارے جاتے ہیں پر امن غیر مسلم افراد بھی مارے جاتے ہیں۔ کسی بھی مسلمان طبقہ کے خلاف خود کش حملہ کرنا جہاد اور جنت کا ٹکٹ نہیں بلکہ حرام فعل ہے اور خود کش حملہ آور اپنے لیے جہنم ٹھکانا بناتا ہے۔

اسلام امن و سلامتی، محبت، تحمل برداشت کی تعلیم دیتا ہے۔ تعصب اور انتہا پسندی میں ملوث انسان پر ایک وقت آتا ہے کہ اس کا دل پتھر کا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ ﴾[1]

ترجمہ: پھر اس کے بعد (بھی) تمہارے دل سخت ہو گئے چنانچہ وہ سختی میں پتھروں جیسے ہو گئے۔

پھر یہی سنگدلی اور شقاوت و بد بختی کی انتہا کو پہنچتا ہے تو اس سے بازاروں، مارکیٹوں، عوامی مقامات و درسگاہوں میں موجود لوگوں کا قتل کرنے سے لے کر مساجد میں مشغول عبادت گزار لوگوں کی جانیں لینے اور مساجد کو تاخت و تاراج کرنے تک بھی کچھ بعید نہیں ہوتا۔ ایسے اقدام کرنے والوں کا اسلام سے کیا تعلق و واسطہ ہے! اگر ان میں خوف خدا اور فکر آخرت کا ایک ذرہ بھی ہو تو کم از کم ان کی وحشت و بربریت سے مساجد اور نمازی تو محفوظ رہیں۔ آگ سے جلانے کی ممانعت نبی کریم ﷺ نے بھی سختی سے کی ہے۔ امام فخر الدین رازی ان خود کش حملہ

۱۔ سورۃ البقرۃ: ۲/ ۷۴

آوروں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

" ان پر عذاب جہنم اور عذاب حریق آخرت میں واقع ہونگے، مگر فرق یہ ہے کہ عذاب جہنم ان سے کفر کے سبب ہو گا اور عذاب حریق (جلائے جانے کا عذاب) کفر پہ زائد وہ عذاب ہے جو انھیں مسلمانوں کو جلانے کے سبب ملے گا۔[1]

خود کش حملوں کی مذمت اور عذاب پچھلی تمام مبحث میں بیان ہو چکا ہے کہ یہ شرعاً حرام فعل ہے اور اس کا کرنے والا عذاب حریف کا مستحق ہے۔

خود کش حملے کی دوسری صورت ہے فدائی کاروائی۔ فدائی کاروائی کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ ایک تو یہ کہ دشمن پر حملہ کرنے کے باوجود زندہ بچ جانے کی امید ہو۔

۲۔ ایک صورت یہ کہ جس میں بچنے کی امید نہ ہو بلکہ ۱۰۰ فیصد موت یقینی ہو۔ مثلا جسم پر بم باندھ کر عین دشمن کے اندر جا کر اسے بلاسٹ کرنا اور صاف ظاہر ہے کہ ایسی کاروائی میں سب سے پہلے تو وہ خود ہلاک ہو گا اور خواہ اس کے علاوہ کوئی اور مرے یا نہ مرے!۔

جہاد میں فدائی کاروائی کی پہلی صورت اختیار کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں بلکہ بعض جہادی اور جنگی معاملات میں اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے حتیٰ کہ اسلامی تاریخ کے قرن اول میں ہمیشہ ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں فدائی کاروائیوں نے جنگ کا پانسہ بدلا اور مسلمانوں کی شکست فتح میں بدل گئی۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دور میں ایسی بہت سے مثالیں ملتی ہیں جن میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ نے فدائی کاروائیوں میں حصہ لیا اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نہ صرف اس کی مذمت کی بلکہ ایسی کاروائیوں پر خود فدائی طلب کیے۔ جنگ یمامہ کے موقع پر جب مسلمہ کذاب اور اس کا لشکر ایک باغ میں محصور ہو گئے تو حجرت براء بن عازب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے ڈھال کے اوپر بٹھا کر نیزوں پر بلند کرو اور فصیل کے اوپر سے مجھے دشمن کے اندر پھینک دو۔ چنانچہ دیگر صحابہ نے بالفعل ایسا ہی کیا آپکو اندر پھینک دیا آپ نے اندر جا کر بہت قتال کیا یہاں تک کہ باغ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے جبکہ اس مہم میں آپکو ۸۰ سے زیادہ خم لگے۔

اسی طرح کی فدائی کاروائی اسلام میں جائز ہے اور ایسی بہت سے مثالیں دور صحابہ اور دور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملتی ہیں۔[2]

ا۔ التفسیر الکبیر، امام فخر الدین رازی، المکتبہ التجاریۃ الشامیہ، مکہ مکرمہ، سن۔ن ج:۳۱، ص ۱۱۱

۲۔ جہاد اور دہشت گردی، ص: ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲

فدائی کاروائی کی دوسری قسم کے بارے میں وہ فتویٰ نہیں دیا جاسکتا لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ خود کش حملہ مطلق طور پر حرام ہے بلکہ اس کے جواز کی ایک صورت ہے جو انتہائی درجے کی ہے۔ خود کش حملہ خود کشی کے زمرے میں آتا ہے خود کشی کے حوالے سے یہ بات یاد رہے کہ خود کشی حرام اور گناہ کبیرہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اور اس کی وضاحت پہلے کی مبحث میں ہو چکی ہے پر اس کی خود کشی یا حملہ جو دین کی بقاء و سلامتی کے لئے کیا جائے تو وہ جائزہ ہے۔ مسند احمد میں مذکور ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگلے زمانوں میں ایک بادشاہ تھا جو اپنے آپ کو خدا کہتا تھا اس کا جادوگر بوڑھا ہو گیا اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں مرف الموت کے قریب ہوں مجھے کوئی شاگرد دیں جس کو میں تعلیم دے سکوں۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کو سب سے ذہین بچا دیا۔ وہ بچہ تعلیم کے لئے جب جادوگر کے پاس جاتا تو راستے میں اس کے راہب کا گھر پڑتا تھا جو دینی تعلیم دیتا تھا۔ وہ بچہ وہاں رک کر دین کی بھی تعلیم لیتا۔ ایک دفعہ رستے میں ایک سانپ آگیا جس نے لوگوں کا راسہ روکا ہوا تا اس بچہ نے پتھر اٹھا کر دعا دی کہ کار راہب کا دین اور رب سچا ہے یہ سانپ اس پتھر سے مر جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ سانپ مر گیا بچے نے یہ خبر راہب کو دی راہب نے اس کو بتایا کہ وہ اب سخت آزمائش کے لئے تیار رہے پھر ایسا ہوا کہ اللہ نے اس بچے کی ہر دعا قبول کرتے اور وہ بیماروں کو صحت یاب کرتا۔ ایک اندھا جو دربار میں کام کرتا تھا اس کے پاس آیا کہ مجھے ٹھیک کر دو اس نے اس سے وعدہ لیا کہ وہ اسلام قبول کرے میں اس کے لئے دعا کرونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ ٹھیک ہو کر بادشاہ کے دربار گیا اور اس کو سب بتایا کہ تم میرے خدا نہیں ہو بچے کو حاضر کیا گیا اور بچے نے دین سے روگردانی کرنے سے انکار کیا تو اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کو پہاڑ سے پھینک دو۔ اس کی دعا سے اللہ نے پہاڑ سے تمام سپاہیوں کو گرا کر اس کو محفوظ کر دیا۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کو بیچ سمندر میں گرا آو۔ اس کی دعا پھر اللہ نے قبول کی اور وہ محفوظ ہو گیا۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا بچے نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اگر وہ مجھے مارنا چاہتا ہے تو سب کے سامنے ایک تیسرے اور اس پر میرے اللہ کے نام لے کر مجھے مار پھر ایسا ہی ہوا اور وہ مر گیا لوگوں کو اس کے رب ہونے کا یقین ہو گیا اور لوگ اس کے دین میں شامل ہونے لگے۔ بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ شہر میں خندق کھود کر آگ لگا دی جائے اور اس کو رب نہ ماننے والوں کو اس میں پھینک دیا جائے اور لوگ اس بچے کے رب کو مانتے ہوئے آگ میں کود پڑے۔"[1]

ا۔ مسند احمد، کتاب: الزھد، باب: قعدہ الاصحاب، حدیث نمبر: ۳۰۰۰، ج:۲، ص:۱۶/۱۸

اس صورت میں واضح ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں جان کا نذرانہ پیش کیا جاسکتا ہے جس سے اسلام یا مسلمانوں کا مجموعی طور پر فائدہ ہو اور بالخصوص جان کی بازی لگانے کے سوا کسی اور صورت میں وہ فائدہ حاصل نہ ہو رہا ہو۔ اسی طرح اگر کسی مسلمان کو یہ خدشہ ہو کہ دشمن کے نرغے میں آنے کے بعد اس کے عذاب یا وہ مجھے سے ملک و ملت کے سارے راز اگلوالے گا تو اس خدشہ کے پیش نظر وہ گرفتاری سے پہلے خودکشی کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔[۱]

اسلام کے ساتھ خودکش حملوں کو جوڑنے والے بھول بیٹھے ہیں کہ اسلام میں ہر انسان کو جان کا تحفظ ملا ہے مگر افسوس اسلامی تعلیمات سے روگردانی کی وجہ سے آج ہم ان خودکش دھماکوں جیسے ناسور کا سامنا روز بروز کرتے ہیں جن میں ہم اپنے پیاروں کو کھو دیتے ہیں۔

۱۔ جہاد اور دہشت گردی۔ ص:۱۵۲

خلاصہ بحث:

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اور امن و سکون سے رہنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ اسلام اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے سراسر امن و سلامتی ہے۔ اسلام میں انسانی جان کو بہت قدر و اہمیت حاصل ہے پھر چاہے وہ جان ایک مسلمان کی ہو یا غیر مسلم کی۔ اور انسانی تمدن کی بنیاد بھی اسی بات پر رکھی گئی تھی کہ انسان کی جان اور اس کا خون محترم ہے۔ انسانی جان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ معاشرے کے امن کو سکون برباد کرنے والوں کو بھی پسند نہیں کرتے۔ اور کسی پر ظلم و زیادتی کرنے کی بھی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ ناحق قتل کی ممانعت کے ساتھ جائز قتل صرف اور صرف قصاص، زنا، مرتد، باغی اور میدان جنگ میں کافر کو قتل کرنا جائز ہے۔ اسلام اولاد کو بھی مفلسی اور لڑکیوں کو شرمندگی کے خوف سے قتل کرنے سے منع کرتا ہے یہاں تک کہ قتل کرنا حرام اور کبیرۃ گناہ ہے۔ جہاد کے میدان میں بھی عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے اسلام منع کرتا ہے۔ حیوانات اور جانوروں کو بھی بے جا مارنے اور قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسلام مسلمان کو گالی دینے اس کو بے وجہ کافر کہنے سے بھی منع کرتا ہے۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی کی ممانعت کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں اور ان کے روہبوں کو قتل کرنے سے بھی منع کرتا ہے۔ مساجد جو کہ اللہ کا گھر ہیں وہاں لوگوں کو قتل کرنے والے اور مساجد کو بم دھماکوں سے اڑانے والوں کو سب سے بڑا ظالم کہا گیا ہے۔ اسلام میں خودکش حملہ حرام فعل ہے اور اس کی جائز صورتوں میں فدائی کاروائی شامل ہے جو دین کی بقاء و سلامتی کے لئے کی جائے۔

باب دوم

پاکستان میں پر تشدد واقعات کا ایک جائزہ

۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک

فصل اول: پر تشدد واقعات اور عبادت گاہیں

فصل دوم: پر تشدد واقعات اور تعلیمی ادارے

فصل سوم: پر تشدد واقعات اور حکومتی اور نجی ادارے

فصل چہارم: پر تشدد واقعات اور عوامی مراکز

فصل اول

پر تشدد واقعات اور عبادت گاہیں

فصل اول: پرتشدد واقعات اور عبادت گاہیں

تشدد اور پاکستان:

جبر تشدد اور دہشت گردی نہ تو کسی ایک دور سے مخصوص ہے نہ کسی ایک خطہ سے۔ یہ ہر دور اور ہر خطہ میں ہوتی آئی ہے۔ عجیب بات ہے کہ جانداروں میں بھی کوئی جاندار اپنے جیسے دوسرے جاندار کو ہلاک نہیں کرتا یہ "امتیاز" صرف انسان کہ حصے میں آیا ہے کہ وہ اپنے جیسے دوسرے انسان کو موت کی گھاٹ اتارتا چلا آیا ہے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے حلانکہ یہ کہا جاتا ہے کہ آج تہذہب و تمدن کے لحاظ سے انسان بہت ترقی کر گیا ہے۔ سچ یہ ہے کہ انسان نے قتل وغارت اور تباہی میں بھی ترقی کی ہے۔ اب لاکھوں کڑوڑوں انسانوں کو چشم زدن میں موت کی گھاٹ اتارنا ممکن ہو گیا ہے ایک آدھ ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم یہ سارا کام انجام دے سکتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انسان نے اتنی بڑی مقدار میں تباہ کن ہلاکت خیز ہتھیار اور بارود جمع کر لئے ہیں۔ جن کے ذریعے پورے کرہ ارض کو پورے گلوب کو صفحہ ہستی سے غائب کیا جا سکتا ہے۔[۱]

قیام پاکستان کے بعد جن خوش آئندہ تصورات نے عام ذہنوں میں جنم لیا تھا وہ آدھے قائد اعظم [۲] کی وفات کے ساتھ اور آدھے لیاقت علی خان [۳] کے قتل کے ساتھ ختم ہو گئے۔ قائد ملت کا بہیمانہ قتل وہ بنیادی وقوعہ ہے جس کی وجہ سے پاکستان کی ترقی اور امن کی گاڑی پٹری سے اتر گئی۔ اور آج تک اتری ہوئی ہے۔ یہ تشدد کا کھلم کھلا آغاز تھا۔ اس کے بعد قوم اور ملک میں ڈیروں اور وڈیروں، جاگیر داروں کی حکومت قائم ہو گئی۔ جو کہ ظلم و تشدد کے مفادات کی پرورش کرتی ہے۔ افسوس پاکستان جب سے بنا ہے آدھے سے زیادہ عرصے تک مارشل لاء کے تحت

۱۔ دہشت گردی، ص:۱۹۳

۲۔ **قائد اعظم محمد علی جناحؒ**:(۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء) محمد علی جناح پیدائشی نام کے نامور وکیل، سیاست دان اور بانی پاکستان تھے۔ محمد علی جناح ۱۹۱۳ء سے لے کر پاکستان کی آزادی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء تک آل انڈیا مسلم لیگ کے سربراہ رہے، پھر قیام پاکستان کے بعد اپنی وفات تک، وہ ملک کے پہلے گورنر جنرل رہے۔ سرکاری طور پر پاکستان میں آپ کو قائدِ اعظم یعنی سب سے عظیم رہبر اور بابائے قوم یعنی قوم کا باپ بھی کہا جاتا ہے۔(اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۱۳۰۲)

۳۔ **لیاقت علی خان** : پاکستان کے پہلے وزیر اعظم تھے۔ آپ ہندوستان کے علاقے کرنال میں پیدا ہوئے اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری لی اور ۱۹۹۲ء میں انگلینڈ بار میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۲۳ء میں ہندوستان واپس آئے اور مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں آپ مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل بنے۔ آپ قائد اعظم محمد علی جناح کے دست راست تھے۔(اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص:۱۳۸۸)

رہا ہے۔ جو سال اس کے بغیر گزرے وہ اس کے ہیبت ناک سائے میں لہراتے رہے ہیں۔ مارشل لاء چونکہ ایک غیر قانونی حکومت کو جنم دیتا ہے۔ پاکستان جو کہ مسلمانوں کے امن و سکون سے زندگی گزارنے کے لئے ہندوستان سے الگ کیا گیا تھا شروع سے ہی تشدد کا نشانہ بنا رہا۔ بعد میں بہت سے بین الاقوامی و ملکی عناصر اور ہمسایہ ممالک میں حیرت انگیز سیاسی اتار و چڑھاؤ کہ نتیجہ میں پاکستان ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۰ء تک کی دہائیوں میں دہشت گردی کا نشانہ بنا رہا۔ دہشت گردی اور تشدد ہمارا تیسرا بڑا مسئلہ جنرل ضیاء الحق[۱] کے دور میں شروع ہوا اور پھر پر تشدد واقعات کا مکمل آغاز ۹/۱۱ کے واقعے کے بعد ہوا اس واقعے نے تشدد کی ایک نئی شکل متعارف کروائی جو کہ اب ہمارا لائف سٹائل بن چکی ہے۔[۲]

پر تشدد واقعات اور عبادت گاہیں:

تمہید:

دنیا کہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کے دلوں میں ان کی عبادت گاہوں کی جو قدر و منزلت ہوتی ہے وہ اور کسی جگہ کی نہیں ہوتی، خواہ عیسائیوں کے کلیسائیں ہوں، ہندوؤں کے مندر ہوں ہر کسی کے نزدیک ان کا احترام سب سے اوپر ہوا کرتا ہے۔ اسلام نے بھی عبادت گاہوں کو بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ اسلام میں اللہ کے گھر کو مسجد کہتے ہیں۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے وہ کسی بھی بات پر جبر و تشدد کا قائل نہیں۔ ہمارے نبی ﷺ نے جہاں مسجد کے احترام کا حکم دیا تھا وہاں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کے احترام کا حکم بھی دیا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمان جو بھی علاقے فتح کرتے تھے ان کو تاکید کی جاتی تھی کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ مسجد جو کہ خاص اللہ کا گھر ہے وہاں اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کے آداب ہیں۔ یہاں تک کہ مسجد میں داخل کیسے ہونا ہے کون سی دعا پڑھنی ہے کون سا قدم پہلے رکھنا ہے سب آداب ہیں اور یہاں تک کہ مسجد میں فضول بات کرنا بھی گناہ ہے۔ پھر کیسے کوئی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کر سکتا ہے؟ کیسے مسجد کی بے حرمتی کر کے اس میں قتل و غارت کر سکتے ہیں؟ یہ سب نہ تو اسلام کی نہ ہی کسی مذہب کی تعلیمات ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام ماضی کے ایسے لاکھوں پر تشدد واقعات سے

۱۔ **جنرل ضیاء الحق:** (۱۲ اگست ۱۹۲۴ء تا ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء) پاکستان کی فوج کے سابق سربراہ اور چھٹے صدر پاکستان تھے۔ جنہوں نے ۱۹۷۷ء میں اس وقت کے پاکستانی وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ کر مارشل لاء لگایا اور بعد ازاں صدارت کا عہدہ سنبھالا۔ وہ تادم وفات، سپاہ سالار اور صدارت، دونوں عہدوں پر فائز رہے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص ۸۱۹)

۲۔ تشدد، آغا امیر حسین، کلاسک چوک ریگل مال روڈ لاہور، س۔ن، ص: ۸۷/۸۸/۱۵۵

بھرا پڑا ہے۔ اس کے علاوہ جب پاکستان ۱۹۴۷ کو معرض وجود میں آیا تو دشمنوں نے مسلمانوں کی مساجدوں، دینی درسگاہوں اور اولیاء کے مزارات سب کو شہید کر دیا۔ مسلمانوں کے علاقوں پر حملے کئے گئے۔ قرآن پاک جلائے گئے۔ اور سب سے بڑا تشدد بابری مسجد[1] کو شہید کر دیا گیا۔ ایک مسجد نہیں بہت سی مسجدوں کے ساتھ ایسا کیا گیا بہت سی پر توڑرون پھینک کر تباہ کر دی گئی۔ تشدد کی یہ رسم آج تک چلی آرہی ہے اسلامی ملک میں رہتے ہوئے اسلام کے ماننے والوں کے نام پر ہی مسجدوں میں گھس کر مسجدوں کی بے حرمتی کرتے ہیں۔

یہاں تک کہ نماز کی حالت میں خودکش دھماکے کئے جاتے ہیں۔ غیر مسلموں کے تہواروں کے دن ان پر حملے کر کے ان کی عبادت گاہوں کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ پاکستان ایسے پر تشدد واقعات سے بھرا پڑا ہے جہاں عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ پاکستان کا کوئی بھی صوبہ ایسا نہیں جو اس کی زد سے محفوظ ہو۔ صوبہ بلوچستان کو پاکستان کا امن پسند صوبہ سمجھا جاتا تھا وہ بھی دہشت گردی سے اب محفوظ نہیں۔ مذہبی اقلیتیں جو کہ کمزور سمجھی جاتی ہیں۔ معاشرتی دباؤ اقلیتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔

آزادی کے وقت کوئٹہ میں ۲۵ مندر تھے اور اب ان میں سے کچھ باقی رہ گئے ہیں۔ کچھ دہشت گرد کاروائیاں اقلیتوں میں تصادم کی وجہ سے ہوئی اور کچھ فرقہ واریت کی وجہ سے۔ ۲۰۱۵ء کی رپورٹ کے مطابق فرقہ واریت اور شیعہ سنیوں کے تصادم نے اب نئی صورت اختیار کر لی ہے جس میں ایک دوسرے کے رہنماؤں کا قتل اور بم دھماکوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس فرقہ وارانہ تشدد کی وجہ سے لوگ اپنے مسلک کی مسجد کے علاوہ دوسرے کی مسجد میں جانا گناہ سمجھتے ہیں۔ ۲۰۱۵ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان زیادہ تر فرقہ وارانہ حملوں کا شکار رہا ہے۔ جس میں ۳۸۰۰ سے زائد افراد مارے جا چکے ہیں جس میں اکثریت شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد کی ہے۔ حالیہ تحقیق کے مطابق دہشت گردی کی کاروئیاں ۲۰۰۲ء سے شروع ہوئی تھیں۔ جو کہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک آگئی کہ ۲۰۰۹ء میں ایک سال میں دہشت گردی کے ۱۷ واقعات سامنے آئے۔ ۲۰۱۰ء میں ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا اور بڑھتے بڑھتے ۲۲ تک ہو گئی۔ ۲۰۱۱ء میں یہ تعداد پھر ۱۵ ہو گئی۔[2] ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک پاکستان میں جتنے بھی پر تشدد واقعات ہوئے ان کی اعداد و شمار کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ **بابری مسجد**: مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر کے نام سے منسوب ہے، بھارت اترپردیش میں ایک بہت بڑی مسجد تھی جس کو ۱۹۹۲ء میں انتہا پسند ہندوؤں نے مسمار کر دیا تھا۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص ۸۱۹)

۲۔ پنجابی طالبان، مجاہد حسین، نگارشات مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۵۴

۲۰۰۱ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۸اکتوبر	بہاولپور	ایک پروٹسٹنٹ چرچ پر حملہ ہوا۔[1]	۱۸	۹
			کل	۱۸	۹

۲۰۰۲ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۶فروری	راولپنڈی	شاہ نجف مسجد میں شیعہ نمازیوں پر نماز کے دوران فائرنگ کی گئی۔[2]	۱۱	۰
۲	۱۷مارچ	اسلام آباد	ایک پروٹسٹنٹ چرچ پر حملہ ہوا۔[3]	۵	۴۰
۳	۱۷نومبر	کراچی	چار نامعلوم افراد نے مسجد میں گھس کر افغانی طالبان کو قتل کر دیا۔[4]	۱	۰
۴	۲۵دسمبر	سیالکوٹ (ڈسکا)	پریباٹیرین چرچ پر گرینیڈ پھینک کر دھماکا کیا گیا۔[5]	۳	۱۲
			کل	۲۰	۵۲

۱۔ نوائے وقت، ۲۹اکتوبر ۲۰۰۱ء۔

۲۔ نوائے وقت، ۲۷فروری ۲۰۰۲ء۔

۳۔ روزنامہ جنگ، ۱۸مارچ ۲۰۰۲ء۔

۴۔ نوائے وقت، ق۸نومبر ۲۰۰۱ء۔

۵۔ نوائے وقت، ۲۹اکتوبر ۲۰۰۱ء۔

۲۰۰۳ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۳۱جنوری	فیصل آباد	نامعلوم افراد نے مسجد کے اندر گھس کر مسجد کے امام اور نمازیوں کو آگ لگادی۔[۱]	۲	۲
۲	۲۲فروری	کراچی	کراچی کے علاقے رفاعہ عامہ کی مسجد میں فائرنگ ہوئی۔[۲]	۹	۷
۳	۴جولائی	کوئٹہ	شیعوں کی مسجد پر حملہ ہوا۔[۳]	۴۷	۱۵۰
			کل	۵۸	۱۶۳

۲۰۰۴ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۸فروری	راولپنڈی	سیٹلائیٹ ٹاؤن کی امام بارگاہ میں خودکش دھماکہ ہوا۔[۴]	۱	۳
۲	۲مارچ	کوئٹہ	لیاقت بازار میں شیعہ اور دیوبند فرقے میں لڑائی ہوئی۔[۵]	۴۲	۱۰۰
۳	۷مئی	کراچی	سندھ مدرسۃ الاسلام شیعوں کی مسجد میں دھماکہ ہوا۔[۶]	۱۵	۱۶

۱۔روزنامہ جنگ،۱فروری۲۰۰۳ء۔

۲۔روزنامہ جنگ،۲۳فروری۲۰۰۳ء۔

۳۔نوائے وقت،۵جولائی۲۰۰۳ء۔

۴۔پنجابی طالبان،ص:۲۵۴

۵۔نوائے وقت،۳مارچ۲۰۰۴ء۔

۶۔نوائے وقت،۸مئی۲۰۰۴ء۔

۴	۳۱مئی	کراچی	عصر کی نماز کے وقت امام بار گاہ علی رضا مسجد میں دھماکا ہوا۔[۱]	۱۶	۳۵
۵	۱۸اگست	کراچی	جامع مدرسۃ بنوریۃ میں دو بم دھماکے ہوئے۔[۲]	۸	۴۰
۶	۱اکتوبر	سیالکوٹ	جمعہ کی نماز کے دوران شیعہ مسجد میں دھماکہ ہوا۔[۳]	۲۵	درجنوں زخمی
۷	۱۰اکتوبر	لاہور	لاہور کے علاقے موچی گیٹ کی امام بار گاہ میں خودکش دھماکہ ہوا۔[۴]	۴	۸
			کل	۱۱۱	۲۰۲

۲۰۰۵ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۹مارچ	بلوچستان	فتح پور کے گاؤں جھل مگزی میں پیر سید رکھیل شاہ کی درگاہ میں جہاں شیعہ اور سنی فرقے کے لوگ موجود تھے خودکش دھماکا ہوا۔[۵]	۳۵	–
۲	۲۷مئی	اسلام آباد	بری امام مزار پر سالانہ عرس میں خودکش بم دھماکا ہوا۔[۶]	۲۰	۸۲

۱۔ روزنامہ جنگ، ۱جون ۲۰۰۴ء۔

۲۔ نوائے وقت، ۱۹اگست ۲۰۰۴ء۔

۳۔ نوائے وقت، ۱۲اکتوبر ۲۰۰۴ء۔

۴۔ پنجابی طالبان، ص:۲۵۴

۵۔ روزنامہ جنگ، ۲۰مارچ ۲۰۰۵ء۔

۶۔ پنجابی طالبان، ص:۲۵۴

۳	۳۰مئی	کراچی	گلشن آباد میں موجود شیعوں کی مسجد میں دھماکا ہوا۔[۱]	۶	۱۹
۴	۳۱مئی	کراچی	شیعوں کی مسجد پر حملہ ہوا اور آخر میں ایک کارکن نے پاس موجود دوکان کو آگ لگا دی۔[۲]	۱۱	۲۰
۵	۲۱جولائی	فاٹا	خرم ایجنسی کے گاؤں خپیانگا کی مسجد میں تبلیغی جماعت والوں پر گرینیڈ پھینک کر حملہ کیا گیا۔[۳]	۲	۴
۶	۷اکتوبر	منڈی بہاؤدین	نماز کے دوران احمدیوں کی مسجد پر حملہ ہوا۔[۴]	۸	۰
			کل	۸۲	۱۲۵

۲۰۰۶ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۶اکتوبر	اورکزئی	سید عامر انور شاہ کی درگاہ پر سنی اور شیعوں کے درمیان جھڑپ ہوئی۔[۵]	۱۷	۰
			کل	۱۷	۰

۱۔ پنجابی طالبان، ص:۲۵۴

۲۔ روزنامہ جنگ، ۳۱مئی ۲۰۰۵ء۔

۳۔ نوائے وقت، ۱جون ۲۰۰۵ء۔

۴۔ روزنامہ جنگ، ۱۸اکتوبر ۲۰۰۵ء۔

۵۔ دن نیوز، ۱۸اکتوبر ۲۰۰۶ء۔

۲۰۰۷ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۷ جنوری	پشاور	شام ۹:۲۰ قصہ خوانی بازار میں شیعہ کی مسجد میں عاشورہ کی شام غریباں کے وقت دھماکہ ہوا۔ جس میں پولیس کا چیف بھی مارا گیا۔ اس وقت مسجد میں قریب ۲۰۰۰ کے قریب لوگ موجود تھے۔[۱]	۲۰	٦۰
۲	٦ اپریل	فاٹا	فاٹا کی خرم ایجنسی کی امام بار گاہ میں شیعوں پر حملہ ہوا۔[۲]	۳	۱۳
۳	۲۲ مئی	فاٹا	شاہ کوٹ کے علاقے میں باڑے کی مسجد میں لشکر اسلام والوں پر بم کے گولے پھینک کر حملہ کیا گیا۔[۳]	۲	۳
۴	۱۹ جولائی	خیبر پختونخواہ	کوہاٹ کی پٹھان لائن سینٹر کی مسجد میں عشاء کی نماز کے وقت خود کش دھماکا ہوا۔[۴]	۱٦	۰
۵	۱۸ دسمبر	پشاور	عبد لشکور ملنگ بابا کی در گاہ پر حملہ ہوا۔[۵]	۴	۱

۱۔ روزنامہ جنگ، ۲۸ جنوری ۲۰۰۷ء۔

۲۔ نوائے وقت، ۷ اپریل ۲۰۰۷ء۔

۳۔ دن نیوز، ۲۳ مئی ۲۰۰۷ء۔

۴۔ روزنامہ جنگ، ۲۰ جولائی ۲۰۰۷ء۔

۵۔ روزنامہ جنگ، ۱۹ دسمبر ۲۰۰۷ء۔

۶	۲۱ دسمبر	پشاور	پشاور سے بیس کلو میٹر دور چار سدہ میں مرکزی جامع مسجد شیر پاؤ میں عید الضحیٰ کی نماز کے دوران خود کش دھماکا ہوا۔[۱]	۵۱	۸۰
			کل	۹۶	۱۵۷

۲۰۰۸ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۷ جنوری	پشاور	امام بارگاہ میں خود کش دھماکا ہوا۔[۲]	۱۳	۲۵
۲	۱۶ جون	ڈیرہ اسماعیل خان	شیعوں کی مسجد کے اندر دھماکا ہوا۔[۳]	۴	۲
۳	۱۰ ستمبر	فاٹا	مسکنائی کے علاقے میں لوئر دیر کی مسجد کے اند گرینیڈ سے حملہ کیا گیا۔[۴]	۲۵	۵۰
۴	۲۵ ستمبر	فاٹا	خیبر ایجنسی کی جامع عزیزا مسجد میں حملہ ہوا۔[۵]	۱	۰

۱۔Dawn News ,Feburary 17,2017

۲۔نوائے وقت، ۱۸ جنوری ۲۰۰۸ء۔

۳۔Dawn News ,Feburary 17,2017

۴۔روزنامہ جنگ، ۱۱ ستمبر ۲۰۰۸ء۔

۵۔روزنامہ جنگ، ۲۶ ستمبر ۲۰۰۸ء۔

۵	۱۷ اکتوبر	کراچی	بلدیہ ٹاؤن کی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد فائرنگ ہوئی۔	۴	–
۶	۲۰ نومبر	فاٹا	باجوڑ ایجنسی کے گاؤں باداں کی مسجد میں خودکش دھماکا ہوا۔[۱]	۱۰	–
۷	۲۲ نومبر	خیبر پختونخواہ	تحصیل ہنگو کی مسجد میں دھماکا ہوا۔	۵	۷
۸	۵ دسمبر	پشاور	قصہ خوانی بازار کی امام بارگاہ کے باہر گاڑی میں دھماکا ہوا۔[۲]	۳۴	۱۵۰
۹	۹ دسمبر	پشاور	حضرت پیر بابا کی درگاہ پر حملہ ہوا۔	۱	–
۱۰	۹ دسمبر	خیبر پختونخواہ	ناڑی اوبا کے علاقے میں موجود عید گاہ میں دھماکا ہوا۔[۳]	۲	۴
			کل	۹۹	۲۳۸

۲۰۰۹ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۳ فروری	خیبر پختونخواہ	ڈیرہ اسماعیل خان میں محلہ جوگن وال کی سنی مسجد میں گرینیڈ سے حملہ ہوا۔[۴]	۱	۱۸

۱۔Dawn News ,Feburary 17,2017

۲۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

۳۔Dawn News ,Feburary 17,2017

۴۔روزنامہ جنگ، ۴ فروری ۲۰۰۹ء۔

۲	۵فروری	ڈیرہ غازی خان	خودکش حملہ آور نے ڈیرہ غازی خان کی امام بارگاہ مسجد الحسنیہ میں گھس کر خود کو دھماکہ سے اڑالیا۔[۱]	۳۳	۴۸
۳	۵مارچ	پشاور	ہزارخوانی کے علاقے میں رحمان بابا کی درگاہ پر حملہ ہوا۔	–	–
۴	۷مارچ	نوشہرہ	بہادر بابا کے مزار پر حملہ ہوا۔	۱	–
۵	۲۲مارچ	خیبر پختونخواہ	ٹینک سٹی کے نزدیک امام بارگاہ کو تباہ کیا گیا۔[۲]	–	–
۶	۲۷مارچ	فاٹا	خیبر ایجنسی میں طورخام ہائی وے کی مسجد میں دھماکا ہوا۔[۳]	۸۴	۱۰۰
۷	۵اپریل	چکوال	امام بارگاہ میں خودکش دھماکا ہوا۔[۴]	۲۵	۱۴۰
۸	۶مئی	خیبر پختونخواہ	ڈیرہ اسماعیل خان کی مسجد میں موٹر سائیکل سوار نے گرینیڈ سے حملہ کیا۔[۵]	۰	۱۴
۹	۸مئی	پشاور	شیخ عمر بابا کے مزار پر حملہ ہوا۔[۶]	–	–

۱۔Dawn News ,Feburary 17,2017,terrorist incidents in pakistan

۲۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,12/16/17.

۳۔Dawn News ,Feburary 17,2017,terrorist incidents in pakistan

۴۔روزنامہ جنگ، ۶ اپریل ۲۰۰۹ء۔

۵۔نوائے وقت، ۷ مئی ۲۰۰۹ء۔

۶۔نوائے وقت، ۹ مئی ۲۰۰۹ء۔

١٠	۵جون	خیبر پختونخواہ	تحصیل اپر دیر کی مسجد میں دھماکا ہوا۔	۵٠	٣
١١	١٢جون	خیبر پختونخواہ	نوشہرہ کی مسجد میں نماز جمعہ کے وقت پارکنگ میں کھڑی گاڑی میں دھماکا ہوا۔[1]	٦	١٠۵
١٢	١٩جون	فاٹا	شمالی وزیرستان ایجنسی کے گاؤں لٹاکا میں نماز جنازہ کے وقت ڈرون حملہ کیا گیا۔	٨٠	-
١٢	٢٣اگست	فاٹا	باجوڑ ایجنسی میں میمنزی کے علاقے کی مسجد میں نماز تراویح کے وقت فائرنگ ہوئی۔	١	٢
١٣	١٨ستمبر	ہنگلو	تحصیل ہنگلو کے علاقے کی ونج مسجد میں دھماکا ہوا۔[2]	١	٣
١۴	۴دسمبر	راولپنڈی	پریڈ لین کی مسجد میں نماز جمعہ کے وقت حملہ ہوا۔	۴٠	٨٠
١۵	١٨دسمبر	خیبر پختونخواہ	تحصیل لوئر دیر میں پولیس لائنز کی مسجد میں دھماکا ہوا۔	١٣	٣٢
١٦	٢۴دسمبر	راولپنڈی	کرڑی روڈ کی امام بارگاہ میں حملہ ہوا۔[3]	٢	٢
١٧	٢٧دسمبر	مظفر آباد	محرم کے جلوس کے وقت امام بارگاہ میں دھماکا ہوا۔ جس میں بہت سے پولیس والے بھی مارے گئے۔[4]	١٦	١٠٠
			کل	٣۵٣	٦۴٧

١۔Dawn News ,Feburary 17,2017,terrorist incidents in pakistan

٢۔ایکسپریس نیوز،١٩ستمبر ٢٠٠٩ء۔

٣۔روزنامہ جنگ،۔٢۵دسمبر ٢٠٠٩ء۔

۴۔Pakistan Security Report 2009 ,M.Amir Rana, Pakistan institute of peace and studies , January 2011,p:66

۲۰۱۰ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۸ جنوری	پشاور	خیبر ایجنسی تراح کی وادی میں باغ مرکز مسجد میں حملہ ہوا۔	۸	۱۰
۲	۱۸فروری	پشاور	خیبر ایجنسی میں تراح کی وادی میں آرمی کی مسجد لشکر اسلام میں دھماکا ہوا۔	۳۰	۱۰۰
۳	۲۲اپریل	پشاور	لنڈی کوتل کی تحصیل میں سینٹ موسولیم میں حملہ ہوا۔[۱]	۱	۶
۴	۲۸ مئی	لاہور	ماڈل ٹاؤن میں گرہی شاہو کے علاقے میں احمدیوں کی مسجد میں دو دھماکے ہوئے۔[۲]	۱۰۰	۱۵۰
۵	۱۷جون	اسلام آباد	گولڑہ شریف مزار میں فائرنگ ہوئی جس میں پولیس والے مارے گئے۔[۳]	۳	۳
۶	۲۱جون	پشاور	میاں عمر بابا کی درگاہ پر حملہ ہوا۔	-	-
۷	۱جولائی	لاہور	داتا گنج بخش کی درگاہ میں دھماکہ ہوا۔[۴]	۴۵	۱۷۵

۱۔ Pakistan Security Report 2010 ,p:66

۲۔ایکسپریس نیوز،۲۹ مئی ۲۰۱۰ء۔

۳۔ایسپریس نیوز،۱۸جون ۲۰۱۰ء۔

۴۔Pakistan Security Report 2010 ,p:66

۸	۳جولائی	لاہور	دری بری دربار میں عرس کے وقت دو دھماکے ہوئے۔[۱]	–	۵
۹	۴جولائی	فاٹا	باجوڑ ایجنسی کی مسجد پر حملہ ہوا۔	–	–
۱۰	۱۵جولائی	خیبر پختونخواہ	خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل کی ایک درگاہ پر حملہ ہوا۔[۲]	–	–
۱۱	۱۸جولائی	سرگودہ	شربت چوک کے علاقے میں دارالعلوم محمدیہ امام بارگاہ میں دھماکا ہوا۔[۳]	۱	۲۰
۱۲	۱۹اگست	لاہور	گرین ٹاؤن کے علاقے کی درگاہ پر حملہ ہوا۔[۴]	–	۲
۱۳	۲۳اگست	وزیرستان	وانا کی ایک مسجد میں دھماکا ہوا۔[۵]	۳۰	۱۲
۱۴	۳ستمبر	مردان	مسلم آباد کے علاقے میں احمدیوں کی مسجد میں خودکش دھماکا ہوا۔[۶]	۱	۶
۱۵	۲۵ستمبر	بہاولپور	بہاولپور کی مسجد میں حملہ ہوا۔[۷]	۲	۷
۱۶	۱۵اکتوبر	خانوال	میاں چنوں کے علاقے کی مسجد میں حملہ ہوا۔[۸]	۱	۲

۱۔روزنامہ جنگ،۱۸جون۲۰۱۰ء۔

۲۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

۳۔ Pakistan Security Report 2010 ,p:66

۱۷	۷ اکتوبر	کراچی	حضرت عبداللہ شاہ غازی شاہد کی درگاہ میں شام کی نماز کے بعد دو خود کش دھماکے ہوئے۔[۱]	۹	۷۵
۱۸	۲۲ اکتوبر	پشاور	پشتخارہ کے علاقے کی مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد دھماکا ہوا۔	۵	۳۰
۱۹	۲۵ اکتوبر	پاکپتن	بابا فرید دین گنج شکر کی درگاہ پر دو موٹر سائیکل سوار نے دھماکا کیا۔[۲]	۷	۲۵
۲۰	۵ نومبر	پشاور	آخروال کے گاؤں میں جمعہ کی نماز کے دوران دھماکا ہوا۔[۳]	۷۲	۱۰۰
۲۱	۶ نومبر	سوات	منگورہ کی تحصیل کی ایک مسجد میں حملہ ہوا۔	۲	۱
۲۲	۱۲ دسمبر	خرم ایجنسی	شلوزہ کی امام بارگاہ میں حملہ ہوا۔	۳	۷
۲۳	۱۴ دسمبر	پشاور	بڈھ بھیر کے علاقے میں غازی بابا کی درگاہ پر حملہ ہوا۔	-	-
۲۴	۱۸ دسمبر	ہنگو	عاشورہ کے جلوس میں خود کش دھماکہ ہوا۔[۴]	۹	۱۳
			کل	۳۲۹	۷۴۹

۱۔ نوائے وقت، ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۰ء۔

۲۔ Pakistan Security Report 2010 ,p:66

۳۔ نوائے وقت، ۶ نومبر ۲۰۱۰ء۔

۴۔ Pakistan Security Report 2010 ,p:66

۵۔ جنگ، ۱۹ جنوری ۲۰۱۱ء۔

۲۰۱۱ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۸جنوری	گلگت	تحصیل دیامیر کے چیلاس ٹاؤن میں صبح فجر کے بعد دھماکا ہوا جس میں صرف مسجد کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ [۱]	۰	۰
۲	۴مارچ	خیبر پختونخواہ	نوشہرہ کے نزدیک اکبرپورہ میں اخوند پنجو بابا کی درگاہ کی مسجد میں دھماکا ہوا۔ [۲]	۱۰	۴۰
۳	۱۱مارچ	پشاور	جمعہ کہ نماز کے وقت مسجد میں دھماکا ہوا۔ خوش قسمتی سے کسی بھی فرد کو نقصان نہیں پہنچا۔	۰	۰
۴	۲۳مارچ	کراچی	کالاپل کے نزدیک مسجد میں حملہ میں راکٹ سے حملہ ہوا۔ جس سے صرف مسجد کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ [۳]	۰	۰
۵	۳اپریل	ڈیرہ غازی خان	ساکھی سرور کی درگاہ میں دوخودکش دھماکہ ہوئے۔ [۴]	۵۰	-

---

۱۔ دن نیوز، ۵مارچ ۲۰۱۱ء۔

۲۔http://www.foxnews.com/world/2013/07/11/police-bomb-explodes-near-minority -shite-mosque-in-northwest-pakistan-killing/10:51PM,9/6/17

۳۔ ایکسپریس نیوز، ۲۴مارچ ۲۰۱۱ء۔

۴۔ ایکسپریس نیوز، ۴اپریل ۲۰۱۱ء۔

۶	۱۹اگست	خیبر ایجنسی	جمرود کے علاقے کی مندو خیل مسجد میں عین جمعہ کی نماز کے وقت ایک ۱۵سالہ لڑکا مسجد میں داخل ہوا اور خود کش دھماکا کر دیا۔[1]	۵۱	۱۰۵
۷	۳۱اگست	کوئٹہ	عید الفطر کی نماز کے دوران عید گاہ کی پارکنگ میں ایک گاڑی میں دھماکا ہوا۔[2]	۱۱	۲۱
۸	۱۴اکتوبر	خیبر پختونخواہ	تحصیل لوئر دیر کے گاؤں خیر کائی کی مسجد میں افغانستان کی طرف سے جمعہ کی نماز کے وقت مورٹر شیلز سے حملہ کیا گیا۔	۲	۶
۹	۱۵ستمبر	خیبر پختونخواہ	جندول کی تحصیل میں نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے دھماکا ہوا۔[3]	۳۵	۷۱
			کل	۱۵۹	۲۴۳

۱۔CMC'S Study Report On Sucide Attacks In Pakistan, Abdullah Khan,Conflict MonitoringCenter,2011,p:8

۲۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

۳۔نوائے وقت،۱۶ستمبر ۲۰۱۱ء۔

۲۰۱۲ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۷فروری	فاٹا	خرم ایجنسی کے علاقے پاراچینار میں کُرمی بازار کی مسجد کے باہر دھماکا ہوا۔	۲۷	۳۶
۲	۲مارچ	فاٹا	خیبر ایجنسی کی تراح وادی میں جمعہ کی نماز کے وقت دھماکا ہوا۔	۲۴	۲۰
۳	۲۱جون	بلوچستان	بلوچستان کے دارلخلافہ کوئٹہ کے علاقے گوشہ آباد کی فاروقیہ مسجد میں دھماکا ہوا۔ (۱)	۲	۰
۴	۱۳اگست	فاٹا	باجوڑ ایجنسی میں ساڑھووانوبارڈر کی مسجد کے اند تبلیغی جماعت والوں پر حملہ ہوا۔ (۲)	۱	۱
۵	۱۸اگست	کراچی	نامعلوم افراد نے گلبرگ ٹاؤن کی تقوی مسجد کے اند گھس کر فائرنگ کی۔	۲	۰
۶	۹نومبر	بلوچستان	تحصیل ڈیرا بگتی کی مسجد کے باہر ریموٹکنٹرول دھماکا ہوا۔ (۳)	۰	۱۲
۷	۱۸نومبر	کراچی	عباس ٹاؤن کی مصطفیٰ امام بارگاہ کے باہر موٹر سائیکل میں دھماکا ہوا۔	۳	۱۲
۸	۲۱نومبر	کراچی	اورنگی ٹاؤن کی حیدر کرار امام بارگاہ میں دو دھماکے ہوئے۔ (۴)	۳	۱۱

۱۔Dawn News ,Feburary 17,2017

۲۔ایکسپریس نیوز،۱۴اگست ۲۰۱۲ء۔

۳۔Dawn News ,Feburary 17,2017

۴۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

۹	۲۵نومبر	سندھ	تحصیل خیر پور کی امام بار گاہ میں حملہ ہوا۔	۱	۱
۱۰	۳۰نومبر	سندھ	گرین ٹاؤن کی امام بار گاہ میں حملہ ہوا۔	۱	۱
۱۱	۵دسمبر	کراچی	نیو کراچی میں بلال کالونی کی مسجد میں حملہ ہوا۔[۱]	۱	۰
			کل	۶۳	۹۴

۲۰۱۳ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۳مارچ	کراچی	عباس ٹاؤن کی امام بار گاہ میں مغربین کی نماز کے وقت دھماکا ہوا۔[۲]	۴۴۸	۷۰
۲	۲۱جون	پشاور	گلشن کالونی کی امام بار گاہ میں خود کش دھماکا ہوا۔[۳]	۱۶	۲۵
۳	۳۰جون	بلوچستان	ہزارہ ٹاؤن کی علی آباد امام بار گاہ میں خود کش دھماکا ہوا۔[۴]	۲۹	۶۰
۴	۱۱جولائی	پشاور	شیعہ فرقے کی مسجد کے نزدیک دھماکا ہوا۔[۵]	۲	۶
۵	۲۶جولائی	پشاور	شیعوں کی مسجد میں خود کش دھماکا ہوا۔[۶]	۵۲	۱۰۰

۱۔ روزنامہ جنگ، ۴مارچ ۲۰۱۳ء۔

۲۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

۳۔Dawn News ,Feburary 17,2017

۴۔ روزنامہ جنگ، ۳۱جون ۲۰۱۳ء۔

۵۔ نوائے وقت، ۱۲جولائی ۲۰۱۳ء۔

۶۔ ایکسپریس نیوز، ۲۷جولائی ۲۰۱۳ء۔

۶	۱۹ستمبر	کراچی	لانڈھی ٹاؤن کی مجید کالونی میں امام بارگاہ پر گرینیڈ سے حملہ کیا گیا۔[۱]	۳	۱۲
۷	۲۱ستمبر	سیالکوٹ	احمدیوں کی عبادت گاہ پر حملہ کیا گیا۔[۲]	۰	۰
۹	۹نومبر	گجرانوالہ	شاہ رخ کالونی کی قصر زینب امام بارگاہ میں فجر کی نماز کے وقت حملہ ہوا۔[۳]	۳	۰
۱۰	۱۴نومبر	کراچی	امام بارگاہ پر دھماکہ کیا گیا جس میں پولیس کے بھی کارکن شامل تھے۔[۴]	۰	۱۲
۱۱	۲۵نومبر	پشاور	چرچ کے باہر گارڈ پر فائرنگ کر کے اسے قتل کر دیا گیا۔[۵]	۱	۰
۱۲	۱۷دسمبر	راولپنڈی	ائیرپورٹ کے نزدیک گریسی لائن کی امام بارگاہ کے باہر خودکش دھماکا ہوا۔	۵	۱۳
۱۳	۱۹دسمبر	راولپنڈی	شیعوں کی مسجد کے باہر ایک خودکش بم دھماکہ ہوا۔[۶]	۳	۱۴

۱۔CMC'S Study Report On Sucide Attacks In Pakistan, p:8

۲۔http://tribune.com.pk/story/607912/Ahmadi-persecution-police-bow-to-clerics-to-tear-down-minerats,2:15PM,3/6/17

۳۔ نوائے وقت، ۱۰نومبر ۲۰۱۳۔

۳۔ دن نیوز، ۱۴نومبر ۲۰۱۳ء۔

۴۔http://tribune.com.pk/story/606634/Karachi_blast_leaves_several_injured/#UjtHsedutk.email,2:54PM,2/7/17

۵۔http://mobile.reuters.com/articles/idUSBRE96pONE20130726?irPC=932,10:53PM,9/7/17

۶۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱۴	۲۴دسمبر	کراچی	اورنگی ٹاؤن کی قصبہ کالونی میں اذاخانہ کوثر امام بارگاہ میں دھماکا ہوا۔	۴	۱۳
۱۵	۳۰دسمبر	راولپنڈی	ڈھوک سیداں کی ایک امام بارگاہ پر حفاظت کرنے والی پولیس پر موٹر سائیکل پر سوار دو آدمیوں نے فائرنگ کی۔[۱]	۲	۲
			کل	۵۶۴	۳۲۷

۲۰۱۴ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲جنوری	خیرپور	مسجد کے باہر ایک شیعہ کارکن پر حملہ کیا گیا۔	۱	۰
۲	۸جنوری	راولپنڈی	ڈھوک کشمیراں راولپنڈی کی امام بارگاہ پر امام صاحب پر دو نامعلوم افراد نے حملہ کیا۔	۰	۱
۳	۱۰ جنوری	کراچی	ملیر ٹاؤن کی الفلح سوسائٹی کی جنت مسجد کی اوپر والی منزل میں خودکش دھماکا ہوا۔[۲]	۰	۳
۴	۱۶ جنوری	پشاور	پجاگی روڈ میں تبلیغی مرکز کی مسجد میں دھماکا ہوا۔	۱۰	۶۰
۵	۱۰ فروری	کراچی	موٹر سائیکل سوار نے کراچی کی ایک درگاہ پر فائرنگ کی۔[۳]	۸	۱۲

۱۔CMC'S Study Report On Sucide Attacks In Pakistan, p:8

۲۔http://mobile.reuters.com/articles/idUSBRE96pONE20130726?irPC=932,10:53PM,9/7/17

۳۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

۶	۱۰فروری	بلوچستان	مست توکلی کے مزار پر آگ لگادی گئی۔	۲	–
۷	۱۵فروری	پشاور	کوچی بازار کی امام بار گاہ میں گرینیڈ سے حملہ ہوا۔	۰	۰
۸	۲۳ فروری	کراچی	پیر آباد کے علاقے کی مسجد میں حملہ ہوا۔	۱	۲
۹	۴مئی	اوکاڑہ	پنجاب کی تحصیل اوکاڑہ کے ایک چرچ میں بہت سے آدمیوں نے آگ لگادی۔ جس سے چرچ تباہ ہوا۔ بہت سی جانیں تباہ ہو گئیں اور بہت سے لوگ بھی زخمی ہو گئے۔	–	–
۱۰	۱۰مئی	اسلام آباد	کرسچن کمیونٹی کے ایک رہائشی نے چرچ کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔[۱]	۰	۰
۱۱	۲۰جون	اسلام آباد	بانگا سرکار کی درگاہ میں دھماکہ ہوا۔	–	۴۴
۱۲	۱۲۸کتوبر	کراچی	فیڈرل بی کے علاقے کی امام بار گاہ میں گرینیڈ سے حملہ ہوا۔	۱	۸
۱۳	۱۰نومبر	راولپنڈی	صادق پولیس سٹیشن کی امام بار گاہ میں حملہ ہوا۔[۲]	۲	۲
			کل	۲۵	۱۳۲

۱۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

۲۔http://mobile.reuters.com/articles/idUSBRE96pONE20130726?irPC=932,10:53PM,9/7/17

۲۰۱۵ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۹جنوری	راولپنڈی	چٹیاں ہٹیاں کی امام بار گاہ میں دھماکا ہوا۔[1]	۸	۲۵
۲	۹جنوری	فاٹا	اورکزئی ایجنسی میں آرمی والوں کی مسجد میں عین جمعہ کی نماز کے وقت حملہ ہوا۔	۱	۵
۳	۳۰جنوری	سندھ	تحصیل شکار پور کے علاقے لاکھی ڈار کی کربلا مولا امام بار گاہ میں دھماکا ہوا۔	٦١	۵۰
۴	۱۳فروری	پشاور	حیات آباد میں فیز ۵ کی امام بار گاہ میں جمعہ کی نماز کے وقت پولیس کا لبادہ اوڑھے دہشت گردوں نے پہلے فائرنگ کی اور پھر خود کش دھماکا۔	۲۱	۵۰
۵	۱۸فروری	راولپنڈی	نیو شکریل کے علاقے میں موجود کڑی روڈ کی مسجد جو قصر سکینہ امام بار گاہ میں موجود ہے مغربین کی نماز کے وقت دھماکا ہوا۔	۵	٦
٦	۱۲۲کتوبر	بلوچستان	تحصیل بولان کی امام بار گاہ میں دھماکا ہوا۔	۱۲	۲۱
7	۳۰دسمبر	شکار پور	شکار پور کی امام بار گاہ میں عین جمعہ کی نماز کے وقت دھماکہ ہوا۔[2]	٦١	۵۰
			کل	۱۲۹	۲۰۷

۱۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

۲۔http://mobile.reuters.com/articles/idUSBRE96pONE20130726?irPC=932,10:53PM,9/7/17

۲۰۱۶ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۲ستمبر	سندھ	صوبہ سندھ کی تحصیل شکارپور میں عید کی نماز کے دوران خودکش دھماکہ ہوا۔	۱	۱۳
۲	۱۶ستمبر	فاٹا	محمد ایجنسی کی تحصیل انبار کے علاقے پیخان قلعے کی مسجد میں جمعہ کی نماز کے وقت خودکش دھماکا ہوا۔	۳۷	۴۰
۳	۱۲نومبر	بلوچستان	تحصیل خضدر میں شاہ نورانی کی درگاہ میں عرس کے موقع پر خودکش دھماکہ ہوا۔	۵۲	۱۰۲
۴	۲۵نومبر	ساہیوال	پنجاب کی تحصیل ساہیوال کی امام بارگاہ میں چوبیس سالہ بچے نے گھس کر خودکش دھماکہ کیا۔[۱]	۰	۲
			کل	۹۰	۱۵۷

خلاصہ بحث:

اسلام اور دنیا کے تمام مذاہب میں عبادت گاہ کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔عبادت گاہ جو کہ اللہ کا گھر ہے اس کو امن و سلامتی کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے پاکستان میں جہاں لوگوں کی جان کی کوئی اہمیت نہیں اس طرح عبادت گاہوں کی بھی قدر و اہمیت ختم ہوگئی ہے۔پاکستان میں ۲۰۰۰ء سے لے کر ۲۰۱۶ء تک عبادت گاہوں۔امام بارگاہوں اور مزارات سمیت ۱۳۸ حملے پیش آئے۔ جس سے تقریباً ۲۳۶۸ سے زائد لوگ مارے گئے اور ۳۵۲۰ سے زائد لوگ زخمی ہوئے۔ سب سے زیادہ پر تشدد واقعات امام بارگاہوں میں پیش آئے ان میں کچھ خودکش حملے تھے تو کچھ فائرنگ کی گئی اور کچھ فرقہ واریت کا نتیجہ تھی ۔ امام بارگاہوں میں ۴۵ واقعات پیش آئے۔ مساجد میں ۵۹ اور مزارات میں ۲۷، جبکہ مدارس میں ۲ احمدیوں کی مسجد میں ۱ اور چرچ میں ۷ واقعات پیش

۱۔www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm,1:24PM,10/6/17

آئے۔ ان واقعات سے پتا لگتا ہے کہ پاکستان میں انتہا پسندی اور فرقہ پرستی کا عمل دخل ہے۔ پاکستانی متحد ہونے کی بجائے ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں جس کا مخالف ممالک اور بین الاقوامی ایجنسیاں فائدہ اٹھاتی ہیں۔ کل مقتولین اور کل زخمیوں کے بنیاد پر جو معلوم ہو سکیں ہیں اس سے پتا لگتا ہے کہ پر تشدد واقعات کس قدر انسانی جان کا ضیاع ہیں۔

فصل دوم

پر تشدد واقعات اور تعلیمی ادارے

فصل دوم: پر تشدد واقعات اور تعلیمی ادارے

انسانیت ایک عرصے سے مختلف قسم کے حادثات کا شکار ہو رہی ہے، پھر چاہے وہ حادثات انسانی ہوں یا قدرتی۔ تمام انسانی آفات انسان کے اپنے عمل سے وجود میں آتی ہیں پھر چاہے وہ خفیا ہوں یا ظاہری۔ ان سب میں ایک بات مشترکہ ہے کہ اس کا اثر انسانی جان اور مال پر بہت گہرا پڑتا ہے۔ خاص کر عورتوں اور بچوں پر بہت گہرا اثر چھوڑ جاتی ہے۔ اس اثر کو ختم کرنے اور انسانی زندگی کی تعمیر کے لئے بہت بڑی صلاحیت درکار ہوتی ہے۔ جسے دوبارہ اپنی زندگی کو معمول کے مطابق لانے کے قابل بنایا جائے تعلیمی ادارے جہاں قوم کے نولہالاں کو تعلیم دی جارہی ہوتی ہے اور تربیتی مرحلے سے گزر رہے ہوتے ہیں ایسی جگہوں پر دہشت گردی بدترین قسم کی دہشت گردی سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے بچوں کو ذہنی طور پر مفلوج کیا جاتا ہے اور تعلیمی سرگرمیاں تعطل کا شکار ہوتی ہیں جسے دوبارہ بحال کرنا اور بچوں کے ذہنوں سے خوف وہراس دور کرنا اور تعلیم کے لئے ساز گار بنانا ایک مشکل کام ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق پاکستان میں سن ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۴ء تک تقریباً چار ہزار بہتر (۴۷۲) حملے ہوئے ہیں۔ جن میں سے تقریباً ۱۸ سے زائد حملے تعلیمی اداروں پر ہوئے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں مدرسے، سکول، کالج اور یونیورسٹیاں شامل ہیں۔ تحقیق کے مطابق سب سے زیادہ تشدد تعلیمی اداروں میں خیبر پختونخواہ میں ہوئے ہیں۔ دہشت گردوں نے انسانی ساخت کو نقصان پہنچانے کی ہر طرح سے کوشش کی ہے لیکن وہ ہر کوشش میں ناکام رہے ہیں۔ لیکن اب ان ظالم دہشت گردوں نے اپنے وحشیانہ پن کا نشانہ معصوم بچوں کو بنالیا ہے۔ جو اپنی صفت میں ہی پیار محبت والے اور معصوم ہوتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں یہ متشددانہ کاروائیاں نہ صرف پاکستان میں ہے بلکہ پوری دنیا میں بچوں کے سکولوں پر اس قسم کی کاروائیاں کی جاتی ہیں۔ انسانیت دن بدن اپنے انسانی رنگ کو چھوڑ کر وحشیانہ پن اختیار کر رہی ہے کہ ان پر تشدد واقعات نے کبھی سکولوں کا رخ کیا تو کبھی کالجز، یونیورسٹیز کا، اور وہاں تک نہ پہنچ سکے تو تعلیمی اداروں کی بس میں حملہ کر کے بہت سے بچوں کو موت کی گھاٹ اتار دیا۔ یونیورسٹی آف میری لینڈ کی تحقیق کے مطابق ۴۴ سال سے سکول اور کالج، یونیورسٹی میں دہشت گردی اور تشدد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اور ۲۰۰۴ء کے بعد اس میں ایک خاص حد تک اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان ایسا ملک ہے جس میں سب سے زیادہ تعلیمی اداروں کو تشدد کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔[۱]

۱۔Impact of "school Terrorism "in the milieu of Peshawar incident ; Pakistan's Black day , December ,16,2014, Syed sajjad Nasir Kazmi, Arshad ali, National University Of Science and Technology , Islamabad,Pakistan,July ,15,2015,V:01.P:198/199/201

عام طور پر زیادہ واقعات لڑکیوں کے تعلیمی اداروں پر کئے گئے ہیں ان پر تشدد واقعات میں ۷ فیصد حادثات میں بم دھماکوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ تعلیمی اداروں میں سب سے زیادہ پر تشدد واقعات فاٹا اور خیبر پختونخواہ میں ہوئے ہیں۔ وہاں پر عموماً لڑکیاں تشدد والے ماحول میں پروان چڑھتی ہیں۔ وہاں لوگ زیادہ تر جہالت اور غربت کی وجہ سے تعلیم کو پسند نہیں کرتے، یا پھر کہا جاتا ہے کہ اپنی بیٹیوں کو سکولوں، کالجوں میں نہ بھیجا جائے وہاں غیر اسلامی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات سوات کے علاقوں میں سننے کو ملتے ہیں۔ ۲۰۰۸ء کی تحقیق کے مطابق فاٹا میں دہشت گردوں نے کوئی ۱۰۰ کے قریب گرلز کے سکولوں کو تباہ کیا اور ۱۱۹ سکولوں پر حملے کئے جن میں ۱۱۱ لڑکیوں کے سکول تھے۔ مگر خوش قسمتی سے بہت سے حادثات میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا کیونکہ بہت سے سکول دھمکیوں کی وجہ سے پہلے ہی بند کر دیئے جا چکے تھے ان سکولوں کی صرف اور صرف عمارت کو نقصان پہنچایا گیا۔[۱]

۲۰۰۲ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۵ اگست	مری	کرسچن مشنری سکول میں دھماکہ ہوا۔[۲]	۶	۴

۲۰۰۴ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۸ اگست	کراچی	جامع مدرسہ بنوریہ میں دو دھماکے ہوئے۔[۳]	۸	۴

۲۰۰۵ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۳ اکتوبر	گلگت	گلگت کے ایک سکول میں حملہ کیا گیا۔[۴]	۱۲	-

۱۔Pakistan Security Report 2008,M.Amir Rana, P:5

۲۔ دن نیوز، ۱۶ اگست ۲۰۰۲ء۔

۳۔ نوائے وقت، ۱۹ اگست ۲۰۰۴ء۔

۴۔ نوائے وقت، ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء۔

۲۰۰۶ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۰ مارچ	بلوچستان	تحصیل ڈیرہ بگٹی کے سکول میں خود کش حملہ کیا گیا۔	۲۶	–
۲	۱۶ جون	فاٹا	اورکزی ایجنسی میں لڑکیوں کے سکول میں حملہ کیا گیا۔ جس میں دو استانیاں اور دو طالبات مارے گئے۔ (۱)	۴	۰
			کل	۳۰	–

۲۰۰۷ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۰ دسمبر	کامرہ	منہاس ائیر بیس کے پاس سکول کے بچوں کی بس میں دھماکہ ہوا۔ (۲)	–	۷

۲۰۰۸ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۴ فروری	راولپنڈی	ایک خود کش حملہ آور نے اپنی موٹر سائیکل جی ایچ کیو کے قریب آرمی میڈیکل کالج کے طلباء اور عملے کو لے جانے والی گاڑی سے ٹکرا دی۔ (۳)	۱۰	۱۰

۱۔https://www.dawn.com/news/172253,8:39AM,9/19/17

۲۔Impact of "school Terrorism "in the milieu of Peshawar incident ; Pakistan's Black day, P:201۔

۳۔پنجابی طالبان، ص:۲۵۶/۲۵۵

۲	۴مارچ	لاہور	نیول کالج لاہور میں حملہ ہوا۔[1]	۸	۲۴
۳	۱۸مئی	خیبر پختونخواہ	مردان میں پیراملٹری سکول میں دھماکہ ہوا۔	۱۳	۲۰
۴	۱۲نومبر	خیبر پختونخواہ	چارسدہ میں پیراملٹری سکول میں حملہ ہوا۔[2]	۲	۷
			کل	۳۳	۶۰

۲۰۰۹ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۴جنوری	ڈیرہ اسماعیل خان	گورنمنٹ پولی ٹیکنک کالج کے باہر دھماکہ ہوا۔[3]	۲۵	۷
۲	۲مارچ	بلوچستان	پشن کے علاقے میں دینی مدرستہ صدیقہ عدنان علوم کربلا میں خودکش دھماکہ ہوا۔[4]	۱۵	۵
۳	۱۱ستمبر	بلوچستان	کیڈٹ کالج میں فائرنگ ہوئی۔	-	-
۴	۱۵اکتوبر	لاہور	پولیس ٹریننگ سینٹر میں دھماکہ ہوا۔[5]	۱۰	۹۳

۱۔ Impact of "school Terrorism "in the milieu of Peshawar incident ; Pakistan's Black day, P:201

۲۔http://www.dawn.com/news.1222915,9:09AM,9/19/17

۳۔پنجابی طالبان، ص:۲۵۶

۴۔ نوائے وقت، ۱۲اکتوبر ۲۰۰۹ء۔

۵۔ Impact of "school Terrorism "in the milieu of Peshawar incident ; Pakistan's Blackday, P:201

۵	۲۰اکتوبر	اسلام آباد	وفاقی دار لحکومت کی انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی میں لڑکیوں کے کیمپس کے کیفے ٹیریا میں دو دھماکے ہوئے۔[۱]	۹	۲۹
			کل	۵۹	۱۳۴

۲۰۱۰ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲ستمبر	فاٹا	باجوڑ ایجنسی کے ایک سکول میں حملہ ہوا جس میں اساتذہ مارے گئے۔[۲]	۴	۰
۲	۱۴دسمبر	پشاور	چرخہ خیل میں سکول کی بس میں دھماکہ ہوا۔[۳]	۱	۵
۳	۲۸دسمبر	کراچی	کراچی یونیورسٹی میں حملہ ہوا۔[۴]	-	۱۵
			کل	۵	۲۰

۱۔https:///Tribune.com.Pk/story/807617/timeline-milltant-attack-on-schools-in-Pakistan , 9:42AM, 9/19/17.

۲۔http://www.dawn.com/news.1222915,9:09AM,9/19/17

۳۔پنجابی طالبان، ص:۲۵۶

۴۔ نوائے وقت، ۲۹دسمبر ۲۰۱۰ء۔

۲۰۱۱ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۹جنوری	پشاور	نوتھیہ کے علاقے میں پرائیویٹ سکول میں حملہ ہوا۔[۱]	۲	۱۸
۲	۲۷جنوری	چارسدہ	تحصیل شب قدر میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول میں حملہ ہوا۔	-	-
۳	۱فروری	پشاور	بدھ بیر اور ادزئی کے علاقے کے گورنمنٹ پرائمری سکول فار گرلز اینڈ بوائز میں دو حملے ہوئے۔	-	-
۴	۱۶فروری	کوہاٹ	درہ آدم خیل گرلز پرائمری سکول میں حملہ ہوا۔[۲]	-	-
۵	۱مارچ	مردان	لنڈ کھار کے گرلز ڈگری کالج میں حملہ ہوا۔[۳]	۲	۴۰
۶	۵مارچ	صوابی	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول میں حملہ ہوا۔	۵	-
۷	۱۳مئی	خیبر پختونخواہ	مردان کے ایک سکول میں دھماکہ ہوا۔	۸۰	۱۵
۸	۲۰جون	کوئٹہ	گورنمنٹ ڈگری کالج میں حملہ ہوا۔[۴]	۲	۱۲

۱۔https:///Tribune.com.Pk/story/807617/timeline-milltant-attack-on-schools-in-Pakistan , 9:42AM, 9/19/17.

۲۔http://www.dawn.com/news.1222915,9:09AM,9/19/17

۳۔پنجابی طالبان، ص:۲۵۶

۴۔ نوائے وقت، ۲۰جون ۲۰۱۱ء۔

۹	۱۳ستمبر	پشاور	متانی میں گورنمنٹ بوائز سکول کی بس میں دھماکہ ہوا۔	۵	۱۹
۱۰	۱۱اکتوبر	فاٹا	وانا کی ایجنسی میں کیڈٹ کالج میں حملہ ہوا۔	۰	۱
۱۱	۱۵اکتوبر	صوابی	بوائز سکول میں دھماکہ ہوا۔	۰	۱
۱۲	۱۳نومبر	بنوں	گرلز ہائیر سیکنڈری سکول میں حملہ ہوا۔	۰	۲
۱۳	۲۲نومبر	مردان	شاہ ڈنڈ بابا کے گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول میں حملہ ہوا۔[1]	۴	۱۴
			کل	۱۰۰	۱۲۲

۲۰۱۲ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۹جون	کوئٹہ	یونیورسٹی بس میں دھماکا ہوا۔[2]	۷۲	۴

۱۔Pakistan Security Report 2011 ,p:66

۲۔ایکسپریس نیوز،۲۰جون ۲۰۱۲ء۔

۲۰۱۳ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۳۰مارچ	کراچی	کراچی کے ایک سکول میں گرینیڈ پھینک کر حملہ کیا گیا۔	۴	۱
۲	۱۵جون	کوئٹہ	سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی کی بس میں دھماکہ ہوا۔	۱۹	۳۹
۳	۲۱جون	پشاور	شیعوں کے مدرسے میں دھماکہ ہوا۔[1]	۱۵	-
			کل	۳۸	۴۰

۲۰۱۴ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۶جنوری	ہنگو	ہنگو کے ایک ابراہیم زئی گورنمنٹ سکول میں خودکش حملہ آور گھس آیا اور خود کو بم سے اڑا لیا۔	۲	۰
۲	۱۵فروری	ہنگو	گورنمنٹ پرائمری سکول فار بوائز میں حملہ ہوا۔	-	۱
۳	۱۳مارچ	کراچی	سندھ اسلامک سائنس کالج پر حملہ ہوا۔[2]	-	۱۲

۱۔,http://www.dawn.com/news.1222915,9:09AM,9/19/17

۲۔Pakistan Security Report 2014 ,p:66

۴	۱۶ دسمبر	پشاور	آرمی پبلک سکول میں دہشت گردوں نے حملہ کیا۔ فائرنگ کرکے بچوں کو ہلاک کر دیا۔ اساتذہ اور پرنسپل کو جلا دیا۔ [۱]	۱۴۴	۱۰۰
			کل	۱۴۶	۱۱۳

۲۰۱۶ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۰ جنوری	خیبر پختونخواہ	چارسدہ میں باچاخان یونیورسٹی میں دہشت گردوں نے دھماکہ کیا۔	۲۱	۱۷
۲	۲۴ اکتوبر	کوئٹہ	پولیس ٹریننگ کالج میں رات ۱۱:۱۰ پر دھماکہ ہوا اور اس کے بعد فائرنگ، جس میں بہت سے طلبہ مارے گئے۔ [۲]	۶۲	۱۶۵
			کل	۸۳	۱۸۲

خلاصہ بحث:

تعلیمی اداروں میں دہشت گردی بدترین قسم کی دہشت گردی سمجھی جاتی ہے۔ جہاں بچوں کو ذہنی طور پر مفلوج کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۴ء تک تقریباً ۲۷۴ حملے ہوئے جن ۱۸ سے زائد تعلیمی اداروں میں واقعات رونما ہوئے۔ ۱۰۰ سے زائد تعلیمی اداروں میں عام طور پر واقعات پیش آئے لیکن ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک ۱۴۱ ایسے واقعات رونما ہوئے جن میں انسانی جانوں کا نقصان ہوا۔ ان واقعات میں تقریباً ۵۹۲ جانیں ضائع ہوئیں اور ۶۹۱ سے زائد جانیں زخمی ہوئیں۔ سب سے زیادہ دل ہلانے والا واقعہ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء کو پیش آیا جس میں ننھے فرشتوں کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔

۱۔ نوائے وقت، ۱۷ دسمبر ۲۰۱۴ء۔

۲۔ Impact of "school Terrorism "in the milieu of Peshawar incident ; Pakistan's Black day,P:20

فصل سوم

پر تشدد واقعات اور حکومتی اور نجی ادارے

فصل سوم: پر تشدد واقعات حکومتی اور نجی ادارے

پاکستان کو پچھلے کئی سالوں سے غیر ہنگامی صورتحال کا سامنا درپیش ہے۔ عبادت گاہوں اور تعلیمی اداروں کے بعد ان ظالم دہشت گردوں نے حکومتی اور نجی اداروں کو اپنے تشدد کا نشانہ بنایا اوراس تشدد کی آگ میں کئی لوگ مارے گئے اور کئی جانیں زخمی ہوئیں اور یہ ظلم ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ایک حالیہ تحقیق کے مطابق ۲۰۱۶ء میں ان پر تشدد واقعات میں ۳۰فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔

پاکستان تشدد پسندی میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ ۲۰۰۱ءاور ۲۰۰۷ء کے درمیان پر تشدد واقعات کی شرح اس قدر بڑھ گئی کہ پاکستان دنیا کا سب سے بڑا تشدد پسند ملک سمجھا جانے لگا۔ فاٹا اور خیبر پختونخواہ زیادہ پر تشدد علاقے سمجھے جاتے ہیں جہاں دہشت گردی کی نمایاں کارد گردگی سامنے آئی۔ ان دہشت گردوں نے اپنے تشدد کا نشانہ ۲۰۰۷ء سے زیادہ تر آرمی اور حکومتی اداروں کو بنایا۔ جگہ جگہ پر پولیس سٹیشنز، پولیس آفسرز، آرمی کنوئے، یونٹس، ریلوے سٹیشنز، ائیرپورٹ، چیک پوسٹس اور حکومتی اداروں کو تشدد کا نشانہ بنا کر خون کی نہریں بہائی گئی۔ سب سے زیادہ دہشت گردی کے واقعات ۲۰۰۸ء میں پیش آئے۔ پاکستان میں ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک حکومتی اور نجی اداروں میں رونما ہوئے پر تشدد واقعات کی فہرست درج ذیل ہے۔

۲۰۰۰ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۵ فروری	سندھ	حیدرآباد شہر کی ریل گاڑی کے اندر دھماکا ہوا۔	۸	۴۰
۲	۱۷جولائی	سندھ	حیدرآباد شہر میں موجود ریل گاڑی میں دھماکا ہوا۔[۱]	۱۰	–
			کل	۱۸	۴۰

۱۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۲۰۰۲ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۴جون	کراچی	یو ایس کنسولٹ کے نزدیک گاڑی میں دھماکا ہوا۔[۱]	۱۲	۵۰
۲	۹اگست	ٹیکسلہ	ٹیکسلہ کرسچن ہسپتال میں دھماکا ہوا۔[۲]	۳	۲۵
			کل	۱۵	۷۵

۲۰۰۳ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۸فروری	کراچی	یو ایس کنسولٹ کے باہر دھماکہ ہوا۔[۳]	۲	۵

۲۰۰۴ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۳مئی	گوادر	گوادر میں گاڑی میں دھماکہ ہوا جس میں چینی انجینیئر جان بحق ہو گئے۔[۴]	۳	۱۰

۱۔ نوائے وقت، ۱۵جون ۲۰۰۲ء۔

۲۔ نوائے وقت، ۲۰اگست ۲۰۰۲ء۔

۳۔ روزنامہ جنگ، ۲۹فروری ۲۰۰۳ء۔

۴۔ نوائے وقت، ۴مئی ۲۰۰۴ء۔

۲	۲۶ مئی	کراچی	یو ایس کنسولٹ میں امریکن کلچر سینٹر اینڈ ریزیڈنٹ میں گاڑی میں دھماکہ ہوا۔[1]	۲	۱۳
۳	۱۶ اگست	سندھ	ٹنڈو آدم ریلوے سٹیشن میں لگاتار تین دھماکے ہوئے۔[2]	۰	۶
			کل	۵	۲۹

۲۰۰۵ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۶ جنوری	بلوچستان	ریلوے لائن، ٹیلی فون ٹاور اور بجلی کے کھمبے میں بیک وقت دھماکہ ہوا۔	۰	۰
۲	۱۸ مارچ	بلوچستان	مچھ اور مسحائی کے علاقے میں موجود ریل گاڑی چٹلان ایکسپریس میں دو دھماکہ ہوئے۔[3]	۲	۹
			کل	۲	۹

۱۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۲۔ ایکسپریس نیوز، ۱۷ اگست ۲۰۰۴ء۔

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۰۰۶ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲مارچ	کراچی	جارج بش کے پاکستان آنے سے ایک دن پہلے یو ایس کنسولٹ کے نزدیک کھڑی گاڑی میں دھماکا ہوا۔[1]	۴	۵۴
۲	۲۶جون	فاٹا	شمالی وزیرستان میں ایشاء چیک پوسٹ پر خود کش دھماکہ ہوا۔	۶	۲۵
۳	۲۰اکتوبر	پشاور	پیرا ملٹری فورس کے ہیڈ کوارٹر کے باہر دھماکہ ہوا۔	۹	۳۰
۴	۲نومبر	بلوچستان	شاہراہ گلشن میں انسپکٹر جرنل آفس کے باہر دھماکہ ہوا۔	۲	-
۵	۸نومبر	فاٹا	درا گئی کے علاقے میں فوجیوں کے ٹیرینگ سنٹر پر دھماکہ ہوا۔	۴۲	۳۹
۶	۸نومبر	فاٹا	باجوڑ میں چنا گئی ائیر سٹرائیک میں حملہ ہوا۔[2]	۸۰	-
			کل	۱۴۳	۱۴۸

۱۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۲۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۰۰۷ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۵جنوری	فاٹا	جلوزئی کے پناہ گزین کیمپ میں دھماکا ہوا۔	۴	۵
۲	۲۷جنوری	پشاور	پولیس افیسر زپر خودکش دھماکہ ہوا۔[۱]	۱۲	۴۰
۳	۶فروری	اسلام آباد	اسلام آباد انٹرنیشنل ائیرپورٹ کی پارکنگ میں خودکش دھماکا ہوا۔	۰	۵
۴	۱۷فروری	کوئٹہ	کوئٹہ کے کورٹ روم میں خودکش دھماکا ہوا جس میں جج بھی جان بحق ہوا۔	۱۵	۲۴
۵	۱۰اپریل	فاٹا	کرم ایجنسی میں سنی اور شیعہ کی لڑائی ہوئی۔[۲]	۳۵	-
۶	۲جون	فاٹا	باجوڑ ایجنسی میں دراخور کے نزدیک خودکش دھماکا ہوا۔	۸	-
۷	۱۴جولائی	فاٹا	آرمی کنوئے سے خودکش حملہ آور نے اپنی گاڑی ٹکرادی۔[۳]	۲۴	۲۹

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۸	۱۵جولائی	سوات	اسلحہ سے بھری گاڑی خودکش حملہ آور نے آرمی کنوئے سے ٹکرادی۔	۱۸	۵۴
۹	۱۷جولائی	اسلام آباد	ایف-۸ کچہری میں وکلاء کے کنونشن میں خودکش حملہ آور نے خود کو بم سے اڑالیا۔	۱۷	۵۳
۱۰	۱۶اگست	پشاور	قمرالدین گری کے گاؤں میں کوہاٹ روڈ میں پی اے ایف والوں کی بس پر حملہ ہوا۔[1]	-	-
۱۱	۴ستمبر	راولپنڈی	گیریژن سٹی کی قاسم مارکیٹ میں خودکش حملہ آور نے ڈیفنس ایجنسی کی گاڑی کو قاسم مارکیٹ کے نزدیک نشانہ بنایا۔اور پھر خودکش دھماکا کیا۔	۲۰	۳۰
۱۲	۴ستمبر	راولپنڈی	قاسم مارکیٹ کے قریب آر-اے بازار میں خودکش حملہ آور نے پولیس سٹیشن کو نشانہ بنا کر اس کے باہر خود کو اڑالیا۔[2]	۱۰	۴۰

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15AM,10/6/17

۲۔پنجابی طالبان،ص:۵۶

۱۳	انومبر	فیصل آباد	۶:۴۵ کے قریب ایک خودکش حملہ آور نے اپنی موٹر سائیکل پاکستان ایئر فورس کی گاڑی سے ٹکرادی۔ جس کے ٹکرانے سے دھماکہ ہوا۔	۱۱	۲۸
۱۴	۱۰دسمبر	اسلام آباد	ایک خودکش حملہ آور نے اپنی سفید گاڑی پاکستان ایئر نائیٹیکل کمپلیکس کی بس جو بچوں کا اٹک لے کر جارہی تھی سے ٹکرادی۔[۱]	۱	۱۳
			کل	۱۷۵	۳۲۱

۲۰۰۸ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۷جنوری	سوات	ملٹری بیس کیمپ میں حملہ ہوا۔[۲]	-	۱۳
۲	۱۰جنوری	لاہور	لاہور ہائیکورٹ کے نزدیک مخالف وکلاء پر حملہ ہوا جس میں خودکش حملہ آور نے خود کو بم سے اڑالیا۔ اس وقت وہاں ۶۰ پولیس والے اور ۲۰۰ کے قریب وکلاء موجود تھے۔[۳]	۴۱	۸۰

۱۔ پنجابی طالبان، ص: ۲۵۴

۲۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۳۔ روزنامہ جنگ، ۱۱جنوری ۲۰۰۸ء۔

۳	۱۶فروری	سوات	میڈیاانفارمیشن سینٹر میں حملہ ہوا۔	۳	۲۰
۴	۲۵فروری	راولپنڈی	ایک کم عمر خود کش حملہ آور نے آرمی میڈیکل سروسز کی کیمپ میں گھس کر خود کو دھماکے سے اڑالیا۔ یہ پہلا دھماکا تھا جس میں پہلا اعلیٰ آرمی افیسر جنرل لیفٹننٹ جنرل مشتاق بیگ جان بحق ہوئے۔[۱]	۸	۲۵
۵	۱۱مارچ	لاہور	وفاقی تحقیقی ادارے (ایف ائی اے) ہیڈ کوائٹر لاہور اور ایک ایڈورٹائزنگ ایجنسی کے دفتر میں خود کش دھماکہ ہوا۔[۲]	۳۰	۲۰۰
۶	۱۷مارچ	سوات	منگورہ میں پولیس لائن میں پولیس پر حملہ ہوا۔[۳]	۲	۸
۷	۶مئی	بنوں	پولیس چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔	۷	۱۲
۸	۱۰مئی	سوات	پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔	۵	۔
۹	۲جون	اسلام آباد	ایک مشتبہ خود کش حملہ آور نے اپنی گاری ڈنمارک سفارتخانے کی عمارت سے ٹکڑا دی۔[۴]	۸	۳۰

ا۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔پنجابی طالبان، ص:۲۵۵

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۴۔پنجابی طالبان، ص:۲۵

۱۰	۶جولائی	اسلام آباد	پولیس سٹیشن پر حملہ کیا گیا۔[۱]	۲۴	۵۴
۱۱	۱۲اگست	پشاور	۱۱بجے کے قریب پی اے ایف میں دھماکہ ہوا۔[۲]	۱۳	۳
۱۳	۲۱اگست	واہ	دوخودکش حملہ آوروں نے آرمی کے سخت سیکیورٹی زون والے علاقے پاکستان آرڈننس فیکٹری کے مرکزی دروازے میں خودکو دھماکے سے اڑالیا۔ جہاں آرمی کی ۲۰ صنعتی یونٹس قائم ہیں۔ آرمی پر یہ پہلا بڑا حملہ تھا۔[۳]	۳۰	۱۴۲
۱۴	۶ستمبر	پشاور	بڈھ بیر زنگ ھالی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔[۴]	۳۹	۸۰
۱۵	۱۶ستمبر	سوات	بندائی تحصیل میں سیکیورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔	۵	۱۲
۱۶	۲۲ستمبر	سوات	مدین چیک پوسٹ پر حملہ ہوا جس میں بہت سے پولیس آفسرز مارے گئے۔	۱۲	۳
۱۷	۲۴ستمبر	کوئٹہ	ائیرپورٹ روڈپر ایم پی چیک پوسٹ سے خودکش حملہ آور نے اپنی گاڑی ٹکرا دی۔[۵]	۱	۱۸

۱۔ نوائے وقت، ۷جولائی ۲۰۰۸ء۔

۲۔روزنامہ اساس، ۱۳اگست ۲۰۰۸ء۔

۳۔نوائے وقت، ۲۲اگست ۲۰۰۸ء۔

۴۔جنگ، ۷ستمبر ۲۰۰۸ء۔

۵۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۱۸	۱۹اکتوبر	اسلام آباد	ایک مشتبہ حملہ آور نے اپنی کار پولیس لائنز ایریا اسلام آباد میں واقع انسداد دہشت گردی سکواڈ کی عمارت سے ٹکرا دی۔[1]	–	۶
۱۹	۱۶اکتوبر	سوات	منگورہ پولیس سٹیشن میں حملہ ہوا۔	۴	۲۹
۲۰	۲۹اکتوبر	بنوں	ملٹری چیک پوسٹ میں حملہ ہوا۔	–	۱۴
۲۱	۳۱اکتوبر	مردان	ڈی ائی جی کے آفس پر حملہ ہوا۔	۱۰	۲۴
۲۲	۳نومبر	پشاور	پی اے ایف بیس میں راکٹ سے فائر کیا گیا۔	–	۰
۲۳	۴نومبر	ہنگو	آرمی چیک پوائنٹ پر حملہ ہوا۔	۱	۱۰
۲۴	۱۲نومبر	چارسدہ	شب قدر کے علاقے میں آرمی کے کیمپ پر حملہ ہوا۔	۶	۱۱
۲۵	۱۷نومبر	سوات	تحصیل خوزاخیلہ کی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔	۴	۷
۲۶	۲۸نومبر	بنوں	پولیس کی وین پر حملہ ہوا۔	۹	۱۶

۱۔ پنجابی طالبان، ص:۲۵۵

۲۔ http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۷	ادسمبر	سوات	سنگوٹہ کی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔	۱۱	۶۸
۲۸	۲۸دسمبر	بنور	پولنگ سٹیشن گرلز سکول میں دھماکہ ہوا جس کے باعث آس پاس کی بہت سے دکانیں تباہ ہوگئی۔[۱]	۴۴	۱۹
			کل	۳۱۷	۹۰۴

۲۰۰۹ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۳ جنوری	سوات	ایس پی ایس کالج روڈ میں فزاء گٹ چیک پوسٹ پر خودکش دھماکہ ہوا۔[۲]	۳	۵۶
۲	۴اپریل	اسلام آباد	مارگلہ روڈ اسلام آباد پر واقع فرنٹئیر کانسٹپلری کی چیک پوسٹ میں دہشت گردوں نے گھس کر خود کو دھماکے سے اڑا لیا۔	۸	۷
۳	۶جون	اسلام آباد	سیکٹر F-8 میں واقع ریسکیو ۱۵ کے دفتر میں خودکش دھماکہ ہوا۔[۳]	۲	۴

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔پنجابی طالبان، ص:۲۵۶

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۴	۲جولائی	راولپنڈی	ایک نوجوان خود کش حملہ آور نے چوہڑ چوک راولپنڈی میں اپنی موٹر سائیکل پاک فوج کے ادارے ہیوی مکینیکل کمپلیکس کی گاڑی سے ٹکرا دی۔ اس کے پاس موجود ۸ گاڑیاں بھی تباہ ہو گئی اور آدھے کلو میٹر کے فاصلے پر موجود عمارتوں اور دکانوں کو بھی نقصان پہنچا۔[۱]	۶	۳۶
۵	۱۰ اکتوبر	راولپنڈی	جی ایچ کیو کے گیٹ نمبر ا کے ذریعے ۸ دہشت گرد آرمی کی وردی میں ملوس اندر داخل ہوئے۔ اور داخل ہوتے ہی چیک پوسٹ پر موجود ملازمین پر فائرنگ کر دی۔ چیک پوسٹ کے ملازمین کو ہلاک کرنے کے بعد اندر داخل ہوئے۔ ایک میجر اور بر گیڈیر کو ہلاک کرنے کے بعد کئی لوگوں کو یرغمال بنایا۔ سولہ گھنٹے کی طویل لڑائی کے بعد دہشت گردوں کو ہلاک کر دیا گیا۔[۲]	۱۲	-

---

ا۔ نوائے وقت ۳جولائی ۲۰۰۹ء۔

۲۔ پنجابی طالبان، ص:۴۶

٦	۲۲اکتوبر	کامرہ	جی ٹی روڈ پر واقع کامرہ کمپلیکس کی چیک پوسٹ پر ایک خود کش دھماکا ہوا۔[۱]	۸	۱۷
۷	۲نومبر	راولپنڈی	مال روڈ راولپنڈی میں نیشنل بینک کے پاس دھماکا ہوا جب لوگ بینک سے اپنی تنخواہیں نکلوانے میں مصروف تھے۔	۳۴	۵۰
۸	۲نومبر	لاہور	لاہور میں بابو صابو موٹر وے انٹر چینج پر دو خود کش حملہ آوروں نے خود کو دھماکے سے اڑا لیا۔[۲]	۱۱	۱۹
			کل	۸۴	۱۸۹

۲۰۱۰ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۳جنوری	خیبر پختونخواہ	پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔	۵	۱۱
۲	۳۰جنوری	فاٹا	باجوڑ ایجنسی میں ایف سی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔	۱۷	۴۷
۳	۳فروری	خیبر پختونخواہ	ایف سی کانوائے میں حملہ ہوا۔[۳]	۱۰	۱۳۱

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔پنجابی طالبان، ص:۴۶

۳۔Dawn News ,Feburary 17,2017

۴	۱۱فروری	بنوں	پولیس لائنز میں پولیس کانوائے پر حملہ ہوا۔	۱۶	۲۵
۵	۲۰فروری	بالاکوٹ	پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔	۲	۱۲
۶	۲۲فروری	سوات	سیکیورٹی فورسز کانوائے پر حملہ ہوا۔	۱۵	۴۸
۷	۲۴فروری	ہنگو	تحصیل ٹھل کے علاقے توڑغر میں ریلوے سٹیشن پر ریلوے کوچ پر فائرنگ کی گئی۔	۳	۳
۸	۲۷فروری	خیبر پختونخواہ	پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔	۴	۲۳
۹	۸مارچ	لاہور	ماڈل ٹاؤن میں ایس ائی اے کے دفتر میں حملہ ہوا۔	۱۵	۹۳
۱۰	۱۰مارچ	خیبر پختونخواہ	مانسہرہ میں یو ایس بیسڈ کرسچن ایڈ ایجنسی میں حملہ ہوا۔	۶	۷
۱۱	۱۱مارچ	فاٹا	خیبر ایجنسی میں ایف سی کانوائے پر حملہ ہوا۔	۴	۲۵
۱۲	۱۳مارچ	سوات	منگورہ میں سیکیورٹی فورسز چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔	۱۷	۶۴
۱۳	۳۱مارچ	فاٹا	خیبر ایجنسی میں سیکیورٹی فورسز کیمپ پر حملہ ہوا۔[۱]	۶	۲۰

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۱۴	۱۵اپریل	پشاور	یو ایس کنسولٹ میں دھماکہ ہوا۔	۱۰	۱۸
۱۵	۱۸اپریل	کوہاٹ	پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔	۷	۳۱
۱۶	۲۴اپریل	فاٹا	لوئر دیر میں پولیس وین پر حملہ ہوا۔	-	۱۰
۱۷	۲۸اپریل	پشاور	پیر بالا کے علاقے میں پولیس چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔	۴	۱۴
۱۸	۱۵جولائی	سوات	منگورہ کے علاقے میں پولیس والوں پر حملہ ہوا۔	۶	۵۸
۱۹	۲۶جولائی	نوشہرہ	کے پی انفارمیشن منسٹر ہاؤس پر حملہ ہوا۔	۹	۲۵
۲۰	۶ستمبر	خیبر پختونخواہ	گلی مروت کے علاقے میں پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔	۱۹	۵۷
۲۱	۹ستمبر	کوئٹہ	فائنانس منسٹر ہاؤس میں حملہ ہوا۔	۵	۴
۲۲	۱۱نومبر	کراچی	سی آئی ڈی کے دفتر پر حملہ ہوا۔	۲۱	۱۵۰
۲۳	۱۴نومبر	فاٹا	شمالی وزیرستان ایجنسی میں پرو گورنمنٹ پیس کمیٹی پر حملہ ہوا۔	۱	۹
۲۴	۶دسمبر	فاٹا	محمد ایجنسی میں پولیٹکل ایجنٹ آفس میں حملہ ہوا۔ [۱]	۴۵	۶۰

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۵	۷دسمبر	کوئٹہ	چیف منسٹر آف بلوچستان کی اسمبلی سیشن میں خودکش دھماکہ ہوا۔	۱	۱۰
۲۶	۲۵دسمبر	فاٹا	باجوڑ ایجنسی میں ڈبلیو ایف پی کی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔[۱]	۴۷	۱۰۰
			کل	۲۹۵	۱۰۶۷

۲۰۱۱ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۲جنوری	بنوں	پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔[۲]	۲۰	۱۸
۲	۲۸جنوری	کوہاٹ	کوہاٹ ٹنل میں ناٹو آئیل ٹینکرز کو آگ لگا دی گئی۔	۸	۱۴
۳	۳۱جنوری	پشاور	بڈھ بیر میں ڈی ایس پی پر حملہ ہوا۔	۷	۱۷
۴	۱۰فروری	مردان	پنجاب ریجمنٹ سنٹر مردان میں خودکش دھماکہ ہوا۔[۳]	۳۳	۶۹

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔نوائے وقت،۱۳جنوری ۲۰۱۱ء۔

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۵	۳مارچ	ہنگو	اعلیہ آباد میں پولیس کانوائے پر حملہ ہوا۔	۱۰	۳۹
۶	۸مارچ	فیصل آباد	انٹیلیجنس ایجنسی آفس میں دھماکہ ہوا۔[1]	۲۵	۱۳۱
۸	۲۴مارچ	ہنگو	دوابامیں پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔	۸	۲۴
۹	۲۳اپریل	فاٹا	باجوڑ ایجنسی کی تحصیل سالارزئی میں پیس کمیٹی کنوئے پر حملہ ہوا۔	۵	۸
۱۰	۱۳مئی	چارسدہ	تحصیل شب قدر میں فرنٹئیر کانسٹبلری ہیڈکواٹر میں دو دھماکہ ہوئے۔	۹۸	۱۳۹
۱۱	۲۵مئی	پشاور	سی آئی ڈی پولیس سٹیشن میں دھماکہ ہوا۔[2]	۸	۴۶
۱۲	۲۶مئی	ہنگو	پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔[3]	۳۸	۵۶
۱۳	۳۱مئی	سندھ	تحصیل کسور کی تنگوانی ریلوے سٹیشن میں خوشحال خان ایکسپریس میں دھماکا ہوا۔[4]	۰	۱۰

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/.htm,9:2PM,27/9/17

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۴۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2 PM,27/9/17

۱۴	۱۳جون	اسلام آباد	پرائیویٹ بینک پر حملہ ہوا۔	۱	۴
۱۵	۲۵جون	ڈیرہ اسماعیل خان	تحصیل کلاچی کے پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا۔[۱]	۱۰	۱۲
۱۶	۱۲جولائی	بلوچستان	ڈھیڑا مراد جمالی شہر کی تحصیل نصیر آباد میں بولان ایکسپریس پر ریموٹ کنٹرول دھماکا کیا گیا۔	۰	۱
۱۷	۲۳جولائی	بلوچستان	کوئٹہ کی ریلوے لائن پر دھماکہ ہوا۔[۲]	۲	۲
۱۸	۱۱اگست	پشاور	لاہوری گیٹ میں موجود پولیس ٹرک پر دہشت گردوں نے حملہ کیا۔	۶	۳۹
۱۹	۲۷اگست	چترال	چیک پوسٹ پر حملہ کیا گیا۔	۲۵	۱۰
۲۰	۷ستمبر	کوئٹہ	سیکیورٹی فورسز کے دفتر پر حملہ ہوا۔[۳]	۲۹	۶۳
۲۱	۲۸اگست	بلوچستان	تحصیل بولان میں کوئٹہ ایکسپریس پر فائرنگ ہوئی۔[۴]	۳	۱۹

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۴۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۲۲	۲۸اکتوبر	نوشہرہ	رسالپور کے علاقے میں پولیس پر فائرنگ کی گئی۔	۲	۱۰
۲۳	۲۶نومبر	فاٹا	محمد ایجنسی کی چیک پوسٹ پر حملہ کیا گیا۔[۱]	۲۶	۱۵
۲۴	۳۰ستمبر	بلوچستان	تحصیل جعفر آباد میں کوئٹہ ایکسپریس پر حملہ ہوا۔	۰	۶
			کل	۳۵۶	۷۲۰

۲۰۱۲ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۳مارچ	چارسدہ	کانگرہ میں پولیس کی گاڑی پر خودکش دھماکہ ہوا۔	۱	۵
۲	۱۴اپریل	فاٹا	جنوبی وزیرستان ایجنسی وانا میں سکاؤٹ اپر کیمپ میں خودکش دھماکہ ہوا۔[۲]	۱۹	۰

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۳	۲۴اپریل	لاہور	لاہور ریلوے سٹیشن میں پلیٹ فارم نمبر ۲ میں موجود بزنس ٹرین میں دھماکا ہوا۔[۱]	۳	۴۵
۴	۲۷جون	بلوچستان	سبی ریلوے سٹیشن میں ریموٹ کنٹرول دھماکا ہوا۔	۷	۳۰
۵	۱۶اگست	اٹک	پی اے ایف منہاس ایئر بیس کامرہ میں خودکش دھماکہ ہوا۔[۲]	۱۰	۱
۶	۲۵اگست	بلوچستان	کوئٹہ میں چمن پھاٹک کے نزدیک موجود ریلوے لائن پر دھماکا ہوا۔	۰	۴
۷	۲۹اگست	سندھ	تحصیل جیکب آباد کی ریلوے لائن میں دھماکا ہوا۔	۲	۱۰
۸	۱۹ستمبر	پشاور	سکیم چوک کے نزدیک پی اے ایف بیس میں دھماکہ ہوا۔	۸	۳۴
۹	۸نومبر	کراچی	جنوبی ناظم آباد میں سچل رینجرز ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر دھماکہ ہوا۔	۲	۲۱
۱۰	۱۵دسمبر	پشاور	پشاور ائیر پورٹ پر راکٹ پھینک کر حملہ کیا گیا۔[۳]	۵	۴۰

۱۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/1۷

۲۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۳۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۱۱	۲۲دسمبر	پشاور	خیبر پختونخواہ سینئیر منسٹر پر خود کش دھماکہ ہوا۔	۸	۲۲
۱۲	۲۹دسمبر	کراچی	کینٹ سٹیشن کے قریب شالیمار کوچ میں دھماکہ ہوا۔[۱]	۶	۴۵
			کل	۷۵	۲۵۷

۲۰۱۳ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۵جنوری	بلوچستان	تحصیل بولان میں جعفر ایکسپریس میں فائرنگ ہوئی۔[۲]	۴	۱۰
۲	۱۵جون	کوئٹہ	سردار بہادر خان یونیورسٹی کے طلبہ کو زخمی حالت میں ایمرجنسی وارڈ میں منتقل کیا گیا، پھر وہاں پر خود کش دھماکہ اور فائرنگ ہوئی۔	۸	۶
۳	۲۲جون	گلگت	دیامیر میں نانگا پربت بیس کیمپ میں غیر ملکیوں پر حملہ کیا گیا۔[۳]	۱۰	-

۱۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۲۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۳۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2 PM,27/9/17

۴	۲۴جولائی	سندھ	سکھر میں ائی ایس ائی کے ہیڈ کوا ٹر میں حملہ ہوا۔[۱]	۴	۳۵
۵	۲۸جولائی	بلوچستان	تحصیل بولان میں جعفر ایکسپریس میں دھماکا ہوا۔[۲]	۳	۳۲
۶	۳۰جولائی	ڈیرہ اسماعیل خان	اوپن سینٹرل جیل میں حملہ ہوا۔	۱۰	۱۷
۷	۷اگست	کراچی	فٹ بال میچ کے دوران دھماکہ ہوا۔[۳]	۷	۲۲
۸	۱۲اگست	بلوچستان	تحصیل قلعہ عبداللہ میں چمن ٹاؤن میں موجود ریلوے سٹیشن میں ٹکٹ گھر کے پاس کھڑی موٹر سائیکل میں دھماکا ہوا۔	۲	۱۰
۹	۲۷ستمبر	پشاور	سیول سیکٹریٹ کی بس میں چارسدہ کے قریب دھماکہ ہوا۔	۱۸	۴۲
۱۰	۱۲اکتوبر	بلوچستان	تحصیل نصیر آباد میں جعفر ایکسپریس میں دھماکا ہوا۔[۴]	۷	۱۶
			کل	۷۳	۲۰۰

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۴۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2 PM,27/9/17

۲۰۱۴ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۹ جنوری	کراچی	عیسیٰ نگری قبرستان کے پیچھے لیاری ایکسپریس میں حملہ ہوا۔[۱]	۳	۱۳
۲	۱۷ جنوری	پنجاب	تحصیل راجن پور کے علاقے عمر کوٹ خوشحال خان خٹک ایکسپریس میں دھماکہ ہوا جس میں ۴۰۰ مسافر موجود تھے۔[۲]	۴	۶۵
۳	۱۸ جنوری	خیبر پختونخواہ	آرمی گراؤنڈ میں رزماک گیٹ پر دھماکہ ہوا۔	۲۴	۸۵
۴	۲۰ جنوری	راولپنڈی	سیکیورٹی فورسز پر حملہ کیا گیا۔[۳]	۱۴	۲۳
۵	۱۶ فروری	سندھ	تحصیل جیکب آباد میں تھل ٹاؤن میں موجود خوشحال خان خٹک ایکسپریس میں دھماکہ ہوا۔	۶	۳۵
۶	۲۴ فروری	پشاور	ایرانین کنسولٹ کے چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔[۴]	۳	۱۰

۱۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۲۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۳۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۴۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۷	۱۱مارچ	پشاور	سیکیورٹی فورسز پر فائرنگ کی گئی جن میں بہت سے پولیس آفسرز مارے گئے۔[۱]	۱۱	۴۵
۸	۱۳مارچ	بلوچستان	تحصیل بولان میں موجود اکبر بگٹی ایکسپریس میں راکٹ سے حملہ کیا گیا۔	۲	۱۰
۹	۱۸اپریل	بلوچستان	سبی ریلوے سٹیشن میں جعفر ایکسپریس میں دھماکا ہوا۔[۲]	۱۷	۴۴
۱۰	۹جون	کراچی	پرانے ایئرپورٹ میں ٹرمنل-۱میں دھماکہ ہوا۔	۲۶	۲۷
۱۱	۲۴جون	فاٹا	جنوبی وزیرستان ایجنسی کی سیکیورٹی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا۔	۴	-
۱۲	۱۴اگست	کوئٹہ	کوئٹہ ایئرپورٹ کے نزدیک پی اے ایف سانگلی پر حملہ ہوا۔	-	۱۷
۱۳	۲۵اگست	بلوچستان	سبی ریلوے سٹیشن میں جعفر ایکسپریس کی بوگی نمبر ۸ میں دھماکا ہوا۔	۰	۳
۱۴	۹ستمبر	کراچی	نیوی کے ڈوک یاڈ پر حملہ ہوا۔[۳]	۱	۷

۱۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۲۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۳۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۱۵	۱۵ستمبر	پشاور	امن کمیٹی کے ممبران پر حملہ ہوا۔	۳	۰
۱۶	۲۳ستمبر	پشاور	پولیس کنوئے پر حملہ ہوا۔	۴	۱۲
۱۷	۲نومبر	لاہور	واگہہ بارڈر لاہور میں پریڈ کے دوران دھماکہ ہوا۔[۱]	۵۲	۱۳۶
			کل	**۲۱۰**	**۵۳۲**

۲۰۱۵ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۲فروری	سندھ	تحصیل جیکب آباد کی دل مراد ریلوے سٹیشن میں خوشحال خان خٹک ایکسپریس میں ریموٹ کنٹرول دھماکا ہوا۔	۰	۲۵
۲	۱۷فروری	لاہور	قلعہ گجر سنگھ کے علاقے میں پولیس سٹیشن ہیڈ کواٹر میں خودکش دھماکہ ہوا۔	۹	۲۳
۳	۲۷مارچ	کراچی	ملیر کے پل پر ایس ایس یو کی بس میں دھماکہ ہوا۔	۲	۱۹
۴	۶مئی	فاٹا	کرم ایجنسی میں علی زئی فٹ بال گراؤنڈ میں دھماکہ ہوا۔[۲]	۲	۱

۱۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۲۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۵	۱۹مئی	لاہور	پنجاب سپورٹس کمپلیکس بورڈ کے گیٹ پر رکشے میں دھماکہ ہوا۔	۲	۲۶
۶	۱ستمبر	فاٹا	خیبر ایجنسی میں تحصیل جمرود کے کمپاؤنڈ میں خودکش دھماکہ ہوا۔	۳	۵۴
۷	۱۸ستمبر	پشاور	اسلحہ آور افراد بڈھ بیر میں پی اے ایف بیس میں گھس گئے اور دھماکا کیا۔	۲۹	۲۹
۸	۱نومبر	بلوچستان	تحصیل مستونگ کی ریلوے لائن میں دھماکا ہوا۔	۳	۱۲
۹	۲۹نومبر	خیبر پختونخواہ	جان آباد میں نادرہ کے دفتر میں ۲۲ سالہ خودکش حملہ آور نے خود کو بم سے اڑا لیا۔[۱]	۲۶	۵۶
			کل	۷۴	۱۹۵

۲۰۱۶ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۳جنوری	کوئٹہ	کوئٹہ سیٹلائیٹ ٹاؤن میں پولیو ویکسینشن سینٹر کے باہر خودکش دھماکا ہوا جس میں بہت سے پولیس والے بھی مارے گئے۔[۲]	۱۴	۲۳

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔روزنامہ جنگ،۱۴جنوری ۲۰۱۶ء۔

۲	۶فروری	کوئٹہ	آرمی کی ایک یونٹ کے پاس خودکش حملہ آور نے خود کو بم سے اڑالیا۔	۹	۳۵
۳	۸مارچ	پشاور	چارسدہ کے علاقے شب قدر ٹاؤن میں صبح کے وقت کورٹ کمپلیکس میں ۲۰ سالہ لڑکا گھس آیا اور خود کو بم سے اڑالیا۔	۱۷	۳۱
۴	۱۶مارچ	پشاور	گورنمنٹ ورکرز کی بس مردان سے جارہی تھی سنہری مسجد پشاور کے نزدیک بس میں دھماکا ہوا۔	۱۵	۳۰
۵	۲۰مارچ	کراچی	جنوبی ناظم آباد ٹاؤن میں پولیس سٹیشن میں گھس کر ایک لڑکے نے خودکش دھماکہ کیا۔[۱]	۴	۴
۶	۵اپریل	بلوچستان	تحصیل سبی کی ریلوے لائن پر دھماکا ہوا۔	۲	۵
۷	۱۹اپریل	پشاور	مردان میں ۱۲ بجے کے قریب گورنمنٹ ٹیکس کولیکشن کے دفتر میں دھماکہ ہوا۔ اس وقت وہاں ۳۰ سے ۳۵ لوگ وہاں موجود تھے۔[۲]	۱	۱۰
۸	۲۱اپریل	کراچی	اورنگی ٹاؤن میں پولیو کی ٹیم پر ۸ لوگوں نے فائرنگ کی۔[۳]	۷	-

---

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۲۔http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,9:2PM,27/9/17

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

۹	۲۴مئی	کوئٹہ	پولیس کی موبائل میں دھماکہ ہوا۔	۴	۴
۱۰	۲۵مئی	پشاور	رنگ روڈپر آرمی والوں پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کی۔	-	-
۱۱	۳۰مئی	مردان	سٹی پولیس سٹیشن میں خودکش دھماکہ ہوا۔	۱	۱۲
۱۲	۲۹جون	کوئٹہ	آرمی آفسرز پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کی۔	۴	-
۱۳	۲۶جولائی	کراچی	دونامعلوم افراد نے صدر روڈپر موٹر سائیکل پر سوار ہوکر آرمی آفسرز پر فائرنگ کی۔	۲	-
۱۴	۸اگست	کوئٹہ	کوئٹہ کے سیول ہسپتال میں جہاں وکلاء بلوچستان ایسوسیشن پریزیڈنٹ کی موت کے غم میں جمع تھے خودکش دھماکاہوا۔	۷۴	۱۰۰
۱۵	۲ستمبر	پشاور	مردان کے ہائی کورٹ میں خودکش دھماکا ہوا۔	۱۴	۵۰
۱۶	۷اکتوبر	بلوچستان	آب غم علاقہ کی جعفر ایکسپریس میں دو دھماکہ ہوئے۔	۶	۱۸
۱۷	۱۴نومبر	فاٹا	خیبر ایجنسی کے علاقے باڑامیں نامعلوم افرادنے آرمی آفسرز پر حملہ کیا۔[۱]	۶	-
			کل	۱۸۰	۵۷۱۳

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15 PM,9/6/17

خلاصہ بحث:

پر تشدد واقعات کے شر سے حکومتی اور نجی ادارے بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ پاکستان شدت پسندی میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۷ء میں پر تشدد واقعات کی شرح پاکستان میں اس قدر بڑھ گئی کہ پاکستان شدت پسندی میں پہلے نمبر پر آ گیا۔ ان دہشت گردوں کا سب سے زیادہ نشانہ آرمی اور پولیس والے بنے۔ ۲۰۰۸ء میں دہشت گردی کے سب سے زیادہ واقعات پیش آئے جن کی نوعیت ۲۸ کے قریب تھی۔ ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک حکومتی اور نجی اداروں میں ۱۸۲ کے قریب واقعات رونما ہوئے۔ جن میں ۲۰۰۵ سے زائد سے لوگ مارے گئے۔ اور ۵۰۰۹ سے زائد زخمی ہوئے۔ زیادہ تر واقعات آرمی کانوائے، پولیس سٹیشن اور چیک پوسٹ پر ہوئے۔ جن کا ذریعے پاکستان کو ناکام ریاست بنانا ہے تاکہ شدت پسندی اور لا قانونیت کی وجہ سے عالمی دباؤ اور پابندیوں میں رہے۔

فصل چہارم

پر تشدد واقعات اور عوامی مراکز

فصل چہارم: پر تشدد واقعات اور عوامی مراکز

آج پاکستان کی صورتحال یہ ہے کہ دہشت گردی نے انسانی خون کے وقار کی اہمیت کھو دی ہے۔ عوام کا قتل عام ہے، ٹارگٹ کلنگ، دہشت گردی، بم دھماکہ، ڈرون مزائیل سبھی آگ ہی آگ برسا رہے ہیں اور سارا کا سارا پاکستان آگ میں جل رہا ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں بچا جہاں صف ماتم نہ بچھا ہو۔ کتنے سہاگ اجڑ چکے، کتنے بچے یتیم و مسکین ہوئے۔ کتنے والدین نے اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں سپرد خاک کیا۔ ان سب واقعات کا کوئی شمار نہیں۔ [۱]

ایک معاشرے کو پسماندہ کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ لوگوں کہ دلوں میں ڈر و خوف پیدا کر دیا جائے۔ دہشت گردوں نے پاکستان کو ترقی سے روکنے کے لئے عوامی مراکز کو تشدد کا نشانہ بنایا جس سے عوام میں خوف وہراس پھیل جائے۔ خوف وہراس پیدا کرنے سے دو چیزیں پروان چڑھتی ہیں۔ ایک یہ کہ انسان قابل نہیں رہتا دوسرا یہ کہ انسان ناامید ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایک معاشرہ کبھی بھی ترقی نہیں کر پاتا بلکہ اس کا یہ ڈر وخوف اس کو پسماندہ کر دیتا ہے اگر وہ اٹھ کر ہمت بھی کرنا چاہیں تو یہ ڈر وخوف راستے کا کانٹا بن جاتا ہے۔ ملک بھر میں جو طویل عرصے سے دہشت گردی کی لہر چلی آرہی ہے اس کی تپش سے ملک کا کوئی حصہ نہیں بچا۔ مساجد، عبادت گاہیں، تعلیمی ادارے، حکومتی و نجی اداروں کے بعد اس تپش نے عوامی مراکز کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عوامی مراکز میں عام طور پر تفریحی مقامات، بازار، ہوٹل وغیرہ شامل ہیں۔ تفریحی مقامات پر لوگ سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں پر افسوس کے ساتھ یہ مقامات بھی دہشت گردی سے محفوظ نہیں۔ ان پر تشدد واقعات کی وجہ سے مختلف شہروں اور علاقوں کے ایک ایک خاندان کے کئی کئی بچوں اور ان کے والدین کو قبروں میں اتارا گیا تو یہ قیامت خیز منظر دکھائی دیئے۔ لوگ اپنے جگر کے ٹکڑوں اور پیاروں کو اپنے ہاتھوں سے منوں مٹی تلے اتارتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ دہشت گردوں نے بہت کیبل کے آفس، سی ڈی کی دکانیں اور باربر شاپس کی عمارتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا کیونکہ ان کے نزدیک یہ سب کام حرام ہیں۔ [۲] پاکستان کی تاریخ ان قیامت خیز مناظر سے بھری پڑی ہے، پاکستان میں وقوع پذیر بڑے بڑے پر تشدد واقعات کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔www.nawaiwaqt.com.pk/overseas/19-Aug-2011/ - زد - کی - گردی - دہشت -پاکستان
7:21PM,10/2/17,میں۔

۲۔ psycology-of-extremism-and-terrorism-and-social-Pakistan Security report 2010,P:15.

۲۰۰۲ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۸ مئی	کراچی	شیرین ہوٹل کے قریب بس میں دھماکا ہوا۔[۱]	۱۱	۵
۲	۱۹ اگست	ٹیکسلا	ٹیکسلا کرسچن ہسپتال میں دھماکا ہوا۔[۲]	۳	۲۵
			کل	۱۳	۳۰

۲۰۰۳ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۸ جون	کوئٹہ	ہزارہ کے علاقے سارائب روڈ پر خودکش دھماکا ہوا۔	۱۱	۹
۲	۲۵ دسمبر	راولپنڈی	جھنڈا چیچی میں صدر پرویز مشرف پر دوسرا قاتلانہ حملہ ہوا۔ قوی امکان ہے کہ اس حملہ میں دو خودکش حملہ آور تھے اور دونوں ہلاک ہوگئے۔[۳]	۱۴	۴۶
			کل	۲۵	۵۵

۱۔ نوائے وقت، ۹ مئی ۲۰۰۲ء۔

۲۔ نوائے وقت، ۲۰ اگست ۲۰۰۲ء۔

۳۔ پنجابی طالبان، ص:۲

۲۰۰۴ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۶ جنوری	کراچی	فاطمہ جناح روڈ میں پاکستان بائبل سوسائٹی بلڈنگ میں دھماکہ ہوا۔	-	۱۱
۲	۲مارچ	کوئٹہ	لیاقت بازار میں شیعہ اور دیوبند فرقے میں جھڑپ ہوگئی۔	۴۲	۱۰۰
۳	۳مئی	بلوچستان	گوادر پورٹ پر گاڑی میں دھماکہ ہوا جس میں ۳ چینی مارے گئے۔[۱]	۳	۱۱
۴	۳۰جولائی	فتح جنگ	فتح جنگ کے گاؤں میں وزیر اعظم اور وزیر خزانہ کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی۔[۲]	۷	-
۵	۱۳اگست	قلات	بلوچی ٹاؤن کے نزدیک دوکان میں خودکش دھماکا ہوا۔	۳	۳
۶	۷اکتوبر	ملتان	گاڑی میں دھماکا ہوا جب سنیوں (دیوبند) کا جلوس رواں دواں تھا۔	۴۰	۱۰۰
۷	۱۰دسمبر	کوئٹہ	کوئٹہ کے بازار میں آرمی کے ایک ٹرک کے پاس دھماکا ہوا۔[۳]	۱۰	۳۰
			کل	۱۰۲	۲۵۵

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17.

۲۔پنجابی طالبان، ص:۲۵۴

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17.

۲۰۰۵ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۸ جنوری	گلگت	شیعہ اور دیوبند فرقے کے درمیان لڑائی ہوئی۔	۱۰	۰
۲	۲۵ مئی	وزیرستان	ایک ہی خاندان کے لوگ مکین تحصیل کے گاؤں بند کھیل میں دھماکے سے جاں بحق ہو گئے۔	۶	۰
۳	۱۵ نومبر	کراچی	فاسٹ فوڈ کی دوکان کے باہر کھڑی گاڑی میں دھماکا ہوا۔	۳	۸
۴	۸ دسمبر	شمالی وزیرستان	جنڈولہ کے قصبہ میں خودکش دھماکا ہوا۔	۱۲	۳۰
۵	۲۲ دسمبر	شمالی وزیرستان	جنڈولہ کے قصبے میں مذہبی سکالرز اور پنڈت کے درمیان لڑائی ہوائی۔[۱]	۷	-
			کل	۳۸	۳۸

۲۰۰۶ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۵ فروری	بلوچستان	تحصیل بولان میں لاہور سے کوئٹہ جانے والی بس میں دھماکا ہوا۔[۲]	۱۳	۱۸

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17.

۲۔نوائے وقت،۶ فروری ۲۰۰۶ء۔

۲	۹ فروری	ہنگو	یوم عاشورہ کے دن شیعوں کے جلوس میں دھماکا ہوا۔	۳۶	۱۰۰
۳	۱۰مارچ	بلوچستان	تحصیل ڈیرہ بگتی میں ایک بس بارودی سنگ سے ٹکرا گئی جس میں کئی عورتیں اور بچے جان بحق ہوئے۔	۲۶	۰
۴	۱۱اپریل	کراچی	عید میلاد النبی والے دن نشتر پارک میں دھماکہ ہوا۔ جس میں بہت سے سنی عالم مارے گئے۔	۵۰	–
۵	۱۲جون	کوئٹہ	کوئٹہ کے ہوٹل میں خود کش دھماکا ہوا۔	۵	۱۷
۶	۸نومبر	خیبر پختونخوہ	مالاکنڈ میں درگئی قلعہ میں خود کش دھماکہ ہوا۔	۴۲	۳۵
۷	۸ ستمبر	بلوچستان	بدخان تحصیل میں راکھنی بازار میں خود کش دھماکا ہوا۔	۶	۱۷
۸	۲۰اکتوبر	پشاور	بازار میں خریداری کے دوران دھماکا ہوا۔[۱]	۶	۲۱
			کل	۱۸۴	۲۰۸

۲۰۰۷ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۲مئی	کراچی	تین سیاسی پارٹیوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔[۲]	۵۰	۱۰۰
۲	۱۵مئی	پشاور	مرحبہ ہوٹل میں خود کش دھماکا ہوا۔[۳]	۲۴	۳۰

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17.

۲۔نوائے وقت، ۱۳مئی ۲۰۰۷ء۔

۳۔نوائے وقت، ۱۶مئی ۲۰۰۷ء۔

۳	۲۸اپریل	خیبر پختونخواہ	چارسدہ میں پبلک میٹنگ میں خودکش دھماکہ ہوا۔[۱]	۳۰	۵۰
۴	۱۲جولائی	خیبر پختونخواہ	تحصیل سوات میں تین قبائیل پر حملہ کیا گیا۔ دو خودکش دھماکے ہوئے، دو بم دھماکے اور ایک میزائل سے حملہ کیا گیا جس میں کچھ پولیس والے بھی مارے گئے۔[۲]	۲۰	-
۴	۲۷جولائی	اسلام آباد	آبپارہ میں عزیز ہوٹل میں خودکش دھماکہ ہوا۔[۳]	۱۳	۶۱
۵	۴ستمبر	راولپنڈی	قاسم مارکیٹ کے نزدیک آج سی این جی سٹیشن میں بس پر دھماکہ ہوا۔	۲۰	۴۷
۶	۱۹اکتوبر	کراچی	شاہراہ فیصل میں بے نظیر بھٹو کے قافلے پر دو خودکش دھماکے ہوئے۔[۴]	۱۳۶	۴۳۴

۱۔ http://en.wikipedia.org/wiki/terrorist_incident_in_Pakistan_in_2007,2:45AM,9/5/17

۲۔ پنجابی طالبان، ص:۲۵۵

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17

۴۔ پنجابی طالبان، ص:۲۵۶

۷	۲۷دسمبر	راولپنڈی	پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کو لیاقت باغ راولپنڈی میں فائرنگ کرکے ہلاک کر دیا گیا۔ اسی اثناء میں موٹر سائیکل سوار نے خودکش دھماکا کیا۔ عینی شاہدین کے نزدیک وہاں پر ۳ دہشت گرد موجود تھے۔ [۱]	۳۱	۱۰۰
			کل	۳۲۴	۸۲۲

۲۰۰۸ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۹فروری	خیبر پختونخواہ	چارسدہ میں شب قدر میں پبلک میٹنگ میں دو خودکش دھماکہ ہوا۔	۱۶	۳۸
۲	۱۱فروری	فاٹا	جنوبی وزیرستان میں اے این پی اور امن کمیٹی کے قافلے میں خودکش دھماکہ ہوا۔	۱۰	۱۳
۳	۱۴فروری	فاٹا	خیبر ایجنسی میں پاراچنار میں پاکستان پیپلز پارٹی کے قافلے میں دھماکہ ہوا۔	۵۱	۹۳
۴	۲۹فروری	سوات	جنازے میں خودکش حملہ آور نے خود کو بم سے اڑالیا۔	۳۰	۶۶
۵	۲مارچ	خیبر پختونخواہ	دراہ آدم خیل میں قبیلوں کے درمیان جرگہ میں خودکش دھماکہ ہوا۔ [۲]	۳۷	۴۹

۱۔ روزنامہ جنگ، ۲۸دسمبر ۲۰۰۷ء۔

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/

۶	۱۸مئی	خیبر پختونخواہ	مردان میں پنجاب ریجمنٹ سنٹر میں بیکری میں دھماکہ ہوا۔	۱۲	۲۳
۷	۶جولائی	اسلام آباد	وفاقی دارلحکومت اسلام آباد کے گنجان آباد علاقے میلوڈی میں خودکش حملہ ہوا۔	۳۵	۴۰
۸	۱۳جولائی	ڈیرہ اسماعیل خان	شیعوں کی مجلس میں حملہ ہوا۔	–	۴
۹	۱۳اگست	لاہور	رات ۱۱بجکر ۳۴منٹ پر علامہ اقبال کے علاقے دبئی چوک پر خودکش حملہ ہوا جس میں لوگ یوم آزادی کی تقریبات سے واپس آرہے تھے۔[۱]	۹	۳۵
۱۰	۱۹اگست	ڈیرہ اسماعیل خان	ہسپتال کے نزدیک شیعہ اور پولیس والے موجود تھے خودکش دھماکہ ہوا۔	۳۳	۵۴
۱۱	۲۰ستمبر	اسلام آباد	ایک خودکش حملہ آور نے دھماکا خیز مواد سے بھرا ٹرک وفاقی دارالحکومت کے فائیو سٹار میریٹ ہوٹل سے ٹکرا دیا۔ یہ ایک طرح کا خودکش دھماکا تھا۔[۲]	۶۰	۲۶۶
۱۲	۱۲اکتوبر	خیبر پختونخواہ	چارسدہ میں اے این پی کے صدر کے گھر پر حملہ ہوا۔[۳]	۵	۱۸

۱۔ پنجابی طالبان، ص:۲۵۶

۲۔ ایکسپریس نیوز، ۲۱ستمبر ۲۰۰۸ء۔

۳۔ پنجابی طالبان، ص:۲۵۷

۱۳	۱۶اکتوبر	اسلام آباد	ایک خود کش حملہ آور نے ضلع بھکر کے علاقے میں ہونے والے سیاسی اجتماع میں گھس کر خود کو دھماکے سے اڑالیا۔[۱]	۲۵	۶۰
۱۴	۱۰اکتوبر	فاٹا	اورکزئی ایجنسی میں علی زئی قبیلہ کے جرگہ میں دھماکہ ہوا۔[۲]	۱۲۰	۲۰۰
۱۵	۱۱نومبر	پشاور	سپورٹس گالہ کی تقریب میں دھماکہ ہوا۔[۳]	۴	۹
			کل	۴۴۷	۹۶۸

۲۰۰۹ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۵فروری	ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے چالیسویں کے جلوس میں خود کش دھماکہ ہوا۔	۳۱	۴۶
۲	۲۰فروری	ڈیرہ اسماعیل خان	جنازے میں خود کش دھماکہ ہوا۔	۳۶	۱۷۷
۳	۱۶مارچ	راولپنڈی	لاری آڈے پیر ودائی پر ایک خود کش دھماکہ ہوا۔[۴]	۱۵	۲۵

۱۔ نوائے وقت، ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۸ء۔

۲۔ روزنامہ جنگ، ۱۱اکتوبر ۲۰۰۸ء۔

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17

۴۔ پنجابی طالبان، ص:۲۵۶

۴	۱۴اکتوبر	لاہور	مون مارکیٹ میں دوخود کش دھماکہ ہوئے۔	۴۷	۱۴۳
۵	۱۰اکتوبر	پشاور	خیبر بازار جو کہ کراچی بازار کے نزدیک ہے دھماکہ ہوا۔	۴۸	۱۱۳
۶	۲۸اکتوبر	پشاور	مینہ بازار میں خود کش دھماکہ ہوا۔[۲]	۱۳۷	۲۰۰
			کل	۳۱۴	۷۰۴

۲۰۱۰ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۵فروری	کراچی	عاشورہ کے چہلم میں دھماکہ ہوا۔[۱]	۳۴	۱۰۰
۲	۵اپریل	ضلع دیر	لوئر دیر میں اے این پی کی ریلی میں دھماکہ ہوا۔[۲]	۵۶	۱۰۶
۳	۱۷اپریل	کوہاٹ	ائی ڈی پی کیمپ میں حملہ ہوا۔	۴۱	۶۴
۴	۱۶اپریل	کوئٹہ	جناح روڈ پر سیول ہسپتال میں دھماکہ ہوا۔[۳]	۱۱	۴۰
۵	۱۹اپریل	پشاور	قصہ خوانی بازار میں جماعت اسلامی کی ریلی میں دھماکہ ہوا۔	۲۷	۴۰
۶	۵جولائی	ضلع دیر	لوئر دیر میں سکاؤٹ کیمپ پر حملہ ہوا۔[۴]	۱	۱۲

۱۔ایکسپریس نیوز،۶فروری ۲۰۱۰ء۔

۲۔روزنامہ اساس،۶اپریل ۲۰۱۰ء۔

۳۔ CMC'S Study Report On Sucide Attacks In Pakistan, ,P:90

۴۔ Pakistan Security Report 2010,P:15

۷	۳ستمبر	کوئٹہ	میزان چوک پر یوم القدوس ریلی میں خود کش دھماکہ ہوا۔ [۱]	۶۴	۲۰۳
۸	۷ستمبر	پشاور	پولیس لائن کالونی میں حملہ ہوا۔	۲۴	۹۰
۹	۱۰دسمبر	ہنگو	پرائیویٹ ہسپتال میں دھماکہ ہوا۔ [۲]	۱۷	۳۰
			کل	۲۷۵	۶۸۵

۲۰۱۱ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۵جنوری	لاہور	اُردو بازار میں چہلم کے جلوس میں دھماکہ ہوا۔	۱۳	۷۱
۲	۹مارچ	پشاور	ادی زئی کے علاقے میں جنازے میں خود کش دھماکہ ہوا۔	۳۴	۴۳
۳	۱اپریل	کوہاٹ	درہ آدم خیل کی مارکیٹ میں حملہ ہوا۔	۱	۱۰
۴	۴اپریل	ضلع دیر	لوئر دیر میں جماعت اسلامی کی ریلی میں دھماکہ ہوا۔	۸	۲۶
۵	۲۱اپریل	کراچی	ملٹی سٹوری برک کلب میں دھماکہ ہوا۔ [۳]	۱۶	۳۷

۱۔نوائے وقت،۴ستمبر۲۰۱۰ء۔

۲۔Pakistan Security Report 2010,P:91

۳۔CMC'S Study Report On Sucide Attacks In Pakistan, ,P:90

۶	۵جون	نوشہرہ	بیکری میں دھماکہ ہوا۔[۱]	۲۲	۴۱
۷	۱۱جون	پشاور	خیبر سپر مارکیٹ میں دھماکہ ہوا۔[۲]	۴۲	۱۰۸
			کل	۱۳۶	۳۳۶

۲۰۱۲ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۱مارچ	پشاور	بڈھ بیر قبرستان میں جنازے کے دوران خود کش دھماکہ ہوا۔	۱۴	۳۳
۲	۴مئی	ضلع دیر	خار بازار میں خود کش دھماکہ ہوا۔[۳]	۱۷	۴۱
۳	۱۶اگست	خیبر پختونخواہ	مانسہرہ لولوسار پٹ جھیل پر دہشت گردوں نے حملہ کیا۔	۲۴	-
۴	۱۸ستمبر	کراچی	حیدری مارکیٹ میں دو دھماکہ ہوئے۔	۷	۲۰
۵	۲۵نومبر	ڈیرہ اسماعیل خان	کمشنر بازار میں دو دھماکہ ہوئے۔[۴]	۵	۷۰
			کل	۶۷	۱۶۴

۱۔Pakistan Security Report 2011,P:85

۲۔روزنامہ جنگ، ۱۲جون ۲۰۱۱ء۔

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17

۴۔Pakistan Security Report 2012,P:78

۲۰۱۳ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱جنوری	کراچی	عائشہ منزل کے پاس ایم کیو ایم کی تقریب میں موجود موٹر سائیکل میں دھماکہ ہوا۔	۴	۴۵
۲	۱۰جنوری	کوئٹہ	المدار روڈ پر خود کش دھماکہ ہوا۔	۸۹	۱۴۳
۳	۳۰جنوری	کراچی	کمرشل پلازہ میں رات کے وقت دھماکہ ہوا۔	۳	۴
۴	۱۶فروری	کوئٹہ	کرانی روڈ پر خود کش دھماکہ ہوا۔	۸۵	۲۳۵
۵	۱۶اپریل	خیبر پختونخواہ	ایکس فیڈرل منسٹر کے جنازے میں خود کش دھماکہ ہوا۔ (۲)	۱۰	۶۰
۶	۲۲مارچ	کوئٹہ	مارکیٹ میں دھماکہ ہوا۔	۶	۱۵
۷	۱۵جون	بلوچستان	زیارت میں قائداعظم ریزیڈنسی پر حملہ ہوا۔	-	-
۸	۱۸جون	خیبر پختونخواہ	مردان میں ایک جنازے کے دوران دھماکہ ہوا۔	۲۲	۶۰
۹	۶جولائی	لاہور	پرانی انارکلی میں فوڈ سٹریٹ میں بخارا فوڈ سنٹر میں دھماکہ ہوا۔ (۳)	۳	۴۳

۱۔Pakistan Security Report 2013,P:78

۲۔Pakistan Security Report 2013,P:79

۳۔CMC'S Study Report On Sucide Attacks In Pakistan, ,P:90

۱۰	۱۶اگست	بلوچستان	کچی میں نیشنل ہائی وے پر پیسنجر کوچ پر حملہ ہوا، جس میں بہت سے لوگوں کو اغوا کر لیا گیا۔	۱۴	-
۱۱	۱۸اگست	کوئٹہ	پولیس لائنز میں نماز جنازہ کے وقت خود کش دھماکہ ہوا۔[۱]	۴	۳۳
۱۲	۲۹ستمبر	پشاور	قصہ خوانی بازار میں گاڑی میں دھماکہ ہوا۔[۲]	۳۹	۹۱
۱۳	۲۰دسمبر	کراچی	عیسیٰ نگری کے قریب پختون چوک میں دھماکہ ہوا۔[۳]	۲	۲۷
			کل	۲۸۱	۷۵۶

۲۰۱۴ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱جنوری	کوئٹہ	اختر آباد میں ایران سے آنے والی زایرین کی بس میں دھماکہ ہوا۔	۲	۳۱
۲	۲۰جنوری	راولپنڈی	آر اے بازار چوک میں دھماکہ ہوا۔	۱۳	۲۹
۳	۲۱جنوری	کوئٹہ	مستونگ میں شیعہ فرقہ کی مجلس پر حملہ ہوا۔	۲۹	۳۵
۴	۱۱فروری	پشاور	شمعہ سینما میں ہال نمبر ۲ میں ۳ دھماکہ ہوئے۔[۴]	۱۵	۲۱

۱۔Pakistan Security Report 2013,P:78

۲۔جنگ، ۳۰ستمبر ۲۰۱۳ء۔

۳۔Pakistan Security Report 2013,P:78

۴۔CMC'S Study Report On Sucide Attacks In Pakistan, ,P:90

۵	۲۳فروری	خیبر پختونخواہ	کوہاٹ میں پشاور چوک میں امرود کے کریٹ میں موجود دھماکہ ہوا۔	۱۰	۱۴
۶	۳مارچ	اسلام آباد	ایف-۸ کچہری میں دھماکہ ہوا۔[۱]	۱۱	۲۹
۷	۹اپریل	اسلام آباد	سبزی منڈی میں دھماکہ ہوا۔[۲]	۲۱	۱۲۲
۸	۲۴اپریل	کراچی	پختون چوک میں پرانی سبزی منڈی میں خودکش دھماکہ ہوا۔	۴	۴
۹	۲۵اپریل	کراچی	دہلی کالونی میں موجود رکشہ میں دھماکہ ہوا۔	۶	۲۵
۱۰	۸جون	کوئٹہ	ہاشمی ہوٹل میں خودکش دھماکہ ہوا، اس وقت وہاں بہت سے شیعہ زائرین موجود تھے۔	۲۴	۱۴
۱۱	۱۴اکتوبر	کوئٹہ	شیعہ فرقہ کی مجلس میں حملہ ہوا۔	۶	۲۷
۱۲	۲۳اکتوبر	کوئٹہ	جماعت اسلامی کی مجلس میں حملہ ہوا۔[۳]	۲	۳۰
			کل	۱۴۳	۳۸۱

۲۰۱۵ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۱۷فروری	لاہور	قلعہ گجر سنگھ کے علاقے میں دھماکہ ہوا۔[۴]	۸	۱۹

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17

۲۔ایکسپریس نیوز، ۱۰اپریل ۲۰۱۴ء۔

۳۔Pakistan Security Report 2014,P:68

۴۔روزنامہ جنگ، ۱۸فروری ۲۰۱۵ء۔

۲	۲۴ فروری	کوئٹہ	چمن میں دھماکہ ہوا۔[۱]	۱	۸
۳	۲۶اپریل	بلوچستان	سبی میں سبزی منڈی چوک پر ریموٹ کنٹرول بم سے دھماکہ ہوا۔[۲]	۴	۲۴
۴	۱۳مئی	کراچی	ملیر میں سفورہ چورنگی پر موجود اسماعیلی فرقہ کی بس میں دھماکہ ہوا۔	۴۳	۱۳
۵	۱۳ستمبر	ملتان	وہاڑی چوک میں بس سٹینڈ کے پاس دھماکہ ہوا۔	۱۱	۷۰
۶	۱۹اکتوبر	کوئٹہ	دخانی باباچوک پر سرائب پل کے پاس موجود بس میں دھماکہ ہوا۔	۱۱	۱۹
۷	۲۳اکتوبر	جیکب آباد	کوئٹہ روڈ پر محرم کے عاشورہ جلوس میں دھماکہ ہوا۔	۲۱	۲۹
۸	۲۹اکتوبر	کوئٹہ	مروار کے علاقے میں ایک بس لینڈ مائن سے ٹکرا گئی۔	۵	-
۹	۱۳دسمبر	فاٹا	خرم ایجنسی میں پاراچنار میں عید گاہ بازار میں دھماکہ ہوا۔[۳]	۲۵	۶۷
			کل	۱۲۹	۲۴۹

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17

۲۔ Pakistan Security Report 2015,p:96

۳۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17

۲۰۱۶ء

نمبر	تاریخ	جگہ	حادثہ	قتل	زخمی
۱	۲۷مارچ	لاہور	گلشن اقبال پارک میں گیٹ نمبر ۵ پر خودکش دھماکہ ہوا۔[1]	۷۰	۳۳۱
۲	۲ستمبر	مردان	کچہری کے گیٹ پر خودکش حملہ ہوا۔	۱۳	۵۱
۳	۲۹اکتوبر	کراچی	ناظم آباد میں مذہبی مجلس میں فائرنگ ہوئی۔	۵	-
۴	۲۲نومبر	کوئٹہ	چمن میں دھماکہ ہوا۔[2]	۱	۳
			کل	۸۹	۳۸۵

خلاصہ بحث:

دہشت گردوں کا اصل مقصد لوگوں میں خوف وہراس پھیلانا ہوتا ہے۔اور دہشت گردوں کے اس عذاب سے پورا پاکستان ہل کر رہ گیا ہے۔ملک کو ترقی سے روکنے کے لئے عوامی مراکز کو نشانہ بنایا گیا ہے۔۲۰۰۰ءسے لے کر ۲۰۱۶ء تک پاکستانی عوامی مراکز میں تقریباً ۱۲۰ کے قریب بڑے بڑے پر تشدد واقعات پیش آئے ہیں۔جن میں ۲۵۷۱ کے قریب لوگ مارے گئے ہیں اور ۶۰۲۶ کے قریب لوگ زخمی ہوئے ہیں۔

ان دھماکوں اور پر تشدد واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بڑی تعداد میں کرتم مافیا پر منظم طریقے سے ایک تسلسل کے ساتھ پاکستانی عوام کو دہشت زدہ کرنا چاہتے ہیں۔جس کے ذریعے پاکستانی معیشت کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں بزنس سنٹر،عوامی مراکز اور بڑے بڑے بازاروں میں انوسٹمنٹ اور زرمبادلہ کا تناسب کم ہوا ہے اور اسی طرح اکانومی اور کاروبار بُری طرح متاثر ہوئے ہیں۔

۱۔نوائے وقت،۲۸مارچ ۲۰۱۶ء

۱۔http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,10:15PM,10/4/17

باب سوم

پاکستان میں پر تشدد واقعات کے عوامل واسباب

فصل اول: فکری انحراف غلامانہ ومحکومانہ ذہنیت

فصل دوم: عدل سے محرومی اور غربت وکرپشن کی بہتات

فصل سوم: تعصب اور عدم برداشت

فصل چہارم: سیاسی غلبہ واستحصال، حریت کی پامالی

فصل اول

فکری انحراف غلامانہ و محکومانہ ذہنیت

مبحث اول: جہاد کی غلط تشریح، بغیر استاد کے کتابوں کا مطالعہ اور دین کا غلط تصور

مبحث دوم: ترک قرآن اور اس کے فہم میں کمی

مبحث سوم: پیغمبرانہ دعوت کے اسلوب سے انحراف اور بے مہار خطابت

مبحث چہارم: مغربی ثقافتی یلغار اور اسلامی تہذیب کی محکومی

فصل اول: فکری انحراف غلامانہ و محکومانہ ذہنیت

گزشتہ ابواب میں پر تشدد واقعات ان کی اقسام، آغاز و ارتقاء کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ یہ پر تشدد واقعات بغیر سبب کے یوں ہی پیدا نہیں ہو جاتے اس کے پیچھے کچھ اسباب اور محرکات لازمی ہوتے ہیں۔ اس عالم آب و گل میں کوئی چیز بغیر سبب کے نہیں ہوتی اور نہ کوئی پودا بغیر بیج کے پیدا ہوتا ہے۔ اور جو نتائج سامنے آتے ہیں ان کے بھی کچھ اسباب ہوتے ہیں، کوئی مسبب بھی سبب کے بغیر پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ کا یہی قانون اس کائنات میں جاری و ساری ہے۔

ایسی حالت میں سبب کا جاننا بہت ضروری اور اہمیت رکھتا ہے، اس سے صرف یہی نہیں کہ حیرت کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر علاج کی نوعیت متعین ہوتی ہے اور دوا تجویز کی جاتی ہے۔ نہ بغیر تشخیص کے علاج ممکن ہوتا ہے اور بغیر اسباب جانے مرض کی صحیح تشخیص ہوتی ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ پر تشدد انتہا پسندی کا کوئی ایک سبب نہیں ہے بلکہ متعدد اور نوع بہ نوع اسباب ہیں۔ کچھ اسباب دینی ہیں تو کچھ سیاسی ہیں، کچھ سماجی ہیں تو کچھ اقتصادی، کچھ نفسیاتی ہیں تو کچھ نظریاتی ہیں اور کچھ اسباب ایسے بھی ہیں جنھیں ان سب کا یا بعض کا مرکب بھی کہا جاتا ہے۔[1] فکری انحراف اور محکومانہ ذہنیت کے لحاظ سے پر تشدد واقعات کے اسباب اور محرکات درج ذیل ہیں۔

ا۔ اسلامی بیداری (انکار و انتہا پسندی کے نرغے میں)، الدکتور یوسف القرضاوی، سلمان ندوی، مکتبہ تعمیر انسانیت اُردو بازار لاہور، ۱۹۸۷ء، ص: ۶۲/ ۶۳/ ۶۴

مبحث اول: جہاد کی غلط تشریح، بغیر استاد کے کتابوں کا مطالعہ اور دین کا غلط تصور

- **جہاد کی غلط تشریح**

اسلام میں جہاد کے تصور کی غلط توجیہات کی بناء پر آئے دن خود کش حملے اور تشدد کے واقعات سے نہ صرف ناحق معصوم جانیں ضائع ہو رہی ہیں بلکہ دنیا بھر میں اسلام کے بارے میں غلط تاثر پیدا ہو رہا ہے۔ اسلام میں جہاد کا تصور بہت وسعت کا حامل ہے۔ اس سے مراد ہر قسم کی شدید جدوجہد ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، اپنی اور دوسروں کی بہتری کے لیے کی جائے۔ یہ بہتری فلاح ہے اور فلاح کا راستہ اللہ کا دیا ہوا نظریہ حیات ہے۔ لہذا اپنے نفس کو بیماریوں سے پاک کرنا، اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق راہیں تعین کرنا، علم کا ابلاغ، غربت کا تدارک، اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کی کوشش اور اس سے تعلق استوار کرنے کے لئے جہد مسلسل حتیٰ کہ رزق حلال کے لئے جدوجہد، یہ سب اللہ کی راہ میں جہاد کی مختلف شکلیں ہیں۔ ان کے علاوہ آزادی دین، انسانی جان کا تحفظ اور بقاء اور قیام امن کے راستے میں رکاوٹوں کو دور کرنا بھی جہاد کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے لئے جنگ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ دراصل دنیا کا کوئی بھی معاشرہ یا ملک ایسی جنگ سے منکر نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے متواتر تیاری ہوتی رہتی ہے۔

مسلمانوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ موجودہ دور میں ایک خاص طبقے اور سوچ کے چند نام نہاد لوگ جہاد کے غلط تصور کی بناء پر غیر مسلم یا ان سے کسی طرح تعلق رکھنے والوں کو مارنے یا اپنی سوچ کی حریت کے نفاذ کے لئے زبردستی کرنا اور اس کے لیے قتل و خون سے بھی گریز کرنے کو جہاد سے تعبیر کر رہے ہیں۔ خود کش حملے بھی اسی سوچ کا نتیجہ ہیں۔[۲]

انتہاپسندوں اور دہشت گردوں نے قرآن و حدیث کے بعض الفاظ اور اصطلاحات کو غلط طور پر اپنا رکھا ہے۔ وہ قرآن کریم کی چند آیات اور بعض احادیث مبارکہ کو ان کے شان نزول اور واقعاتی اور تاریخی سیاق و سباق سے کاٹ کر انتہاپسندانہ اور دہشت گردانہ تشریح و تعبیر کا جامہ پہنا دیتے ہیں۔ یہ لوگ جہالت اور خود غرضی کے پیش نظر جہاد، شہادت، خلافت اور دارالحرب اور دارالاسلام جیسی اصطلاحات سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

۱۔ مسائل مسلم اور امن، ڈاکٹر فضل الرحمنٰ یوسف فضلی، ادارہ تعمیر اخلاق، آلومہار، ضلع سیالکوٹ، س۔ن، ص:۷۸/۷۹

۲۔ امت مسلمہ کے فکری مسائل اور ان کا حل، حافظ اختر علی ارشد، جامعہ اسلامیہ لاہور، س۔ن، ص:۷۹

مسلمان نوجوانوں کو بے محل استعمال کرتے ہیں اور خصوصا نوجوانوں کو کہتے ہیں کہ یہ سب قرآن و حدیث میں ہے۔جب کہ حقیقت میں یہ انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کی طرف سے اسلام پر بہت بڑا الزام ہے۔اُن کے اس خطرناک نظریے کا قرآن، حدیث اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ہمارے ہاں کئی مذہبی سیاسی جماعتوں کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ وہ اپنے خاص مقاصد کے لئے اسلام، دین، جہاد، شہادت، یا اسلامی نظام، نظام مصطفی ﷺ اور نظام شریعت جیسی اصطلاحات بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔اور سادہ لوح مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلتے ہیں۔جہاد کے نام پر عوام کے جذبات کو مشتعل کرتے ہیں اور خود ساختہ مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[۱]

- **بغیر استاد کے کتابوں کا مطالعہ:**

تشدد کا ایک سبب لوگوں کا اسلامی کتابوں کو بغیر کسی استاد کے مطالعہ کرنا ہے۔یہ ان کی گمراہی کا سب سے بڑا سبب ہے کہ وہ بغیر استاد کے اصول و قواعد، شریعت، تفسیر، احادیث کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر اس کا مطالعہ کرنے کے کے بعد خود بخود کوئی رائے قائم کر لیتے ہیں جس سے معاشرے میں غلو اور شدت پسندی پیدا ہوتی ہے۔پہلے کے دور میں چاہے صحابہ کہ دور ہو تابعین کا دور ہو یا تبع تابعین کا سب کے سب تمام کتب کا مطالعہ استاد کی نگرانی میں کرتے تھے۔ہمارے دور میں طلبہ نے انتہائی دشوار مسائل کے احکام کو قبل اس کے کہ قرآن و سنت والے علم کے ساتھ ان کے پیر مضبوط ہوں انھوں نے استنباط اور استخراج شروع کر دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے قدم اکھڑ جاتے ہیں اور وہ لوگوں پر تکفیر اور قتل کے فتوے لگاتے ہیں۔[۲]

- **دین کا غلط تصور:**

تشدد اور دہشت گردی کا سب سے اہم سبب دین اسلام کا غلط تصور ہے مسلمانوں میں بھی دیگر مذاہب کی طرح یہ ہوا کہ اسلام کو محض ایک مذہب سمجھ لیا گیا جو چند عقائد رسوم و رواج کا مجموعہ ہے جس کا انسانی زندگی کے دیگر مسائل و امور سے کوئی تعلق نہیں اور دوسرے مذاہب کی طرح گویا یہ بھی صرف انسان اور خدا کے شخصی تعلقات پر بحث کرتا ہے۔

۱۔ حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر، ص:۵۱

۲۔ فکر خوارج، ص:۱۷۱ / ۱۷۲

اسی غلط تصور کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں جو طبقہ مذہبی کہلانے لگا وہ محض مذہبی کاموں میں لگ گیا۔ اور بعض نے محض مذہب کو چند ڈگریاں حاصل کرنے کا علم سمجھ لیا۔ اور بعض نے مذہب کے نام پر لوگوں کو دھوکا دینا شروع کر دیا اور زندگی کے معاملات میں مذہب پر عمل کرنے کی ضرورت تک محسوس نہ کی گئی مثلاً تجارت اور حکومت کے کاموں کو دین کا حصہ نہ سمجھا گیا۔ (۱)

۱۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص:۱۸۱ / ۱۸۲

مبحث دوم: ترک قرآن اور اس کے فہم میں کمی

قرآن فہمی میں کمی ایسا بنیادی اور اہم سبب ہے جو کہ فہم دین کے سلسلے میں انتہا پسندی اور انحراف کا باعث ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کی اتباع میں لگے رہتے ہیں جبکہ یہ شیوہ راسخین فی العلم کا نہیں بلکہ ان کا لوگوں کا ہے جن کہ دل میں ٹیڑھ پائی جاتی ہے۔

﴿ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِه﴾[1]

ترجمہ: سو جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں۔

غالی اور بدعتی حضرات قدیم زمانے سے متشابہات کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ اسی سے اپنی جھولی بھرتے ہیں اور اسی کو اپنا اثاثہ مانتے ہیں محکمات سے اغراض کرتے ہیں جبکہ محکمات ہی قول فصیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج کے دور کے غالیوں کا بھی یہی اسلوب ہے کہ وہ محکمات چھوڑ کر متشابہات کو بنیاد بنا کر سخت ترین نتائج کا استخراج کرتے ہیں۔ اسی بنیاد پر وہ شدت پسندی اختیار کر کے لوگوں کو قتل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یہی اسلوب خوارج نے بھی اپنا کر بہت سے مسلمانوں اور صحابہ کرام کی جان لی تھی۔[2] تشدد کا ایک بنیادی سبب یہی ہے کہ اہل مذہب قرآن کو خدا کی نازل کردہ ایک **"نصب العین"** کے طور پر لینے کی بجائے محض میراث میں ملی ایک ایسی کتاب کی صورت میں قبول کیے ہوئے ہیں کہ جسے محض اپنے نظریات کی تائید کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اُن کا معاملہ یہ نہیں کہ بالکل خالی الذہن ہو کر آئیں اور قرآن سے عقیدہ و نظریہ کے باب میں رہنمائی لے لیں۔ بلکہ یہاں ترتیب یہ قرار پا چکی ہے کہ پہلے دل و دماغ میں مزعومہ عقائد و نظریات پوری پیوستگی کے ساتھ جما کر قرآن کے حضور آیا جا سکے اور پھر انھیں مزعومہ عقائد و نظریات کو قرآن سے کشید کرنے میں مہارتوں کے جوہر دکھلاتے ہیں۔ قرآن کو حق تدبر نہ دینا وہ مجرمانہ غفلت ہے جس کا خمیازہ **"فرقہ واریت"** کی صورت میں ہمیں بھگتنا پڑ رہا ہے۔ وہ عقائد جو کسی مسلمان کے لئے ضروری ہو سکتے ہیں، جن پر نجات کا مدار ہے، قرآن نے ان کو بیان کرنے میں کوئی ابہام نہیں چھوڑا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ رب تعالیٰ انسانیت کے نام ہدایت نامہ بھیجے اور اس میں انسان کی نجات کے لئے ضروری عقائد کو ہی بیان نہ کرے یا اس میں کوئی ابہام و جمال چھوڑ دے، یہاں تک کہ انسانیت گمراہی کی وادیوں میں گھومتی پھرے۔[3]

۱۔ سورۃ آل عمران: ۳/۷

۲۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴، ص:۱۹/۲۰

۳۔ ماہنامہ الشریعہ، آراء و افکار، دار لعلوم تعلیم القرآن، پلندری، آزاد کشمیر، جون ۲۰۱۴ء، شمارہ:۲۵، ج:۶، ص:۱۲

قرآن رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے اور اس کو ہماری رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا۔ آج کے دور میں مسلمانوں نے قرآان کو بلکل ہی ترک کر دیا ہے۔اور جہاں مولوی حضرات اور علماء کو قرآنی تعلیمات کو سمجھتے ہوئے مسلمانوں کو ایک کرنا چاہیے تھا۔ انھوں نے دین وشریعت کا درس دینے کی بجائے مسلمانوں کو مسلکی اختلافات میں ڈال کر بھائی بھائی کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ جو مسلمانوں میں مزید نفرت اور انتشار کا سبب بنی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

﴿ قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ. يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلاَمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴾[1]

ترجمہ: تمھارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس یک رضا کے طالب ہیں، سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی طرف ان کی رہ نمائی کرتا ہے۔

آج مسلمانوں کی اکثریت کا عملاً قرآن سے اگر کچھ تعلق نظر آتا ہے تو بس یہ کہ وہ اسے اپنے گھروں میں ریشمی جزدانوں میں لپیٹ کر الماریوں میں سجا کر رکھتے ہیں، مختلف امراض کے علاج کے لیے اس کی آیتوں کے تعویذ بنا کر گلے میں باندھتے اور دھو کر پیتے ہیں، جنّات اور بھوت پریت بھگانے کے لیے اسے پڑھ کر پھونکتے ہیں۔ تنازعات کی صورت میں اس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتے ہیں، دوکانوں اور مکانوں کی برکت کے لیے قرآنی آیات پڑھاتے ہیں اور ان کے افتتاح کے موقع پر قرآن خوانی کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ ہم نے قرآن سے منہ موڑ لیا ہے اس کے احکامات کو بجالانے میں اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں کی تو پھر شکوہ کیسا۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴾[2]

ترجمہ: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقے میں نہ پڑھو۔

یہاں اللہ کی رسی سے مراد قرآن پاک ہے جو ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لئے نازل ہوا تھا اور ہم نے اس کو زندگی سے بالکل ہی ترک کر دیا ہے۔ جہاں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے مسلمانوں کو پکڑے رکھنا چاہیے تھا وہاں مسلمان بس کھانے اور پیٹ کے بندوبست کے لئے بھاگ رہے ہیں۔ اس میں وہ حلال اور حرام کا فرق بھی بھول جاتے ہیں اور

۱۔ سورۃ المائدۃ:۵/ ۱۶،۱۵

۲۔ سورۃ آل عمران:۳/ ۱۰۳

اپنا مفاد حاصل کرنے کے لئے لوگوں کا حق بھی مار دیتے ہیں جو مزید معاشرے میں نفرت اور انتشار کا سبب بنتی ہے۔ میڈیا جلتی پر تیل کا کام کرتی ہے۔ مسلم ممالک میں مسلمانوں کی تہزیب وثقافت پر مبنی پروگرام نشر کرنے کی بجائے مغرب کے تہذیب وثقافت کے چرچے ہیں کہ ہمارے پاس اب نماز اور قرآن پڑھنے کا وقت نہیں لیکن ان پروگرامز کو دیکھنے کا وقت ہے۔ قرآن کو بس گھروں میں سجا دیا گیا ہے۔ میڈیا کی بدولت مسلکی اختلاف کو بہت فروغ ملا ہے جو ہر مسئلے کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہے جو مزید مسلمانوں میں انتشار کا سبب بنتی ہے۔ مغربی تہذیب وثقافت کے ایسے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں کہ ہماری نوجوان نسل پردہ کو چھوڑ کر بے حیائی کی طرف جاتی جارہی ہے۔ قرآن نے عورت کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا ہے اور آج کی نوجوان نسل اس کو بھول کر نت نئے بے پردگی والے فیشنز کرنے پر مصروف ہیں جس سے معاشرے میں زنا جیسا تشدد عام ہو جاتا ہے اور پھر اس جرم کی وجہ سے معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے خاندانوں کے خاندان ٹوٹ جاتے ہیں۔ پھر تشدد کی ایسی لہر اٹھتی ہے کہ کوئی روک نہیں سکتا۔ مغربی میڈیا کی بدولت اسلام کی غلط تصویر کشی کی جاتی ہے جس کی وجہ سے کمزور ایمان والے مزید اسلام سے دور ہو جاتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ))[1]

ترجمہ: میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، اگر انہیں تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اُس کے نبی کی سنت۔

مگر افسوس کہ ہم محتاج ہیں، مصائب ومشکلات کا شکار ہیں، دشمن نقصان پہنچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے، ایسی حالت میں قرآن ہمارے پاس ایک روشنی ہے جس سے ہم گھٹا ٹوپ تاریکی دور کر سکتے ہیں، اپنی مشکلات و مسائل کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے رویوں میں تبدیلی لائیں، قرآن کو حرز جان بنائیں کیوں کہ اللہ کا قانون اٹل ہے، تاریخ گواہ ہے کہ جس قوم نے اس کتاب کو مضبوطی سے تھاما اسے اپنا دستور حیات بنایا وہ بام عروج پر پہنچی اسے دنیاوی ترقی حاصل ہوئی اور دوسری قوموں نے اس کی قیادت وسیادت تسلیم کی اور جس نے اسے پس پشت ڈالا وہ دنیا میں ذلیل ہوئی اور پستی کے گڑھے میں جا گری، اس سنت کا اطلاق ہم پر بھی ہوتاہ

ا۔ المستدرک علی الصحیحین، کتاب: القدر، باب: النھي عن القول بالقدر، حدیث نمبر: ۱۵۹۴، ج: ۱، ص: ۱۷۶

۲۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص ۱۹

مبحث سوم: پیغمبرانہ دعوت کے اسلوب سے انحراف اور بے مہار خطابت

- **پیغمبرانہ دعوت کے اسلوب سے انحراف:**

تشدد پسندی کا ایک سبب پیغمبرانہ دعوت سے انحراف بھی ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کے پیغمبروں کی دعوت دین ہمیشہ صحیح جذبہ، صحیح نیت اور صحیح طریقہ پر مبنی رہی ہے، اور اس کے ساتھ تمام انبیا کرام علیہم السلام کے ذاتی کردار اور اعمال ان تعلیمات کا عکس رہے ہیں۔ ناصحانہ اسلوب، سچی تڑپ، بے آمیز کھری نیت، حکیمانہ طرز، قول و فعل، بشارت اس کے لوازمات سمجھے جاسکتے ہیں۔ مگر افسوس اہل مذہب نے منافقت اور دوغلاپن کی وجہ سے مثبت اور تعمیری دعوت کو بھی مذاق بنا کر رکھ دیا۔ اور یہ منافرت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ اہل مذہب کے ہاں مناظرانہ کج بحثی، تنقیدی تلخ نوائی اور کرخت لہجہ وللکار قریبا معمول کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، تلخیاں اور اختلافات عروج کو جا پہنچی ہیں ان کا یہ رویہ اشتعال پیدا کرتا ہے جس کا اختتام قتل و غارت گری، قتل عام، دہشت گردی اور عبادت گاہوں کی تباہی کی صورت میں نظر آتا ہے۔

- **بے مہار خطابت:**

بلاشبہ فن خطابت اپنی ضرورت و افادیت کے پیش نظر ہر دور میں اہم رہا ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ خطابت ایک دو دہاری تلوار کی مانند ہے۔ اگر باقاعدہ حکمت عملی کے ساتھ اہل افراد کے ہاتھوں یہ ضرورت پوری ہوتی رہے تو عوام کے لئے ترغیب، ترہیب اور تعلیم کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس کے ذریعے رائے عامہ کو منظم کیا جاتا ہے اور یہی خطابت انسان کے مثبت جذبات کو رخ دے کر اہم مقاصد حاصل کرنے کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل یہی فریضہ نااہل، ناقص العلم اور بے مہار لوگ انجام دینے لگ گئے جو فساد فی الارض کا سبب بنتا جا رہا ہے۔ ان کی خطابت نہ صرف ان کی اپنی سوچ کے مطابق ہوتی ہے بلکہ ان کی خطابت کا دارومدار ان کے بیرونی آقاؤں کی ہدایات پر ہوتی ہے جنہیں پرامن معاشرے ہضم نہیں کرتے۔ انہی بے مہار خطیبوں کے ذریعے پرامن معاشرے میں عصبیتوں کے شعلے بھڑکا کر معاشرے کو باہم دست و گریبان کر دیا جاتا ہے اور یہ اس انتہا کو پہنچ گیا ہے کہ ان کی زبانوں سے نکلے ہوئے الفاظ توپ کے گولوں سے زیادہ تباہی و بربادی کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ ان کی خطابت کا اثر عوامی جذبات کا بے دردی سے استحصال شروع کرنے لگتا ہے، جس سے دلوں میں عصبیتوں کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔ پھر انہیں شعلوں کی روشنی میں لوگ تشدد پسندی کی راہ اختیار کر کے سب پر ظلم کرتے ہیں۔ [۱]

۱۔ ماہنامہ الشریعہ، آراء و افکار، دار لعلوم تعلیم القرآن، پلندری، آزاد کشمیر، جون ۲۰۱۴ء، شمارہ: ۲۵، ج: ۶، ص: ۱۲

مبحث چہارم: مغربی ثقافتی یلغار اور اسلامی تہذیب کی محکومی

ہر قوم کی ایک ثقافت اور تہذیب ہوتی ہے جو اس کی اقدار حیات کی امین ہوتی ہے۔ جب کسی قوم کو اس کی ثقافت، و تہذیب اور اخلاقی اقدار سے محروم کرنے کے لئے اس پر بیرونی استعماری تہذیب و ثقافت مسلط کی جاتی ہے تو رد عمل کے طور پر تشدد اور دہشت گردی کا ظہور ہوتا ہے۔

دور حاضر میں مغربی تہذیب و ثقافت ہر ملک اور معاشرے پر غالب آگئی ہے۔ پاکستان میں بھی مسلمان کافی حد تک اس سے متاثر ہو کر اس تہذیب و ثقافت کو اپنا رہے ہیں۔ تہذیب ثقافت ہو یا کلچر یہ انسان کا اثاثہ ہوتے ہیں لیکن مغربی تہذیب و ثقافت نے اسلامی تہذیب و ثقافت کو بدل کر رکھ دیا ہے۔

مغربی ثقافت نے پاکستانی معاشرے میں کشمکش پیدا کر دی ہے، خاص کر مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار نے آج نوجوانوں کی ہئیت ہی بدل ڈالی ہے۔ قومی لباس صرف عیدین یا جمعہ کے وقت ہی شاز و نادر نظر آتا ہے۔ فیشن کے نام پر آدھی پتلون پہن کر سڑکوں پر گھوما جاتا ہے۔ لڑکیاں بھی اس دور میں لڑکوں سے پیچھے نہیں۔ جو پہلے شلوار قمیض اور پردے کی پابند تھی اب انھوں نے بھی جدت اختیار کر لی ہے۔ لڑکیوں نے چھوٹی قمیض، پاجامے اور جینز پہننی شروع کر دی ہے اور دوپٹہ یا چادر کا استعمال انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ لباس کی اس تبدیلی کو فیشن کا نام دے کر اسلام کے احکامات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اُردو کی جگہ انگریزی، خاندان سے دوری، دوستوں سے قربت اور زیادہ سے زیادہ آزادی یہ سب مغربی تہذیب و ثقافت کے تحفے ہیں۔ اس تہذیب کے نرغے نے ایک ہی گھر میں رہنے والے افراد کو ایک دوسرے سے دور کر دیا ہے۔ ماں باپ، بہن بھائی سب کی اہمیت کھو چکی ہے۔ مغرب نے اس قدر بے حیائی پھیلا دی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی دوستی چند عشرے پہلے معیوب سمجھی جاتی تھی اور آج ان کی اکثریت جنس مخالف سے دوستی کرنا پسند کرتی ہے۔ اور یہ دوستی صرف کلاس روم تک محدود نہیں بلکہ ہوٹلوں اور پارکوں تک جا پہنچی ہے۔ یہ جو اخلاقی گراوٹ ہمارے معاشرے میں سرایت کر چکی ہے اس کی وجہ مغربی ثقافت کی تقلید ہے۔ [(۱)]

مغربی ثقافت کی بے تحاشہ اندھی تقلید جتنی اس دور میں سامنے آئی ہے کسی اور دور میں نہیں آئی ہے۔ ہماری نوجوان نسل اندھا دھند اس ثقافت کے پیچھے بھاگ رہی ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی پہچان بھی بھول گئے ہیں۔ اصل میں مغربی تہذیب ہماری اسلامی تہذیب کی تذلیل کر رہی ہے۔ لوگ مذہب اور اس کے احکامات کو بھول گئے ہیں۔ وہ مذہب جو

۱۔ اعلیٰ ثانوی سطح کے طلبہ پر مغربی ثقافت کے اثرات، فرزانہ پروین، گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن کراچی، ۲۰۰۵ء، ص:۵۸/۵۹/۷۰

ان کی پہچان تھا اب مغرب کی ثقافت ان کی پہچان ہے۔ پھر جب معاشرے میں موجود انتہا پسند لڑکے اور لڑکیوں کی بے حیائی برداشت نہیں کر پاتے اور وہ جو اپنی ثقافت اور تہذیب سے محبت کرتے ہیں اور مغرب کی بے حیائی کو مسلط نہیں ہونے دینا چاہتے تو وہ نوجوان اس نسل کو اس کام سے روکتے ہیں اور دین کے احکامات سے آگاہ کرتے ہیں تو پھر جو عمل نہیں کرنا چاہتے ان کے درمیان پھر منافرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور پھر یہ تشدد کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔اسی منافرت کی وجہ سے اکثر اوقات معاشرے میں غیرت کے نام پر قتل کر دیے جاتے ہیں۔ اور پھر یہ ایک قتل نہیں بلکہ یہ قتل کئی نسلوں کا قاتل بن جاتا ہے۔[۱] مغربی ثقافت کی وجہ سے بچے والدین کا احترام بھول گئے ہیں اسلام نے جو ماں کو درجہ سیا ہے اولاد وہ بھول بیٹھی اور ماں کو نوکرانیوں کی طرح سمجھا جاتا ہے۔ مغربی یلغار کی وجہ سے ماں باپ موڈرنزم کے پیچھے اولاد کی تربیت خود نہیں بلکہ آیا اور کام والی کے سر پر چھوڑ دیتی ہیں جس سے ایک ناخواندہ عورت کی تربیت بچے کو مزید خراب کرتی ہے وہ ماں باپ کے وقت نہ ملنے پر احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ احساس کمتری اگے تشدد کو جنم دیتی ہے۔ مغربی ثقافت کی پیروی کرتے ہوئے اولڈ ہومز بنائے جا رہے ہیں جن میں اولاد بوڑھے ماں کے تقدس، عزت و احترام کو بھول کر ان کے احسانات کو بھول کر اولڈ ہومز میں چھوڑ آتے ہیں جہاں بوڑھے ماں باپ اس دکھ میں ہی مر جاتے ہیں۔ شوہر کو اسلام نے جو مقام دیا ہے عورتیں اس مغربی تہذیب سے متاثر ہوتے ہوئے شوہر کو مجازی خدا کا درجہ دینے کی بجائے نوکر کا درجہ دیتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نوک جھوک کی وجہ سے طلاق تک بات پہنچ جاتی ہے۔ پاکستان میں طلاق کی شرح میں دن بدن اضافی ہوتا جا رہا ہے کیونکہ عورت آزادی چاہتی ہے وہ مرد کی بے جا مداخلت اور روک ٹوک کو پسند نہیں کرتا۔ نوجوان نسل کو جتنی آزادی ملی ہے اتنا ہی وہ مذہب سے دور ہو گئے ہیں نامحرم کے ساتھ دوستی کا رواج مغرب کی طرح پاکستان میں بھی پروان چڑھ رہا ہے اور پھر یہ دوستیاں آگے جا کر زنا جیسے گناہ میں بدل جاتی ہیں جس کے بعد پھر ایک قتل نہیں کئی نسلوں کا قتل ہوتا ہے۔[۲]

۱۔ اسلام اور مغرب کے تہذیبی مسائل، سید قطب شہید، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ۱۹۸۷ء، ص:۱۱۸/ ۱۷۷

۲۔ اسلام اور جدید فکری مسائل، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مکتبہ قاسم العلوم لاہور پاکستان، س۔ن، ص:۳۸۷،۳۸۶

خلاصہ بحث:

پر تشدد واقعات ایسے ہی رونما نہیں ہو جاتے ان کے پیچھے بھی کئی وجوہات ہوتی ہیں جس میں پہلی وجہ مسئلہ مسلکی اختلافات ہے جس میں کسی مسلمان کو کافر کہا جاتا ہے اور واجب القتل کا فتویٰ لگایا جاتا ہے۔ پھر جوان نسل کے سامنے جہاد کی ایسی تشریح پیش کی جاتی ہے کہ وہ دہشت گردی جیسے شدید قسم کے قدم اٹھانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھار پر تشدد واقعات کی وجہ لوگوں کی قرآن فہمی میں کمی بھی ہوتی ہے اور کبھی کبھار پیغمبرانہ دعوت سے انحراف بھی ہوتا ہے۔ پر تشدد واقعات کی وجہ بے مہار خطابت بھی ہوتی ہے جو لوگوں کو تشدد پر اکساتی ہے۔ بغیر استاد کے کتابوں کا مطالعہ، علماء سے منہ موڑنا، نفوس کا عدم تزکیہ، غرور و تکبر، برائی سے روکنا، اپنے آپ کو صیح اور دوسروں کو غلط سمجھنا یہ سب بھی تشدد کے اہم اسباب ہیں۔

فصل دوم

عدل سے محرومی اور غربت و کرپشن کی بہتات

مبحث اول: عدل سے محرومی اور عزت نفس کا مجروح ہونا

مبحث دوم: غربت، بے روزگاری اور کرپشن

مبحث سوم: احساس محرومی اور لالچ

مبحث چہارم: غصب حقوق، ظلم و بربریت اور جہالت

فصل دوم: عدل سے محرومی اور غربت و کرپشن کی بہتات

تمہید:

انسان کو اشرف المخلوقات کے طور پر پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن دور حاضر میں انسان اپنی شخصیت کو کھو بیٹھا ہے۔ وہ اپنے وجود کی تلاش میں ہے۔ دور حاضر کی تہذیب نے اس کو مختلف حصوں میں بانٹ دیا ہے۔ کہیں معاشی ناہمواریوں کی تقسیم ہے تو کہیں رنگ و نسل کی تفریق ہے، کہیں زباں میں تعصب کا مسئلہ ہے تو کہیں ذات پات کی تقسیم ہے، کہیں مذہب و ملت کے نام پر انسان کی انسان گردن زنی کر رہا ہے۔ ان سب تقسیم کے باوجود پھر سوال اٹھتا ہے کہ معاشرے میں بے چینی اور بدامنی کیوں؟ آگر ہم اپنا محاسبہ کرے تو پتا لگتا ہے کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ دور حاضر میں انسان نے ہواؤں میں پرندوں سے تیز اُڑنا تو سیکھ لیا ہے۔ سمند میں مچھلی سے تیز تیزنا بھی سیکھ لیا ہے لیکن انسان نے دوسرے انسان کی زندگی کو گزارنا دشوار کر دیا ہے۔ جس کی واحد وجہ آج کے دور کا پھیلتا اور بڑھتا ہوا تشدد ہے۔

تشدد کا ظہور اس دنیا میں ویسے ہی نہیں ہوا۔ اس عظیم فتنہ کے مختلف اسباب ہیں جن کے رد عمل میں تشدد، شدت پسندی کا ظہور ہوا۔ ان اسباب کے بعد دنیا کو اس عظیم سانحہ سے دوچار ہونا پڑا۔ اگر ان اسباب کا سد باب نہیں ہوگا تو دنیا سے تشدد کے عفریت کو ختم کرنے کی ہر کوشش بے سود ثابت ہوگی۔ تشدد کے ظہور پذیر ہونے کے کچھ اسباب درج ذیل ہیں:

مبحث اول: عدل سے محرومی اور عزت نفس کا مجروح ہونا

- **عدل سے محرومی:**

عدل ایک ایسا عالی وصف ہے جو کسی قوم یا معاشرے کو استحکام عطا کرتا ہے اور بقاء کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور انصاف بھی ایسا ہو جو سب کے لئے یکساں ہو۔ یہ عدل نہیں کہ ایک امیر آدمی جرم کرے تو اسے چھوڑ دیا جائے اور غریبوں کو سخت سے سخت سزا دی جائے جیسا کہا اکثر معاشروں میں دکھائی دیتا ہے۔ اور یوں بھی کیا جاتا ہے کہ قانو۔ تو بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس کو توڑا جائے اور بد قسمتی سے قانون شکنی بھی وہی لوگ کرتے ہیں جو اسمبلیوں میں قوانین کا پاس کرتے ہیں۔ حلانکہ اسلامی معاشرے میں ایک عام آدمی سے لے کر غریب آدمی تک سب کے لئے قانون ایک جیسا ہوتا ہے چاہے جرم کوئی بھی ہو۔ ہمارے معاشرے میں عدل کی عدم دستیابی فکر وافسوس کا مقام ہے اور یہ اسلام کے اصولوں کو پامال کر رہا ہے۔[1]

عدل و انصاف معاشرے کی وہ خوبیاں ہیں جن کے بغیر پر امن معاشرہ قائم ہی نہیں ہو سکتا اگر رسول اللہ ﷺ کے زمانے کو دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ وہ عدل و انصاف پر مبنی ایسا معاشرہ تھا کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے مجرم کو جرم کی سزا ملتی تھی۔ یہاں تک کہ ایک چور کا ہاتھ کاٹنے پر لوگوں کے رد عمل پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا لیکن افسوس دور حاضر مییں امیر گناہ کر کے بھی آزاد گھوم رہے ہیں قرآن کریم نے عدل و انصاف کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا

لیکن اگر کسی معاشرے سے عدل کا نظام بہک جائے یا کسی دباؤ میں آکر انصاف سے روگردانی کی روش اپنا لے، یا پھر انصاف کرنے والے اپنے ذاتی اغراض و لالچ کا شکار ہو کر ظالم و مظلوم کی تمیز کھو دیں تو معاشرے میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے لوگ نفرت و انتشار کا شکار ہو کر ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔ ایسے ماحول میں پھر بس تشدد اور شدت پسندی کے لئے راہیں ہموار ہوتی ہیں۔[2]

﴿وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُم﴾[3]

ترجمہ: مجھے تمہارے درمیان انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۔ سورۃ الشوریٰ: ۴۰/ ۱۵

۲۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص: ۳۸

۳۔ سورۃ النساء: ۴/ ۴۸

﴿وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِٱلْعَدْلِ﴾[1]

ترجمہ:"اور جب بھی تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔"

- **عزت نفس کا مجروح ہونا:**

انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اسے عزت و شرافت دی ہے، جب کوئی انسان اپنی عزت کو پامال ہوتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس سے یہ صورت حال برداشت نہیں ہو پاتی اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی شدت پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔[2] اسلام نے انسانی جان کو احترام کے ساتھ ساتھ عزت دی ہے جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ﴾[3]

ترجمہ: اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾[4]

ترجمہ: اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے یہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو۔ ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔

اسلام میں کسی مومن یا انسان کا مذاق اڑانا، اس کی عزت کو پامال کرنا چھی سختی سے منع ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

۱۔ سورۃ النساء: ۴/ ۵۸

۲۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص: ۱۳۸

۳۔ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۰

۴۔ سورۃ الحجرات: ۴۹/ ۱۱

یہ بھی مومن کے باہمی حقوق میں شامل ہے کہ کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے۔ کسی کا تمسخر کرنا حرام فعل ہے جب مذاق اور تمسخر حد سے بڑھ جائے تو پھر انسان اپنی بے عزتی برداشت نہیں کر پاتا اور نہ چاہتے ہوئے تمام حدیں بھول کر یا تشدد کی راہ استعمال کر کے مذاق اڑانے والے شخص کو تکلیف دے کر اپنے دکھوں کا مداوا کر پاتا ہے۔

مبحث دوم: غربت، بے روزگاری و کرپشن

• غربت:

غربت بذاتَ خود ایک سنگین مسئلہ ہے اور اس سے بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بہت سے لوگ غربت کے ہاتھوں تنگ آکر خودکشیاں کر رہے ہیں اور پیٹ کے خاطر غیر قانونی کام کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ پاکستان کی ترقی میں غربت ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ شر پسند عناصر غربت کے مارے ہوئے لوگوں کو پیسے کا لالچ دے کر دہشت گردی پر اکسا رہے ہیں۔ جس سے نہ صرف انسانی وسائل بھی اور انسانی جان کا بھی ضیاع ہوتا ہے بلکہ ملک و قوم کی بے عزتی اور بدنامی ہوتی ہے۔ اور انسانی سماج تنگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور ملک و قوم مزید غربت کی لکیر کے نیچے کھینچا چلا جاتا ہے۔

• بے روزگاری:

ہمارے ملک میں اس وقت بے روزگاری عام ہے اور بڑھتی ہوئی آبادی اس بے روزگاری میں مزید اضافہ کر رہی ہے۔ بے روزگاری کی زد میں آئے ہوئے نوجوان سنگین سے سنگین جرم کا بھی ارتکاب کر لیتے ہیں جس سے جرائم کی شرح میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مناسب روزگار کی عدم دستیابی کی صورت میں لوگ ناجائز ذرائعہ سے پیسہ کمانے کی سکیمیں بنا لیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے معاشرہ مزید افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے اور دوسری طرف اکثریت غریب سے غریب تر ہو جاتی ہے۔ جو بے یقینی اور بے چینی کا سبب بنتا ہے اور معاشرہ اتحاد اور اتفاق کی بجائے مزید انتشار کا شکار بن جاتا ہے۔[1]

• کرپشن:

کرپشن ایک ایسا مرض ہے جو چھوت کی طرح پھیلتا ہے اور معاشرے کو کھا جاتا ہے- ہم سب جانتے ہیں کہ اس موذی مرض نے ہماری سماجی، سیاسی اور روحانی زندگی کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ کرپشن آکاس بیل کی طرح سے ہے یعنی وہ زرد بیل جو درختوں کو جکڑ کر ان کی زندگی چوس لیتی ہے۔ یہ ایک ایسی لعنت ہے کہ اگر ایک بار یہ کسی معاشرہ پر آگرے تو ایک شاخ سے اگلی اور اگلی شاخ کو جکڑتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ زرد ویرانی کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا- یہاں تک کہ معاشرہ کی اخلاقی صحت کے محافظ مذہبی اور تعلیمی ادارے بھی اس کا شکار ہو جاتے ہے۔ یہ ایک ایسا ناسور ہے جس نے دنیا میں بہت زیادہ تباہی اور پسماندگی پھیلائی ہوئی ہے۔

۱۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص:۴۰

کرپشن فرد،افراد ملک اور ممالک سب میں اثر پذیر ہو کر دوسروں کے حقوق غصب کرنے کا باعث بنتا ہے ۔جو معاشرے کو پسماندگی کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ جو عوام اور متاثرین میں شدید محرومی کا باعث بنتا ہے۔کرپشن معاشرہ یا ممالک کی عوام کو بنیادی ضروریات اور سماجی ترقی کے منصوبوں سے دور کرتی ہے۔صحت ، تعلیم ،،زراعت ،صنعت و حرفت اور موصلات دفاع سب پس پشت چلے جاتے ہیں۔کرپشن اصل میں لوٹ مار،بد دیانتی ،قبضہ اور قرضوں کو ہڑپ کر جانے کا نام ہے۔اس کرپشن کے لیے بعض اوقات فرضی ادارے قائم کیے جاتے ہیں تاکہ بینکوں سے بڑے بڑے قرضوں کا حصول ممکن بنایا جاسکے اوران کو ہڑپ کیا جاسکے۔ملک میں جو سب سے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے ہیں عموماً عوام کے ساتھ غداری وہی کرتے ہیں۔عوام کی فلاح و بہبود کے لئے پیسے جمع کئے جاتے ہیں یا قرض لئے جاتے ہیں اور پھر ان پیسوں کی منی لانڈرنگ کر کے باہر ممالک میں جائیداد بنائی جاتی ہے۔جو پیسا عوام کی سہولت کے لئے لیا جاتا ہے اس پر قبضہ کر لیا جاتا ہے۔اس طرح کے حالات میں عوام مایوس ہو جاتی ہے نہ ترقی کر پاتی ہے اور پسماندہ ہو جاتی ہے۔پسماندگی اور ناکافی سہولتوں اور وسائل کی عدم دستیابی کے باعث اموات کی تعداد بھی زیادہ ہو جاتی ہے ۔ اور کرپشن کرنے والوں کے مردہ ضمیر پر ان اموات کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔یہ بے حسی معاشرے میں شدید نفرت اور احساس محرومی پیدا کرتی ہے جس سے محروم افراد تنگ آکر تشدد کی راہ اپنا لیتے ہیں اور پھر کبھی اپنے پیاروں کی اموات کا بدلہ لینے کے لئے دہشت گردی کی راہ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔[۱]

۱۔http://iisramag.org/کرپشن-کیا-ہے؟,10:12PM,25/1/18

مبحث سوم: احساس محرومی ولالچ

• احساس محرومی:

تشدد اور دہشت گردی کا ایک سبب احساس محرومی ہے۔ محرومیوں کے شکار انسان کو جب کہیں سے اپنے دکھوں کا مداوا ہوتا نظر نہیں آتا تو وہ مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ پھر وہ مایوس اور تنگ حالات میں ایسا قدم اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جو اس کے لیے ممکن ہو سکے۔ پھر وہ لوگوں کی خوشیاں بھی نہیں دیکھ سکتا، بلکہ اوروں کی خوشیاں اس کے غموں میں اضافے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ یہ کیفیت اس کی مایوسی کو انتقام میں بدل دیتی ہے۔ پھر وہ ہر ایسے انسان سے انتقام لینا چاہتا ہے جو اس کے غموں کا سبب یا خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ بنا ہے۔ ایسے میں وہ حلال و حرام اور فائدے و نقصان کی تمیز بھول جاتا ہے اور پھر انسان تشدد کی راہ اپنا لیتا ہے۔ لوگوں کو قتل و غارت کرتا ہے اور کبھی کبھار دہشت گردی کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ لوگوں کی جان لینا یا اپنے آپ کا تکلیف دینا وہ اپنے غموں کا مداوا سمجھتا ہے۔ وہ دوسروں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر اپنے مردہ جسم کے دل کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ یہ اس کی مایوسی کی بھی انتہا ہے۔ اپنی روح کو تسکین پہنچانے کے لیے کوئی اور حل اس کے پاس ہوتا تو وہ ضرور اپناتا لیکن اس کے نزدیک یہی آخری حل ہوتا ہے۔ پھر جب احساس محرومی کے ازالے کے لئے کوششیں نہیں کی جاتی تو پھر تشددانہ کاروائیوں میں کمی نہیں کی جا سکتی۔ اس تشدد آمیز رویے کو روکنے کا ایک ہی علاج ہے کہ محرومیوں کا ازالہ کیا جائے۔ لوگوں کو مناسب روزگار فراہم کر کے ان کو مصروف کیا جائے ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے موزوں بندوبست کیا جائے۔[1]

• لالچ:

تشدد کا ایک سبب لالچ اور حد سے بڑھی ہوئی خواہشات ہوتی ہیں۔ جب انسان راتوں رات امیر بننا چاہے تو اس کے لیے ہر جائز و ناجائز راستہ اختیار کرتا ہے اور اس حوالے سے کئی مرتبہ دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اچھی کوٹھی، اچھی گاڑی اور وافر سرمائے کی خواہش حد اعتدال سے تجاوز کر جاتی ہے تو انسان کی آنکھوں پر ہوس کی پٹی بندھ جاتی ہے، وہ ہوائے نفس کا اسیر بن جاتا ہے، اس کے لیے حلال و حرام کے درمیان تفریق کرنا ممکن نہیں رہتا۔ ایسا شخص تشدد اور نفرت کے سوداگروں کے لیے خام مال کا کردار ادا کرتا ہے۔ وہ تھوڑا سا بھی سرمایہ حاصل کرنے کے لیے کسی بھی انسان کو قتل کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ وہ شعوری یا لاشعوری طور پر

ا۔ ماہنامہ میثاق لاہور، ڈاکٹر اسرار احمد، جون ۲۰۰۷ء، مکتبہ خدام القرآن لاہور، ش:۶، ج:۵۶، ص:۶۵

ملک وملت کے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر اپنے ہی ہم وطن اور ہم مذہب لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کر بیٹھتا ہے۔ الحمد اللہ ہم ایک ایسے ملک سے تعلق رکھتے ہیں جس کا سرکاری اور اکثریت کا مذہب اسلام ہے، جس کے اندر ایسے خوشگوار سلامتی پر مبنی اور ہوس ولالچ پر مبنی تعلیمات موجود ہیں۔ جس سے ایسے لالچی رویوں کا مداوا آغاز سے ہی کیا گیا ہے اور آج بھی ایسے رویوں کا علاج اسلامی تعلیمات سے کیا جاتا ہے۔ لہذا اسلامی تعلیمات کو فروغ دے کر ایسے رویے کو اعتدال میں بدلا جاسکتا ہے۔ (۱)

۱۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص: ۴۰

مبحث چہارم: غصب حقوق، ظلم وبربریت اور جہالت

- **غصب حقوق:**

انسان فطری لحاظ سے کمزور پیدا کیا گیا ہے اور اس کمزوری کی بناء پر ہر انسان دوسرے کے تعاون کا محتاج ہے اور یہی تعاون ہر انسان کا حق بنتا ہے جس کی ادائیگی کا دوسرا انسان مکلف ہے۔ جب کوئی انسان یہ دیکھتا ہے کہ اس کے حق کو غصب کیا جا رہا ہے تو یہ حالات اس کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں اور پھر وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے تشدد اور ظلم کی راہ اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اچھے اور غلط کی پہچان بھول کر بُرے سے بُرا کام کرنے پر بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور بھر یہ غصب حقوق بھائی کو بھائی سے اور خاندان کو خاندانوں سے جدا کر کے ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتا ہے۔ بھائی بھائی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ ان معملات کو باہمی رضا مندی سے حل کرنا چاہیے یا پھر عدالت کی مدد لینی چاہیے تاکہ امن وسکون کی کیفیت برقرار رہے۔ (۱)

- **ظلم وبربریت:**

دور حاضر میں انتہا پسند لوگ دوسروں کے معاملے میں انتہائی سختی سے کام لیتے ہیں اور سختی اور تشدد کا بے جا استعمال کرتے ہیں۔ ان کے عمل سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ ان کو اسی کا درس دیا گیا ہے کہ دوسروں کے ساتھ تشدد اور سختی کا معاملہ کیا جائے اور ہر گز لوگوں کے ساتھ نرمی نہ کی جائے۔ آج کل نوجوانوں کے اخلاق پر یہ معاملہ اس حد تک غالب آگیا ہے کہ ان کی طبیعت ثانیہ بن کر رہ گئی ہے۔ یہ شدت پہلے قول و گفتگو تک محدود تھی لیکن اب حد سے تجاوز کر کے فعل و عمل تک آ پہنچی ہے۔ اس سے معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ وہ اس سختی اور شدت کے نتیجے میں خون بہانے لگے ہیں اور فتنہ فساد اور دہشت گردی پھیلانے لگے ہیں۔ اور اکثر اوقات نوجوان خود مختلف قسم کی سختیوں، آزمائشوں اور مصیبتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں کہ یہ شدت اور سختی ان کے مزاج کا حصہ بن جاتی ہے اور پھر وہ سخت مزاج کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر لوگوں پر چھوٹی چھوٹی بات پر غصہ ہو کر لڑائی جھگڑا کرتے ہیں۔ اور جب لڑائی جھگڑے سے بھی ان کے دل کو تسلی نہ ملے تو وہ دوسرے فریق پر تشدد کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ (۲)

۱۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص:۳۶

۲۔ فکر خوارج، ص:۱۹۹/۲۰۰

- **جہالت:**

جو لوگ فکر آخرت اور اپنے اعمال کے محاسبے کے تصور سے بیگانہ ہوتے ہیں وہ لوگ عموما تشدد سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ پھر یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ انسانی زندگی میں جہالت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جہالت متعلقہ انسان سے ایسے ایسے سنگین جرم کرواتی ہے کہ جس سے شیطان بھی پناہ مانگتی ہے۔ جہالت اور غربت ہمارے ملک کی پستگی کی وجہ بن گئے ہیں۔ جس طرح غیر مسلح اور کمزور شخص دشمن کے لئے آسان ہدف ثابت ہوتا ہے اسی طرح علم سے ناواقف شخص شیطان کا آسان ہدف ثابت ہوتا ہے، وہ انکی جہالت سے فائدہ اٹھاکر انہیں مختلف قسم کی گمراہیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب ایک انسان دین اور اس کے احکام سے ناواقف ہو گا تو پھر وہ حلال و حرام کی تمیز ہرگز نہیں کر سکتا۔ معاشرے میں پھیلتی ہوئی فرقہ واریت اور دہشت گردی بھی اسی جہالت کا نتیجہ ہیں۔ جہالت جب ختم ہو گی تو اس کے ساتھ ہی دہشت گردی بھی ختم ہو جائے گا۔ معاشرے میں ٹھہراؤ پیدا ہو گا۔ بات چیت دلیل سے ہوا کرے گی۔ صبر و تحمل سے ایک دوسرے کے نظریاتی اور خیالات کو سنا جائے گا۔ یہی ایک واحد راستہ ہے جس پر چل کر ہم ترقی کر سکتے ہیں [1]

خلاصہ بحث:

کچھ مذہبی اسباب کے علاوہ پر تشدد واقعات کے پیچھے انفرادی اسباب بھی ہوتے ہیں جن میں گھریلو پریشانیوں سے تنگ، روزگار نہ ملنا، غربت بھی تشدد کی صورت اختیار کرتا ہے۔ محرومیوں کے شکار انسان کو جب اپنے دکھوں کا مداوا نظر نہیں آتا تو وہ یہ انتہائی قدم اٹھانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ پر تشدد واقعات کی ایک وجہ انسانی لالچ بھی ہے۔ جب انسان اپنی بڑھتی ہوئی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کوئی جائز راستہ اختیار نہیں کر سکتا تو وہ اپنی خواہشات کی تسکین کے لئے ناجائز راستے اختیار کرتا ہے۔ جہالت بھی پر تشدد واقعات کا ایک اہم سبب ہے۔ غضب حقوق، ظلم وبربریت اور کرپشن بھی تشدد کی ایک اہم وجہ ہیں جن کی وجہ سے پر تشدد واقعات رونما ہوتے ہیں۔

۱۔ پیغمبر امن، ص:۳۲۲

فصل سوم

تعصب اور عدم برداشت

مبحث اول: تعصب، حسد اور ریاستی قوانین سے بے خوفی

مبحث دوم: عدم برداشت

مبحث سوم: فرقہ واریت

مبحث چہارم: نسلی و لسانی امتیاز

فصل سوم: تعصب اور عدم برداشت

تمہید:

آج دنیا اپنی تاریخ کے انتہائی سنگین بحران سے گزر رہی ہے۔ آدم کے بیٹوں نے جو فساد و خون ریزی کا عالم قائم کیا تھا وہ آج بھی قائم و دائم ہے۔ اخلاق و قانون کے معروف ضابطے ٹوٹ گئے ہیں قوموں کے درمیان بھی اور انسانوں کے درمیان بھی۔ معروف و منکر کا احساس ختم ہو گیا ہے اور اس کی تمیز اٹھ گئی ہے۔ بلکہ منکر معروف بن گیا ہے اور معروف منکر، کہیں جنگ ہو رہی ہے تو کہیں قتل و غارت کا بازار گرم ہے کہیں ہوس و انتقام کے ہاتھوں عزت و ابرو کا دامن تار تار ہے۔ معاشرتی زندگی میں لوٹ کھسوٹ اور بدعنوانی کا راج ہے۔ ہوس اقتدار اور نااہلی نے انسانوں کی زندگی کو دکھ مشقت اور پیار سے بھر دیا ہے۔ عام آدمی کی زندگی سکون اور چین سے محروم ہے۔ ایک طرف فقر و غربت کا یہ عالم ہے کہ بیشتر انسان جانوروں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں دوسری طرف پیسے کی اتنی فروانی ہے کہ کوئی عیش و آسایش ایسی نہیں جو میسر نہ ہو۔ لیکن امیر غریب سب کی خواہش یہی ہے کہ جو نہیں ہے اس کو زیادہ سے زیادہ حاصل کیا جائے۔ اس ہوس نے جہنم کی آگ کو جو کل عین الیقین سے دیکھی جائے گی آج دلوں کے اندر چہروں پر، گھروں اور بازاروں میں اس طرح سلگ رہی ہے کہ ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔ انسانی زندگی اس قدر دشوار ہو گئی ہے کہ یہ ایک صحرا کی طرح لگتی ہے۔ جس شیطان نے انسانون کو بھٹکایا تھا وہ خود آج کے انسان کو دیکھ کر حیران و پریشان ہے۔ ہر طرف ظلم، زیادتی، بے ایمانی، بدعنوانی، تنگ دستی اور خون کی ہولی کا چرچا ہے۔ غیر انسانی سلوک کے ریکارڈ توڑ دیے گئے ہیں۔ کوئی چیزیوں ہی وجود میں نہیں آتی اس کے پیچھے کچھ عوامل ہوتے ہیں جن کی بناء پر وہ وجود میں آتی ہیں۔ انسان کیسے تشدد پر اتر آتا ہے اور کیوں معاشرے میں فتنہ فساد کھڑا کرتا ہے اس کے عوامل درج ذیل ہیں۔

مبحث اول: تعصب، حسد اور ریاستی قوانین سے بے خوفی

• تعصب:

تشدد کا پہلا سبب حد سے بڑھا ہوا تعصب ہے جو کسی انسان کو دوسرے انسان کی زندگی لینے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ مخالفت کے اسباب مذہبی ہوں یا سیاسی، بہر صورت انسان کو دوسرے انسانوں کو زندہ رہنے کا حق ضرور دینا چاہیے۔ یہ بات درست ہے کہ کئی مرتبہ کسی گروہ سے تعلق رکھنے والے کسی شخص یا بعض افراد کا ظلم اخلاق اور مذہب کی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے، لیکن ایسی صورت میں بھی مدمقابل کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے سے گریز کرنا چاہیے اور ظلم و ستم سے نجات حاصل کرنے کے لیے قانونی چارہ جوئی کے لئے قانون کی طرف رجوع کرنا چاہیے تاکہ ایک ناانصافی کا بدلہ ناانصافی سے نہ لیا جائے اور یوں قانون شکنی کا راستہ بند کیا جائے۔

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے وہ تعصب اور عصبیت پسندی کے سخت خلاف ہے۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾[1]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں کوئی بھی کسی سے برتر نہیں اس لئے تعصب کی کوئی گنجائش ہی نہیں اگر ہے بھی تو تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ تعصب سے دنیا میں ایک فساد برپا ہوتا ہے یہ ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹنے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے، اسی تعصب نے اسلامی اخوت و بھائی چارگی کو تہس نہس کر ڈالا ہے۔ بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیا ہے۔[2]

۱۔ سورۃ الحجرات: ۴۹/ ۱۳

۲۔ ا۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص: ۱۳۳

- **حسد:**

بعض اوقات دہشت گردی کا سبب حسد بھی بن جاتا ہے لوگوں سے جلنا ان کی خوشی اور ترقی برداشت نہ کرنا انسان کو حاسد بنا دیتی ہے اور پھر انسان دوسرے کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے ہر طرح سے تشدد کا استعمال کرتا ہے۔ حاسد وہ ہے جو دوسروں کی نعمتوں پر جلتا ہے۔ وہ یہ نہ برداشت کر سکتا کہ اللہ نے کسی کو مال، علم، دین، حسن ودیگر نعمتوں سے نوازا ہے۔ بسا اوقات یہ کیفیت دل تک رہتی ہے اور بعض اَوقات بڑھتے بڑھتے اس مقام تک آپہنچتی ہے کہ حاسد (حسد کرنے والا) محسود (جس سے حسد کیا جائے) کے خلاف کچھ عملی قدم اٹھانے پہ آجاتا ہے۔ اس کی کیفیات کا اظہار کبھی اس کی باتوں سے ہوتا ہے اور کبھی اس کا عمل اندرونی جذبات واِحساسات کی عکاسی کرتا ہے۔ حسد کی کیفیت جب تک حاسد کے دل ودماغ تک محدود رہے، محسود کے لیے خطرہ کا باعث نہیں بنتی بلکہ وہ سراسر حاسد کے لیے ہی وبالِ جان بنا رہتا ہے اور یوں وہ اپنی ذات کا خود ہی بڑا دشمن بن بیٹھتا ہے، لیکن جب وہ اپنی جلن کو کھلم کھلا ظاہر کرنے لگے تو یہی وہ مقام ہے جس سے پناہ مانگنے کے لیے خالق ارض وسماء نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے: سورۃ الفلق میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾[1]

ترجمہ: (میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگی۔

- **ریاستی قوانین سے بے خوفی:**

تشدد کا ایک سبب ریاستی قوانین سے بے خوفی ہے۔ جب کسی انسان یا گروہ کے ذہن میں یہ بات اتر جائے کہ بوقت ضرورت قوانین کو ہاتھ میں لیا جاسکتا ہے یا یہ تاثر عام ہو جائے کہ قوانین کا نفاذ معاشرے میں ہمہ جہت نہیں ہے تو ایسی صورت میں معاشرے میں لاقانونیت کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سے واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ طاقتور افراد کے ہاتھوں قتل ہونے والے یا ظلم کا نشانہ بننے والے افراد کی دادرسی نہیں ہو سکی۔ اس قسم کے واقعات مستقبل میں لاقانونیت کی بنیاد بن جاتے ہیں۔

اگر ریاست مدینہ پر نظر ڈالی جائے تو ایک پرامن اور اصلاح پر مبنی معاشرہ نظر آتا ہے، جس میں مجرموں کو قانون کی طرف سے سخت سے سخت سزائیں دی جاتی تھیں کہ اگلا بندہ گناہ کرنے سے پہلے سو دفعہ سوچ لے۔[2]

ا۔ سورۃ الفلق: ۱۱۳/ ۵

۲۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص: ۱۳۳/ ۱۸۵/ ۳۸

مبحث دوم: عدم برداشت

میانہ روی، رواداری، تحمل مزاجی، ایک دوسرے کو برداشت کرنا، معاف کر دینا اور انصاف کرنا یہ وہ خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے معاشرے میں امن وچین کا دور دورہ ہوتا ہے۔ جن معاشروں میں ان خوبیوں کی کمی ہوتی ہے وہاں بے چینی، شدت پسندی، جارحانہ پن، غصہ، تشدد، لاقانونیت اور بہت سی دیگر برائیاں جڑ پکڑ لیتی ہیں، معاشرے کا ہر فرد نفسانفسی میں مبتلا نظر آتا ہے، یہ نفسانفسی معاشرے کی اجتماعی روح کے خلاف ہے اور اسے گھن کی طرح چاٹ جاتی ہے۔

بدقسمتی سے پاکستانی معاشرے میں بھی گزشتہ کئی سالوں جب برطانوی استعمار نے ہندوستان پر قبضہ جمالیا تھا۔اس وقت Divide and rule سے کے تحت سیاسی، مذہبی، متعصب اور انتہا پسندانہ لسانی تعصب کو ہوا دیتے ہوئے برصغیر کی سماج سے فائدہ اٹھایا اور بات بات بڑھتے بڑھتے ملک کی علیحدگی پر آگئی اور ملک دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ ان بیرونی دشمنوں نے کم ظرف مسلمانوں کو بری طرح استعمال کیا اور تاحال کیا جارہا ہے۔اور آج تک اس عدم برداشت کے رجحان میں خوفناک اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ یوں دکھائی دیتا ہے جیسے افراد کی اکثریت کی قوت برداشت ختم ہو چکی ہے اور رواداری جیسی اعلیٰ صفت معاشرے سے عنقا ہو چکی ہے۔ ہر فرد دوسرے کو برداشت کرنے کے بجائے کھانے کو دوڑتا ہے، بے صبری، بے چینی اور غصہ ہر کسی کے ماتھے پر دھرا دکھائی دیتا ہے۔ آج ہمیں ہر طرف افراتفری، بے چینی اور پریشانی نظر آتی ہے فرد کا فرد سے اعتبار اٹھ چکا ہے ہر شخص دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کی آخری انتہاؤں پر ہے۔ تحمل اور رواداری پُرامن معاشروں کی عمارت کی بنیادی اینٹ قرار پاتی ہیں اور جس معاشرے میں تحمل اور رواداری اٹھ جائے وہ انسانی معاشرہ کم اور جنگلی معاشرے کا نقشہ زیادہ پیش کرتا ہے۔ آج کل ہم میں اور بہت سی خامیوں کے ساتھ ساتھ قوت برداشت میں کمی بھی واقع ہو گئی ہے ہم آپس کی بات چیت سے منفی نقطے تلاش کرتے ہیں اور کسی کی بھی بات کو برداشت نہیں کرتے اور مذہب کے معاملے میں ہمارا رویہ جارحانہ ہو جاتا ہے۔ آج ہم تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہے ہیں عالم اسلام ظلم و کفر میں گھرا ہوا ہے، انسانیت پر جنگ کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔بڑی بڑی طاقتیں بہانے بہانے سے اسلامی حکومتوں کو نگلنے کی کوشش میں ہیں۔

دہشت گردی دور جدید میں عدم برداشت کی ایک بھیانک اور خوفناک شکل ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں دہشت گردی اور لاقانونیت زوروں پر ہے۔ عدم برداشت جب اقوام عالم میں بڑھ جائے تو پھر یہ دہشت گردی کی بدترین شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ آج انسانیت بربادی اور کشت و خون کے دہانے پر کھڑی ہے۔ اخوت، برداشت، باہمی

ہمدردی اور محبت کا فقدان ہے۔ پاکستان کی خطہ زمین کے امن کو سخت خطرہ لاحق ہے اور ہم باہم دست و گریباں ہیں کہیں شیعہ سنی کا جھگڑا ہے تو کہیں دیوبندی، بریلوی اور کہیں نور و بشر کا تنازعہ کھڑا ہے۔ ہم ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے انتہا تک جا چکے ہیں اور معاملہ یہاں تک جا پہنچا ہے کہ ایک دوسرے کی عبادت گاہوں پر فائرنگ اور خودکش حملے روز کا معمول بن چکے ہیں۔ مسلمان کو کافر کہنا ہمیشہ سے حرام تھا اور ہے، دل آزاری ہر زمانے میں گناہ اور حرام تھی۔ جہاں پر امت مسلمہ کو دشمنوں کے خلاف متحد ہونا چاہیے، انتشار اور جھگڑا فساد ختم کر کے ملت اسلامیہ کے دلوں میں محبت کے چراغ جلا کر باہمی الفت اور محبت کے مضبوط رشتے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے ہم مسلمان انتشار و افتراق کا شکار ہیں۔ ہمارے مذہبی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی رویوں میں بے اعتدالی پیدا ہو گئی ہے۔ مذہبی طبقہ اپنے اپنے مسالک کو درست قرار دینے کے لیے دوسرے مسالک کو نشانہ بناتے ہیں۔ اسی طرح سیاستدانوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ اپنی جماعتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے دوسروں کو گڑھے میں ڈالنے پر اصرار کرتے ہیں۔ آگے جا کر یہ منافرت اور قوت برداشت کی کمی ہی تشدد کا سبب بنتی ہے۔ اسلام خوبصورت اور میانہ روی پر مبنی مذہب ہے۔ جو نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی روادرانہ اور برداشت پر مبنی تعلیمات کا ایک وسیع ذخیرہ رکھتا ہے۔ معاشرے میں عدم برداشت کی فضاء کو فروغ دینا چاہیے کہ لوگ ایک دوسرے کی بات کو تحمل سے سن بھی سکیں اور سمجھ بھی سکیں۔ اسی سے ایک پر امن اور خوبصورت معاشرے کا قیام ہو گا۔

ا۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء: ص:۱۸۵/۱۸۶

مبحث سوم: فرقہ واریت

فرقہ واریت ایک لعنت ہے۔ مغرب دنیائے اسلام میں مختلف طریقوں سے اس لعنت کو عام کر رہا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان اس فرقہ واریت کی وجہ سے ہوا۔ مسجدوں کا حال بھی یہی ہے کہ وہ خدا کا گھر بننے کے بجائے فرقہ پرستوں کا مسکن بن چکی ہیں جہاں سجدے کر کے مسلمانوں نے اپنی پے شانیوں پر محرابیں بنالی ہیں جبکہ خدا نے دین میں تفرقہ پھیلانے والی مسجدوں کو خدا اور رسول کے دشمنوں کی شر گاہیں قرار دیا ہے کہ وہاں عبادت نہیں کی جاتی بلکہ کفر کا کام کیا جاتا ہے۔

رسائل و مسائل میں فرقہ واریت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

> "فرقہ بندی جس چیز کا نام ہے وہ یہ ہے کہ فروع کے اختلافات کو اہمیت دے کر اصولی اختلاف بنا دیا جائے اور اس میں اتنا غلو کیا جائے کہ اس پر ایک گروہ بنے وہ اپنے مسلک کو بمنزلہ دین قرار دے کر دوسرے گروہوں کی تکفیر و تذلیل کرنے لگے۔ اپنی نمازیں اور مسجد الگ کرلے حتیٰ کہ اصل دین کے کام میں بھی دوسروں کے ساتھ تعاون ناممکن ہو جائے۔"[۱]

موجودہ دور میں فرقہ واریت کی آگ نے جو تعصبات پیدا کیے ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں، کیونکہ یہ فرقہ واریت انسانی معاشرے میں زہر قاتل کا کام کر رہی ہے۔ اس سے مسلمانوں کے درمیان نفرت اور تنگ نظری کا رویہ پیدا ہوتا ہے۔ احترام انسانیت اور برداشت کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔

فرقہ واریت کی حقیقت کو جاننے کے لئے اگر معاشرتی رویوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہر فرقے کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ سچائی صرف اس کے پاس ہے اور دوسرے فرقے کے لوگ گمراہ ہیں۔ ایک مرتبہ جب یہ فرق قائم ہو جاتا ہے تو پھر اپنا اور دوسروں کا ایک الگ سے تصور بنتا ہے اور پھر اپنے علاوہ سب دشمن نظر آتے ہیں پھر ان کو مارنا ختم کرنا ایک فرقے کے افراد پر لازم ہو جاتا ہے۔[۲] جبکہ اللہ کی واحد کتاب اس پر ایمان لانے والوں کو ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ ﴾[۳] کا درس دیتا ہے۔

۱۔ رسائل و مسائل، سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۰ء، ج:۱، ص:۱۹۹

۲۔ عالم اسلام وسائل اور مسائل، حبیب اللہ اچکزئی، مکتبہ حسن کراچی، ۲۰۰۳ء، ص:۲۳۹

۳۔ سورۃ آل عمران: ۳/۱۰۳ (ترجمہ: ور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو،)

اس لئے کہ یہ تفرقہ اور انتشار مسلمانوں میں سخت نفرت کا باعث بنا ہے۔ وہ ایک امت کی بجائے فرقوں میں بانٹ دیتے ہیں۔ اگرچہ فرقے کا تصور کوئی نئی بات نہیں لیکن مذہب کی بناء پر تفرقہ اور انتشار یقینا ایک پریشان کن مسئلہ ہے۔ مسلکی بنیادوں پر اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے پر سخت تنقید کی جاتی ہے اور کئی بار تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ عبادت گاہوں پر علماء کرام پر حملے کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے اب تک بے شمار جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ مسلک کی بناء پر علیحدہ علیحدہ مساجد بنا رکھی گئی ہیں جن میں کئی بار دوسرے مسلک کے لوگوں کو نماز پڑھنے سے بھی روکا جاتا ہے اور سب اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھتے ہیں اور دوسروں کو دین سے خارج اور بے دین سمجھتے ہیں۔

اصل میں اگر ان اختلافات کو دیکھا جائے تو یہ سب اللہ رسول ﷺ اور صحابہ کرام کو مانتے ہیں بس اختلاف ہے تو صرف فروعی مسائل پر۔ اب اختلاف یہ ہے کہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھا جائے، اذان کس وقت دی جائے، نماز میں کن الفاظ کی ادائیگی اونچی کرنی چاہیے اور کن الفاظ کی نہیں، لباس اور پردے پر بھی اختلافات ہیں۔ باقی تمام مسائل پر سب متفق ہیں۔ انہی فروع مسائل کو بنیاد بناتے ہوئے ایک دوسرے کے ایمان کو غلط کہا جاتا ہے اور پھر اپنی سوچ کو دوسروں پر مسلط کرنا اپنے ایمان کا حصہ سمجھا جاتا ہے اور جو ان کے احکامات کو نہ مانے پھر ان پر تشدد بھی کیا جاتا ہے۔ [۱]

دور حاضر میں اگر دیکھا جائے تو سب سے زیادہ فسادات شیعہ و سنی فرقے کے مابین ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے سخت مخالف اور دشمن ہیں۔ یہ فرقہ واریت کی ایسی آگ ہے کہ جس سے ملک کا امن تہہ و بالا ہو کر رہ گیا ہے۔ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے والوں کو امام بار گاہوں میں کلاشن کوف سے مارا گیا اور ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والوں کو مسجدوں میں شہید کیا گیا۔ کہیں یا رسول اللہ ﷺ کہنے والوں کو بندوق کا نشانہ بنایا گیا تو کہیں دیوبندی عقیدہ رکھنے والوں پر تشدد کیا گیا۔ ایک ایسی آگ بھڑکائی گئی جس کا ایندھن زیادہ تر بے ضرر اور غریب، جاہل اور بے گناہ لوگ تھے جن میں بچے، بوڑھے اور عورتیں بھی شامل ہیں۔ قتل عمد جو دین اسلام میں سختی سے منع ہے اور کبیرہ گناہ ہے لیکن امت مسلمہ میں یہ خوارجی سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ حقوق اللہ کی پاسداری کرنے والوں نے حقوق العباد کو پاؤں تلے روند ڈالا ہے۔ امت محمدی کو متحد کرنے کے بجائے پارہ پارہ کرکے ایک دوسرے کا دشمن بنا ڈالا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی تعلیمات پر مبنی معتدل رویے کی پرچار کی جائے اور حکومت اور ذمہ داران لوگ احساس ذمہ داری کرتے ہوئے ایسے رویوں کی حوصلہ شکنی کے لیے کوششیں بروئے کار لائی جائیں۔ [۲]

۱۔ امن عالم اور اسلام، ص:۸۵

۲۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء: ص:۱۸۶/ ۱۸۷

مبحث چہارم: نسلی و لسانی امتیاز

اسلام وحدت کا داعی ہے اور اسلام میں وحدت کی بنیاد اسلامی عقیدہ و فکر ہے نہ کہ رنگ و نسل یا وطنیت و زبان کی بنیاد پر قائم ہونے والی وحدت فتنہ فساد اور ذاتی مفادات پر ہوتی ہے۔ آج پاکستان میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت پاکستان کے باشندوں کو نسل پرستی کے دلدل میں پھنسایا جارہا ہے۔ یہ وہ جہالت ہے جس کا عرب لوگ قبل از اسلام شکار تھے اور چھوٹی چھوٹی بات پر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر حملہ آور ہوجاتا تھا اور یہ لڑائی کئی کئی دن تک جاری رہتی تھی اور دونوں طرف سے جب سینکڑوں لوگ قتل ہوجاتے تھے اور یہ تھک جاتے تب وقتی طور پر اس جنگ کا خاتمہ ہو جاتا تھا۔ اور کئی بار یہ نسلی لڑائی کئی کئی صدیوں تک جاری رہتی تھی۔ یہ نسل پرستی اور قوم پرستی کی انتہائی ذلت آمیز داستانیں ہیں جو کہ علم میں ہونے کے باوجود ہمارے معاشرے میں دوہرائی جارہی ہیں۔ ہم ان سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے ان سے فراموش ہورہے ہیں۔ یہ اصل میں ایک شیطانی وسوسہ ہے جس نے وحدت امت کے تصور کو ختم کرکے نسلوں میں بانٹ کر ایک دوسرے کا دشمن بنادیا ہے۔ پاکستان میں مختلف صوبے لسانی بنیادوں پر قائم ہیں اس لئے ہمارے ہاں لسانی اور صوبائی تعصب ایک ہی چیز سمجھا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم سے بادشاہ نیشنلزم کے جذبے کو فروغ دیتے آرہے ہیں لیکن اس تعصب کو صحیح معنوں میں اہل مغرب ہی نے عروج بخشا ہے۔ اہل حکومت اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے علاقائیت پرستی اور لسانیت پرستی کو فروغ دیتے آئے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہوتی تھی کہ ان بنیادوں پر قوم میں کٹ مرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ یہ لوگ حکمرانوں کے اقتدار کی حفاظت دل وجان سے کرسکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حکمرانوں کی تبدیلی سے غریب طبقے کو عموماً کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن یہی وہ طبقہ ہے جو قوم پرستی کے جذبے کے تحت اپنے حاکم کے لئے جان لڑادیتا ہے۔ مسلمانوں نے اسلام کا نام استعمال کرکے پاکستان حاصل تو کرلیا لیکن جیسے ہی ہندو قوم پرستی کا خطرہ ٹلا، مسلم قوم پرستی، صوبائیت اور لسانیت میں تحلیل ہوگئی۔ صرف چوبیس سال کے عرصے میں اس قوم پرستی نے ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرڈالا۔ اس کے بعد سے وطن عزیز پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچ اور مہاجر کی قوم پرستیوں میں گھرا ہوا ہے۔ انہی قوم پرستیوں کے نتیجے میں ملک کا سب سے بڑا شہر کراچی کئی دہائیوں تک خون اور آگ کی ہولی کا شکار رہا ہے۔ یہ قوم پرستیاں مفاد پرست طبقے کی پھیلائی ہوئی ہیں، ورنہ سندھ و پنجاب کا محکوم طبقہ یکساں طور پر اس طبقے کی چیرہ دستیوں کا شکار ہے۔ اور یہ لسانیت کی بنیاد پر سندھی، بلوچی، پٹھان اور پنجابی کی لڑائی اب بھی جاری وساری ہے زبان سے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اگر پھر بھی بات نہ بنے تو پھر لڑائی اور جھڑپ شروع ہوجاتی ہے۔[1]

ا۔ وحدت امت، مولانا مفتی محمد شفیع، محمد سرور طارق، طارق اکیڈمی فیصل آباد، ۲۰۰۴ء، ص:۱۲،۱۱،۱۰

اسلام میں قوم پرستی اور نسل پرستی صرف حرام ہی نہیں بلکہ اس کو جہالت کہا گیا ہے، یہ ایسی جہالت ہے جو قوموں کو زوال کی طرف لے جاتی ہے اور اسلام میں لوگوں کو قوموں کی سطح پر تقسیم در تقسیم کر دیتی ہے اسلام جو واحدت و اتفاق کا درس دیتا ہے یہ قوم پرستی اسلام کی واحدت کو پارا پارا کر دیتی ہے، اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ نے یہ مختلف قبائل اور خاندان کیوں بنائے ہیں آیا اس لیے کہ ان کی بنیاد پر لوگ کو آپس میں لڑایا جائے اور ان کی نسلوں کو ختم کیا جائے یا کہ صرف آپس میں پہچان کے لیے ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾(۱)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبر دار ہے۔

خوش قسمتی سے ہمارے ہاں اہل مغرب کی نسبت رنگ کی بنیاد پر امتیازی سلوک کرنے کا رجحان خاصا کم ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملکوں میں جلد کی رنگت میں بہت زیادہ فرق نہیں پایا جاتا۔ ہمارے یہاں یہ برائی ہنسی مذاق میں کسی حد تک پائی جاتی ہے۔ بعض خواتین دوسری خواتین کو اس سلسلے میں طعنے بھی دیتی ہیں۔ ہم یہاں قرآن مجید کے ایک آیت نقل کرنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا يَسْخَرْ قَومٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْراً مِنْهُمْ وَلا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْراً مِنْهُنَّ وَلا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلا تَنَابَزُوا بِالأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الظَّالِمُونَ﴾(۲)

ترجمہ: "اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے۔ عین ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی (بالخصوص) خواتین، دوسری خواتین کا مذاق اڑائیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان کے بعد فسق و فجور کے نام بہت بری چیز ہیں۔ جو لوگ (ان گناہوں پر) توبہ نہ کریں، وہی ظالموں میں سے ہیں۔"

ضرورت اس امر کی ہے امت مسلمہ تفرقہ میں پڑھنے کی بجائے متحد ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کریں۔

۱۔ سورۃ الحجرات:۱۱/۱۳

۱۔ سورۃ الحجرات:۱۱/۴۹

خلاصہ بحث:

کبھی کبھار تشدد تعصب اور عدم برداشت کی وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ جب ایک انسان خود کو اچھا اور برتر سمجھنے لگ جاتا ہے مذہب، نسل اور لسانی اعتبار سے تعصب کا شکار ہو کر وہ کبھی کبھار تشدد کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ فرقہ واریت اور مسلکی منافرت کی اذیت ناک لہر نے پاکستان کے امن و سکون کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ مساجد کو اللہ کا گھر بنانے کی بجائے فرقہ پرستوں کا مسکن بنا دیا گیا ہے۔ مسلکی اختلافات کی بناء پر مساجد میں دوسرے مسلک والوں پر تنقید کی جاتی ہے اور کبھی کبھار یہ تنقید تشدد کی ایسی راہ اختیار کرتی ہے کہ خون کی نہریں بہہ جاتی ہیں۔ ریاستی قوانین سے بے خوفی کے سبب تشدد اور جرائم کی شرح میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ لوگوں کو جب یہ شعور ہو جاتا ہے کہ ہماری ظلم و زیادتی کی سزا دینے والا کوئی نہیں تو وہ معاشرے میں کھلم کھلا تشدد کرتے ہیں اور معاشرے کے سکون کو برباد کرتے ہیں۔ حسد اور قوت برداشت کی کمی کے باعث لوگ دوسروں کی خوشی اور سکون کو برداشت نہیں کر پاتے پھر وہ قلبی تسکین کے لئے اگلے بندے کو ہر طرح کی اذیت دینے سے بھی نہیں کتراتے۔

فصل چہارم

سیاسی غلبہ واستحصال اور حریت کی پامالی

مبحث اول: سیاسی استحصال، انتشار اور عدم استحکام

مبحث دوم: سیاسی غلبہ اور حریت کی پامالی، خود غرضی

مبحث سوم: میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ رویہ اور انسانی کج فطرت

مبحث چہارم: عالمی طاقتوں کا دہرا سیاسی کردار اور معاشی عدم استحکام

فصل چہارم:

سیاسی غلبہ و استحصال اور حریت کی پامالی

تمہید:

تشدد کسی بھی معاملہ میں ہو قابل ستائش نہیں ہے۔ کجا یہ معاملہ مذہب کے معاملہ میں ہو، مذہب کی بنیاد پر ہو اپنے ذاتی و سیاسی مفاد کو حاصل کرنے لے لئے ہو کسی بھی صورت جائز نہیں۔ ہمارا معاشرہ عرصہ دراز سے قتل و غارت گری کی زد میں ہے۔ تشدد کے عوامل و اسباب میں ایک بڑی وجہ سیاسی نظام کی ناکامی اور عدم استحکام بھی ہے۔ اور ان سب عوامل کے پیچھے عالمی طاقتوں کی مداخلت بھی شامل ہے۔ برصغیر ہندوستان سے الگ ہونے کے باوجود بھی غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ کئی دفعہ تو غلامی کی وجہ ایٹمی طاقتیں ہوتی ہیں تو کئی دفعہ پاکستان کی عالمی طاقتوں سے لئے گئے قرضوں کے تلے دبنا ہے۔ تشدد اور قتل و غارت کو روکنے کے لیے فوری اور ٹھوس اقدامات کرنا اور اس کے نفسیاتی محرکات کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ جب تک نفسیاتی محرکات کا سنجیدگی سے جائزہ نہیں لیا جائے گا اس وقت تک تشدد کی بیخ کنی نہیں ہو سکتی۔ تشدد کے سیاسی غلبہ و استحصال اور حریت کی پامالی کی وجہ سے پیدا ہونے والے اسباب درج ذیل ہیں۔

مبحث اول: سیاسی استحصال، سیاسی انتشار اور عدم استحکام

- **سیاسی استحصال:**

سیاسی آزادیوں کا پامال کئے جانا متاثرہ افراد کو شدت پسندی پر مجبور کرتا ہے۔ اس طرح متاثرہ افراد جابرانہ سیاسی تسلط کو ختم کرنے کے لئے انتہا پسند ذرائع استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ تاریخ چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ سیا سی استحصال ہمیشہ کسی فوجی انقلاب یا عوامی انقلاب کو دعوت دیتے رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی فوجی انقلاب کبھی ایوب خان[۱]، کبھی ضیاء الحق کو کبھی پرویز مشرف[۲] کی اطاعت میں نظر آیا۔ اور عوامی انقلاب میں ذوالفقار علی بھٹو[۳] سنہرے الفاظ میں یاد رہے گا۔ لیکن اس انقلاب سے جو انسانی جان اور املاک کو نقصان پہنچا وہ قابل ذکر ہے، کارخانے بند ہوگئے مزدوروں اور سرمایہ داروں کا آپس میں سخت ٹکراؤ ہوا جس میں کئی اموات ہوئیں۔ اور عوامی انقلاب کے نام پر عوام پر ڈکٹیٹر نظام مسلط کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے ملک دو لخت ہو کر مشرقی اور مغربی پاکستان میں تقسیم ہو گیا جس کا فائدہ بھارت نے اٹھاتے ہوئے ملک پر حملہ کر دیا اس میں وہ ناکام ہوا لیکن غیر ملکی ممالک کی مداخلت پاکستان میں شامل ہوئی جو ابھی تک جاری ہے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑوا رہی ہے۔

- **سیاسی انتشار اور عدم استحکام:**

تشدد کا ایک اور اہم سبب معاشرے میں سیاسی انتشار اور عدم استحکام بھی ہے۔ سیاسی کشمکش کی وجہ سے کئی مرتبہ رہنماؤں کے درمیان گرم وسرد بیانات کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اس دوران رہنما ایک دوسرے پر جھوٹ، فریب، دغابازی اور لوٹ مار کے الزامات بکثرت لگاتے ہیں۔ ان الزامات کی وجہ سے معاشرے میں نفرتیں جنم لیتی ہیں۔

۱۔ **محمد ایوب خان** :(۱۹۰۷ء-۱۹۵۸ء) پاکستان کے سابق صدر، فیلڈ مارشل اور سیاسی راہ نما تھے۔ وہ پاکستانی فوج کے سب سے کم عمر سب سے زیادہ رینکس حاصل کرنے والے فوجی ہیں۔ وہ تاریخ میں پاکستان کے پہلے فوجی آمر کے طور پر بھی جانے جاتے ہیں جنہوں نے ۱۹۵۸ء میں پاکستان میں فوجی حکومت قائم کر کے مارشل لاء لگایا۔

(https://en.wikipedia.org/wiki/Ayub_Khan_(President_of_Pakistan))

۲۔ **جنرل(ر) پرویز مشرف**:(۱۱اگست ۱۹۴۳) پاکستان کے دسویں صدر تھے۔ مشرف نے ۱۹۹۹ء کو بطور رئیس عسکریہ ملک میں فوجی قانون نافذ کیا پھر 20جون 2001 ء کو ایک صدارتی استصوابِ رائے کے ذریعے صدر کا عہدہ اختیار کیا۔ جس سے قبل آپ ملک کے چیف ایگزیکٹو (chief executive) کہلاتے تھے۔

(https://en.wikipedia.org/wiki/Pervez_Musharraf)

۳۔ **ذوالفقار علی بھٹو**:(۱۹۲۸ء-۱۹۷۹ء) پاکستان کے پہلے منتخب وزیر اعظم اور آپ کو **قائدِ عوام** یعنی عوام کا رہبر اور بابائے آئینِ پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔(https://en.wikipedia.org/wiki/Zulfikar_Ali_Bhutto)

ماضی میں پاکستان میں بنگالی اور غیر بنگالی تنازع نے اتنا طول پکڑا کہ ملک دولخت ہو گیا۔ اسی طرح قومی اتحاد کی تحریک میں بھی پورا معاشرہ تشدد اور نفرت کی بھینٹ چڑھ گیا تھا۔

سیاسی انتشار اور عدم استحکام سے بیرونی طاقتوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور ملک و مذہب کا حلیہ بگاڑ دیا۔ اس انتشار کی وجہ سے بیرونی دشمنوں کو ملک میں مداخلت کا مزید موقع ملا جس کی وجہ سے ملک تنزلی اور انتشار کا مزید شکار ہو گیا۔[۱]

۱۔ پیغمبر امن ﷺ، مولانا منیر احمد وقار، پروفیسر اشفاق احمد خان، ڈاکٹر حمید اللہ، طارق جاوید عارفی، امام بخاری یونیورسٹی سیالکوٹ، س۔ن، ص:۴۰۹/۴۱۰

مبحث دوم: سیاسی غلبہ اور حریت کی پامالی، خود غرضی

• سیاسی غلبہ اور حریت کی پامالی:

کسی بھی غیر فطری نظام کی پیروی کرتے ہوئے جب بھی کسی قوم کے بنیادی حقوق کو نشانہ بنایا جائے گا تو افراد کو ان کے حقوق سے محروم کئے جانے پر پھر وہ فطری طور پر شدت پسند بن جاتے ہیں ۔ ایک دوسرے پر جارحیت اور بربریت ہو یا جارحانہ حملے یا سیکیورٹی فورسز کی درندگی ہو جب بھی انسانوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا جائے گا تو تشدد کا آغاز ہو گا۔ ظلم کے ردعمل میں ظاہر ہونے والی شدت پسندی کا توڑ قوت کے اندھے استعمال سے نہیں ہو سکتا۔

یہ تو ممکن ہے کہ مظلوم انسانوں کو وقتی طور پر کمزور بنا دیا جائے، لیکن ظلم و تشدد اور دہشت گردی سے انہیں ختم نہیں کیا جا سکتا۔ تشدد ہی تشدد کو جنم دیتی ہے، امن کو ہرگز نہیں۔ جب انسان کو انسان نہ سمجھا جائے کسی کے ایمان کو اپنے ایمان سے بہتر سمجھا جائے بناء سوچے سمجھے محکوم پر بلاوجہ پابندیاں بھی حریت کی پامالی کو خود بلا رہی ہوتی ہیں۔ اس کا علاج صرف اور صرف مسائل کے حل، حقوق کی بحالی اور ناجائز قبضے کے خاتمے کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ملک و ملت سے انتشار و افراق کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سیاسی طور پر آزادانہ رائے دہی کو یقینی بناتے ہوئے انسانی حریت کو پروان چڑھایا جائے۔ اور سیاسی طور پر تمام قومی سوچ کو یک رخ کیا جائے تاکہ قومی وسائل کے ضیاع کو روکا جائے اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جائے۔

• خود غرضی:

لوگ اس دور میں بہت خود غرض ہو گئے ہیں صرف اپنی پرواہ کرتے ہیں اور دوسروں کے بارے میں نہیں سوچتے، ہر بات پر اپنا مفاد ڈھونڈتے ہیں۔ لوگوں کی اس سوچ سے تشدد پسند لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور انھیں پیسے دے کر غلط کام کرنے کے لئے راضی کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ معاشرے میں بہت سے والدین ایسے بھی ہوتے ہیں جو اولاد کی طرف توجہ نہیں دے پاتے اور یہ اولاد جن کو بچپن میں توجہ کی ضرورت ہوتی ہے جب ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے تو یہ کسی انتہا پسند اور تشدد پسند گروہ سے تعلقات قائم کر لیتے ہیں۔ اور یوں پھر عدم تربیت اور عدم توجہ کی وجہ سے خود غرضی کے رجحانات معاشرے میں پروان چڑھتے ہیں جو ملک و قوم کے لئے ناسور بن جاتے ہیں۔ جس کو پھر کنٹرول کرنا ممکن ہی نہیں رہتا۔[۱]

۱۔ اسلام اور مغرب، ڈاکٹر انیس احمد، ترجمان القرآن، جنوری ۲۰۰۷ء، ص:۳۶

مبحث سوم: میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ رویہ اور انسانی کجی فطرت

• میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ رویہ:

تشدد کا ایک اہم سبب میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ روّیہ بھی ہے۔ الیکٹرانک میڈیا اس وقت جلتی پر تیل کا کام کر رہی ہے۔ ہمارا میڈیا جو ڈرامے نشر کر رہا ہے ان میں اخلاق سوز حرکات، لڑائی جھگڑے پر مبنی مواد کو بکثرت میڈیا پر دکھایا جاتا ہے۔ کئی مرتبہ ایسے ڈرامے اور فلمیں بنائی جاتی ہیں جن میں غنڈوں کو ہیرو کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ پر تشدد مناظر دیکھنے والے نوجوانوں کی نفسیات مسخ ہو جاتی ہے اور وہ جلد یا بدیر غیر معمولی کردار کے حامل ہیرو کے روپ میں نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مغربی ممالک میں کئی ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ جہاں بگڑے ہوئے نوجوانوں نے بغیر کسی وجہ کے بڑے پیمانے پر سکول و کالج اور دیگر مقامات پر بے گناہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ نیز ہمارے مطمئن معاشرے میں تلاطم برپا کر رہے ہیں، بیاس اور بے چینی پیدا کر رہے ہیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ میڈیا بچوں اور نوجوان نسل کی تفریح کے لئے مثبت انداز سے کھیل کود، ڈرامے اور تربیتی کردار پر مبنی پروگرام دکھائیں۔ ورنہ بے مہار میڈیا ہماری تہذیب و ثقافت کے بیخ و بن اکھاڑ دیں گے۔ لہذا میڈیا کو چاہیے کہ وہ تبلیغ و تربیت کے پروگرام نشر کریں۔ ایسے پروگرام چلائیں جائیں جن سے بچوں کو تعلیم میں مدد ملے۔ مفاہمت، رواداری، تحمل اور برداشت جیسے اسلوب اپنانے والے پروگرام کو زیادہ سے زیادہ نشر کیا جائے۔ اسلامی تعلیمات پر مبنی پروگرام نشر کئے جائیں جن میں بچوں کو انبیاء اور رسولوں کی کہانیاں سنائی جائیں۔[۱]

• انسانی کجی فطرت:

تشدد کا ایک سبب بعض افراد اور گروہوں کی کجی فطرت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی پرورش اور پرداخت ایسے حالات اور ماحول میں ہوتی ہے جس میں وہ اپنے علاوہ دوسروں کو امن و چین سے زندگی بسر کرتے دیکھنا نہیں چاہتے۔ ایسے افراد اور گروہوں کو جب اور جہاں موقع ملتا ہے اپنی فطرت کے مطابق تشدد اور دہشت گردی کی کاروائیاں انجام دیتے ہیں۔ فطرت کی یہ کجی کسی عام افراد میں بھی پائی جاسکتی ہے، عوام و خواص کے گروہوں میں بھی پائی جاسکتی ہے۔ اور حکمران طبقے کہ افراد میں بھی پائی جاسکتی ہے۔

۱۔ امت مسلمہ کے فکری مسائل اور ان کا حل، حافظ اختر علی ارشد، جامعہ اسلامیہ لاہور، س۔ن، ص:۱۰۶

دہشت گردی اور تشدد کے وجود میں آنے کا ایک اہم سبب کسی فرد یا گروہ کو دبا کر رکھنا بھی ہے۔جب کسی فرد یا گروہ کو دبایا جاتا ہے اس کی حق تلفی کی جاتی ہے تو پھر جب اس گروہ یا فرد کو موقع ملتا ہے وہ مخالف کے خلاف شدت پسندی کا مظاہرہ کرتا ہے۔عصر حاضر میں دہشت گردی انھی تحریکوں کا نتیجہ ہے۔اسلامی تعلیمات کا نفاذ کرکے انسانی کجی فطرت کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور ساتھ ساتھ انسانی تربیت اور ترغیب کے معاشرے میں نبی کریم ﷺ کے جیسا مثالی معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس میں بیک وقت تعلیم و تربیت، ترغیب اور ترھیب سے کام لے کر بہترین معاشرہ کیا جو دنیا کے لئے رول ماڈل ہے۔[1]

ا۔ پیغمبر امن ﷺ، ص:۴۱۱

مبحث چہارم: عالمی طاقتوں کا دہرا سیاسی کردار اور معاشی عدم استحکام

- **عالمی طاقتوں کا دہرا سیاسی کردار:**

آج مسلمان معاشروں میں بڑی تعداد ایسے مفکرین اور مصنفین کی موجود ہے جو عالمی طاقتوں کو شک کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔ اس پر وہ عدم اطمینان کا شکار ہیں۔ اس عدم اعتماد کی بڑی وجہ ان طاقتوں کا دہرا سیاسی کردار ہے۔ عوام میں سیاسی اور بے چینی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ان پر ان کی مرضی کے خلاف کوئی خود ساختہ نظام مسلط کیا جائے۔ لوگوں کو سیاسی آزادیوں سے محروم کیا جائے اور ان پر ان اقدار کی پیروی پر زور ڈالا جائے جو کسی بھی ماحول اور معاشرے کے لئے اجنبی ہیں۔ ایسے حالات میں جب عوام کوئی پر امن راہ نہیں پاتے اور ان کے لئے آزادی سے زندہ رہنے کے راستے مسدود کر دیئے جاتے ہیں تو وہ بعض اوقات تشدد پر اتر آتے ہیں۔

عالمی طاقتوں کا دہرا کردار عالمی سطح پر معاشی استعمار کی صورت میں نظر آتا ہے۔ مغرب نے اپنی مصنوعات کی خرید و فروخت اور دیگر اقوام کے وسائل پر قابض ہونے کے لئے عالمی منڈیاں تلاش کیں اور پھر ان ممالک میں جا کر وہ قابض ہو گئے۔ بہت سے ممالک کے اصلی باشندوں کی نسلوں کو ہی ختم کر دیا۔ اور پھر وہاں کی کمزور حکومتوں کو گرا کر رکھ دیا اور وہاں قابض ہو کر اپنے اصول و قوانین زبردستی لوگوں پر مسلط کئے۔ مغربی استعمار نے یہی کھیل ہندوستان کے ساتھ کھیلا جب مسلمان اور ہندو ایک ساتھ رہتے تھے۔ وہاں پہلے تجارت کے لئے اجازت طلب کی اور پھر اسے تجارت کے پس پردہ مسلم حکومت کا خاتمہ کر کے ایک خطے کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا اعلان کیا اور پھر تمام اصول و قواعد کو پامال کرتے ہوئے اس خطے کی غیر منصفانہ تقسیم کی۔ یہ تقسیم دو ممالک میں سخت انتشار اور دشمنی کا باعث بنی۔ جس میں آج تک لاکھوں لوگ لقمہ اجل بنے اور کڑوڑوں لوگ متاثر ہوئے۔ اور عالمی طاقتوں نے پھر جو بھی حق کے لئے آواز اٹھانے کے لئے اٹھا اسے دہشت گرد قرار دے کر حق خودرادیت سے محروم کر دیا۔ اس غیر منصفانہ تقسیم نے دو ممالک کو ایک دوسر کا دشمن بنا دیا۔ اور ان خطوں کو بدامنی اور تشدد کی نظر کر دیا اور پھر اس بدامنی اور انتشار کو دہشت گردی کا نام دے دیا۔ درحقیقت اس تشدد اور بدامنی کی وجہ عالمی طاقتوں کی مسلم ممالک اور ان کی عوام کی زندگی میں بے جا مداخلت ان کی منافقت اور جارحیت ہے۔ لہذا مسلمانوں کے زوال کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ ان استعمار طاقتوں کے دوہرے معیار کا شکار رہتے ہیں۔ جس سے بچنے کے لئے مسلم ریاستوں کو اپنے حالات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔[۱]

۱۔ عالم اسلام اور دہشت گردی، عصر حاضر کے تناظر میں، ساحل نوید، معارف مجلہ تحقیق، جولائی- سمبر ۲۰۱۵ء، ص:۳۹/ ۴۰/ ۴۱

- ## عالمی طاقتیں اور معاشی عدم استحکام:

دور حاضر میں مسلمان ممالک میں بے چینی، انتشار اور بدامنی کا ایک بہت بڑا سبب عالمی طاقتیں اور معاشی عدم استحکام ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد مغربی سرمایہ دارانہ نظام شروع ہوا۔ سرمایہ داری نظام نے دنیا بھر کے معاشی مسائل کو حل کرنے کی بجائے فروغ دیا۔ تمام ممالک کا سب سے بڑا مسئلہ غربت ہے۔ ترقی پذیر ممالک کی ایک بڑی تعداد غربت کی لکیر کی حدود سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ دنیا کے تمام چھوٹے ممالک معاشی بدحالی کی وجہ سے بڑی طاقتوں سے سود پر قرضے لینے پر مجبور ہیں اور سود سے بڑی لعنت اسلام نے کہیں بیان نہیں کی یہاں تک کہ سود لینے اور دینے والے کو اللہ اور رسول کا کھلم کھلا دشمن کہا گیا ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں سیاسی بدعنوانیاں عروج پر ہیں اس لئے ان قرضوں کا بڑا حصہ کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے اور لئے گئے قرضوں کو سود سمیت واپس کرنے کے لئے عالمی مالیاتی اداروں یا ترقی یافتہ ممالک سے مزید قرضے حاصل کئے جاتے ہیں۔ جو ان غریب ممالک کی معیشت کو بد سے بدتر حالات کی طرف لے جاتے ہیں۔ جس کے اثرات سے ریاست کا غریب و متوسط طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ پھر جہاں مالیاتی اداروں یا عالمی طاقتوں سے غریب ممالک کے عیاش حکمران یہ قرضے حاصل کرتے ہیں تو عالمی طاقتیں ان حکمرانوں کو کٹھ پتلی کی طرح استعمال کرتے ہوئے ان ممالک سے اپنے جائز و ناجائز مفادات کا تحفظ کرواتی ہیں۔ جس کے خلاف بعض اوقات ردعمل پیدا ہوتا ہے جو کبھی تشدد کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کی کمزوریوں سے صرف ترقی پذیر ممالک ہی متاثر نہیں ہوتے بلکہ اس کی زد میں ترقی یافتہ ممالک بھی ہیں۔ جو بڑے بڑے مالیاتی اداروں کے مقروض ہیں۔ ۲۰۰۸ء میں آنے والے معاشی بحران نے سرمایہ دارانہ نظام کی کمزوریوں کو اس وقت دنیا کے سامنے کیا جب بڑے بڑے مالیاتی ادارے تباہ ہو گئے اور دنیا بھر کی اسٹاک مارکیٹیں کریش کر گئیں۔ جس کے نتیجے میں وسیع پیمانے پر عالمی معیشت نقصانات سے دوچار ہوئی۔ اور پھر بے روزگاری میں اضافہ ہوا اور پھر بہت سی حکومتوں کو بھاری قرضے لینے پڑے، عالمی تجارت کا حجم کم ہوا۔ عالمی معاشی بحران کو وقتی طور پر دبایا تو جا سکتا ہے مگر ہمیشہ کے لئے اس سے چھٹکارا نہیں مل سکتا۔ ان سب بحران کی وجہ سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے حکومتی گرفت کمزور ہو گئی اور پرائیویٹ اداروں کو بے لگام آزادی ملی۔ اس وسائل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چند مالیاتی ادارے ملک پر قابض ہو گئے اور پھر ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ان پر اپنی اجارہ داری قائم کرلی۔ جن کی اکثریت یہودیوں کے پاس ہے، وسائل کا سمٹ کر چند ہاتھوں میں محدود ہو جانا اور دنیا کی اکثریت کا چند لوگوں یا اداروں کا محتاج بن جانا، سرمایہ دارانہ نظام کی وہ کمزوریاں ہیں جنہوں نے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ممالک کو ابتر صورتحال سے دوچار کر دیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی کمزوریوں کا سب سے زیادہ فائدہ

مغرب کو ہوا، مغرب نے پھر اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر اپنی لامحدود خواہشات کو پورا کرنے کے لئے متبادل راستوں کو اختیار کیا جو غیر اخلاقی اور غیر قانونی تھے۔ پھر یہ اجارہ داری اور غیر منصفانہ معاشی پالیسیاں، وسائل پر بڑی طاقتوں کی اجارہ داری اور پھر اجارہ داری کو قائم رکھنے کے لئے عوام یا غریب طبقے کا تشدد اور قتل وہ عوامل ہیں جنہوں نے غیر مغربی معاشرے میں مخالفانہ جذبات کو بڑھایا ہے۔ اور یہی مخالف جذبات بعض اوقات بدامنی اور تشدد کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ لہذا پاکستان اور امت مسلمہ کو چاہیے ان عالمی ریاستوں کے شکنجوں سے بچیں اور اپنے حالات پر غور و فکر کر کے اپنے مستقبل پر توجہ دیں۔[۱]

خلاصہ بحث:

پر تشدد واقعات کا ایک اہم سبب سیاسی غلبہ و استحصال اور حریت کی پامالی بھی ہے۔ کبھی کبھار تشدد کی وجہ سیاسی گروہوں کے درمیان گرم سرد بیانات کا تبادلہ ہوتا ہے جس کے بعد سیاسی گروہوں میں منافرت کے بعد تشدد کا آغاز ہوتا ہے۔ کئی دفعہ ماں باپ کی کو دغرضی بھی ان پر تشدد واقعات کا سبب بنتی ہے۔ ماں باپ بچوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں پھر وہ یہ نہیں دیکھتے کہ بچا کن دوستوں اور گروہوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اور کئی بار بچہ غلط ہاتھوں لگ جاتا ہے۔ تشدد کی ایک وجہ الیکٹرانک میڈیا بھی ہے جو جلتی میں تیل کا کام کرتی ہے۔ ایسے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں جو ایک تو غیر اخلاقی ہوتے ہیں ساتھ ساتھ غنڈوں اور بدمعاشوں کو ہیرو کے روپ میں متعارف کرایا جاتا ہے جس سے بچے اور نوجوان نسل متاثر ہوتی ہے۔ خودکشی کے نت نئے طریقے متعارف کرائے جاتے ہیں۔ انسانی فطرت کی کجی اور ظلم و استبداد کا عام ہونا بھی تشدد کی اہم وجوہات میں سے ایک ہے۔ عالمی طاقتوں کا دہرا سیاسی کردار اور معاشی عدم استحکام بھی تشدد کی وجہ بن جاتا ہے۔

۱۔ عالم اسلام اور دہشت گردی، عصر حاضر کے تناظر میں، ص:۴۱/۴۶

باب چہارم

پاکستان میں پر تشدد واقعات کے اثرات و نتائج اور اس کے سدباب کی تجاویز

فصل اول: پاکستان میں پر تشدد واقعات کے اثرات

فصل دوم: پر تشدد واقعات کے نتائج

فصل سوم: پر تشدد واقعات کے سدباب کے لئے تجاویز اور سفارشات

فصل اوّل

پاکستان میں پر تشدد واقعات کے اثرات

مبحث اول: پر تشدد واقعات کے انسانی جان اور معاشرے پر اثرات

مبحث دوم: پر تشدد واقعات کے تعلیم پر اثرات

مبحث سوم: پر تشدد واقعات کے معیشت اور سیاست پر اثرات

فصل اول: پر تشدد واقعات کے اثرات

تمہید:

معاصر دنیا کی حقیقت ہے کہ تشدد اور دہشت گردی کے واقعات ہمارے امتیازی نشان بن گئے ہے۔ انسان کی قوت برداشت جب جواب دے دیتی ہے تو وہ جنون کی اس قسم کا شکار ہو جاتا ہے جو تشدد کے نام سے جانی جاتی ہے۔ پھر اس تشدد کے نتیجے میں ایسے عمال بھی سرزرد ہو جاتے ہیں جن کا جسمانی، مالی نقصان ساری زندگی بلکہ اس کے بعد بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک چیز معاشرے میں رونما ہو رہی ہے اور لوگوں کو تباہ و برباد کر رہی ہے تو اس کے کوئی نہ کوئی اثرات مرتب ہو رہے ہونگے جو معاشرے کی ساخت کو تباہ کر رہے ہونگے۔ اس باب میں پر تشدد واقعات کے درج ذیل کچھ اثرات ذکر کئے گئے ہیں:

مبحث اول: پر تشدد واقعات کے انسانی جان اور معاشرے پر اثرات

- **انسانی جان پر اثرات:**

کسی بھی جنگ کا سب سے گہرا اثر انسان کی جان پر پڑتا ہے اور ان پر تشدد کارروائیوں کا سب سے گہرا اثر انسان کی جان پر پڑتا ہے۔ اسی تناظر میں انسانی جانوں کا بہت نقصان ہوا ہے جیسا کہ ۲۰۱۳ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کو تقریبا ۴۹،۰۰۰ جانوں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اس دنیا میں انسان کو سب سے زیادہ پیار اپنی جان سے ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد اپنی اولاد سے۔ لیکن ان کارروائیوں نے انسان کی جان کی قدر و قیمت کو ختم کر دیا ہے اور پاکستان کو ایک غیر محفوظ جگہ بنا دیا ہے جہاں کوئی بھی محفوظ نہیں۔ یہ دہشت گرد بڑی آسانی سے ایک انسانی جسم کو مردہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ دہشت گردی کا نشانہ بننے والا تو دنیا سے چلا جاتا ہے لیکن اپنے پیچھے بہت سی زندہ لاشیں چھوڑ جاتا ہے جیسا کہ کئی گھر ان زندہ لاشوں سے بھرے پڑے ہیں۔ جہاں پر تشدد واقعات کے نتیجے میں لواحقین اپنے پیاروں کو یاد کر کر کے روتے ہیں۔ ایسے میں ایک فرد یا افراد کے چلے جانے سے گھر اور محلے بے روزگاروں اور بے یارو مددگاروں کی وجہ سے معاشرے کے لئے خطرات کا سبب بنتے ہیں۔ اور شدت پسندوں اور انتہا پسندوں کے لئے سبز چراگاہیں بنتے ہیں اور اس سے سماج میں مزید محرومیاں ہوتی ہیں جو مزید خطرات کو جنم دیتی ہیں۔[1]

- **پر تشدد واقعات کے معاشرے پر اثرات:**

پر تشدد واقعات کی وجہ سے دہشت گردوں نے پاکستانیوں کی سماجی زندگی کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ معاشرے میں خوف وہراس کی فضاء پھیلا کر ایک غیر محفوظ ماحول پیدا کر دیا ہے جس کی وجہ سے لوگ بازار، تفریحی مقامات اور مساجد میں جانے سے گریز کرتے ہیں۔ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ بات یقینی بنائی گئی تھی کہ لوگوں کی جان عزت اور ملکیت کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت کی ہوگی۔ بد قسمتی سے حکومت عوام کو سلامتی فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ اور یہ دہشت گردی پاکستان کے شہریوں کے تحفظ کے لئے خطرہ بن گئی ہے۔

پر تشدد واقعات نے پاکستانیوں کی نفسیات پر گہرا اثر چھوڑا ہے، اس سے ایک فرد یا معاشرہ متاثر نہیں ہوتا بلکہ پوری قوم اس سے متاثر ہوتی ہے۔ پر تشدد واقعات میں جن جن کی جان جاتی ہے وہ تو مرتے ہی ہیں پر ساتھ رہنے

۱۔ Impact of terrorism on Pakistan, Nadia Mushtaq, Institute of strategic studies Islamabad,2014,p:34/35

والے معاشرے کے افراد کی نفسیات پر گہرا اثر چھوڑ جاتے ہیں جس کا بچوں سے لے کر بڑوں تک پر اس کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ جو لوگ زندہ رہ جاتے ہیں ان واقعات کے بعد ان میں سے آدھے تقریباً زخمی ہو جاتے ہیں، کچھ یتیم ہو جاتے ہیں اور کچھ معذور یا غیر منقول ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا تشدد پر مبنی حادثہ ہے جو ان کو ساری زندگی جھیلنا پڑتا ہے۔ یہ نفسیاتی صدمہ پھر انسان کو اندر اندر سے متاثر کرتا ہے اور تباہ کر دیتا ہے۔ ان واقعات نے پوشیدہ دشمن کی طرح معاشرے کو نفسیاتی بیمار بنا دیا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ لوگ اب بھی اس حقیقت سے ناواقف ہیں ان کی نفسیات کو متاثر کر کے ان کو ذہنی مفلوج کیا جا رہا ہے۔[۱]

پر تشدد کاروائیوں کی وجہ سے لوگوں میں خوف و ہراس کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ یہ خوف و ہراس لوگوں میں پھر مایوسی اور ناامیدگی کا احساس پیدا کرتا ہے، جو لاچارگی پیدا کر کے لوگوں کو ڈپریشن کا شکار بنا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ پر تشدد واقعات کی مسلسل کاروائیاں لوگوں کی نفسیات کو اثر کر کے ان کو ذہنی طور پر مفلوج کر دیتی ہیں۔ جو لوگ دہشت گردی کے تناظر سے متاثر ہوتے ہیں ان کے مزاج پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ جو کہ انسان اور خاندان کے تعلقات کو مزید نقصان پہنچاتا ہے۔ ان مایوس سرگرمیوں کی وجہ سے انسان کے مزاج میں مزید غصے اور چڑچڑے پن میں اضافہ ہوتا ہے۔ حکومت اور ریاستی اداروں کے خلاف صرف نفرت پیدا ہوتی ہے۔ پر تشدد واقعات کی وجہ سے سماج کا اتحاد ٹوٹ جاتا ہے۔ جس سے معاشرے میں علیحدگی اور تنہائی کی فضاء پھیلتی ہے۔ وہ معاشرہ جو مصیبت کے حالات میں ایک دوسرے کا خیر خواہ ہوتا تھا اب ایک دوسرے سے خوف زدہ رہتا ہے۔[۲]

ان کاروائیوں کی وجہ سے بچے اپنے ماں باپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھو دیتے ہیں اور دہشت گردی کا ایک لمحہ درجنوں خاندانوں کے لئے دہائیوں کا دل ہلا دینے والا سفر بن جاتا ہے۔ محبت بچھا کر اور محبت اوڑھ کر سونے والے محبت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ دینے والے لینے والے بن جاتے ہیں۔ جنہوں نے کبھی بھی بھوک کا منہ نہیں دیکھا ہوتا وہ فاقے جھیلنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ انسان کسی بڑے کاز کے لئے جان دیتا ہے تو اس کے لواحقین کو یہ خیال رہتا ہے کہ مرنے والے کی زندگی ضائع نہیں ہوتی۔ مگر دہشت گردی، موت پر بے معنویت کی مہر لگا کر اس کے دکھ کو اور بڑھا دیتی ہے، اور یہ دکھ بسا اوقات نسل در نسل سفر کرتا ہے۔[۳]

۱۔ الارھاب، اسبابہ، آثارہ، الوقایۃ منہ، یحییٰ بن موسیٰ الزھرانی، امام الجامع الکبیر بتبوک، ۱۴۲۶ھ، ص: ۱۶/۱۸

۲۔ Terrorism and its phycho-social impact on society,Dr.Ritu Pareek,Birala institute of techonolgy ,Jaipur Campus (India),May 2016,P:3

۳۔ http://www.shahnawazfarooqi.com/158/psychology-of-extremism-and-terrorism-and-social-effects/,1:43PM,12/22/17

مبحث دوم: پر تشدد واقعات کے تعلیم پر اثرات

تعلیم دنیا کے کسی بھی ملک کی ترقی کی بنیاد ہے۔ لیکن بد قسمتی سے یہ بھی دہشت گردی کا شکار بن گئی۔ تعلیم جو کہ انسان کے بنیادی حقوق میں سے ایک ہے پاکستان جیسے بہت سے ممالک میں اس کو خطرے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ دہشت گردوں کی نظریاتی اور قدامت پسند ذہنیت اس حد تک تجاوز کر چکی ہے کہ وہ اسلامی شریعت اور سنت نبوی ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے بچوں کو تعلیم کے حصول سے روکنا چاہتے ہیں۔ اس کی مثالیں سوات میں ملتی ہیں جہاں ہزاروں کے قریب تعلیمی ادارے نیست و نابود کر دیئے گئے۔ ان خوارج کی منتقی سوچ کا یہ نظریہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں بچوں کو مغربی اور غیر اخلاقی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ اسلام جو کہ امن و محبت کا گہوارہ ہے وہ تعلیم حاصل کرنے کو سب کا حق قرار دیتا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ غزوہ بدر میں جتنے بھی کافر قیدی پکڑے گئے تھے آپ ﷺ نے ان قیدیوں کو فدیے کے طور پر مسلمان بچوں کو تعلیم سکھانے کا حکم دیا تھا۔ دہشت گردی نے پاکستان کے تعلیمی شعبے پر منفی اثرات مرتب کیئے ہیں جس نے ملک میں تعلیم کی اہمیت کو ختم کر دیا ہے۔ دہشت گردی کے تعلیمی شعبے پر اثرات درج ذیل ہیں:

ا۔ دہشت گردی کی وجہ سے پاکستان میں تعلیم کے معیار کی اہمیت تباہ ہو کر رہ گئی ہے۔ اور جب قبائلی علاقوں کے تعلیمی اداروں کی بات کی جائے تو صورتحال خراب ہو جاتی ہے کیونکہ پر تشدد واقعات کی وجہ سے لوگ تعلیم کے نام سے ہی ڈرتے ہیں۔

۲۔ جب تعلیمی اداروں پر حملے کئے جاتے ہیں تو ان سرگرمیوں کا بنیادی اثر یہ ہوتا ہے کہ بچے اور والدین میں خوف وہراس پھیل جاتا ہے۔ والدین اپنے بچوں کو سکول، کالج جانے نہیں دیتے جس کی وجہ سے بچے گھر پر ہی رہتے ہیں۔ پر تشدد کاروائیوں کی وجہ سے قبائلی علاقوں میں کوئی بھی جگہ نہیں ایسی بچی جہاں بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ اسکا منفی اثر یہ پڑا ہے کہ سکولوں کی تباہی کی وجہ سے تعلیم کی اہمیت کم ہوئی ہے اور ناخواندگی کی شرح میں اضافہ ہوا ہے جو ملک کی ترقی کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔

۳۔ پر تشدد واقعات کا ایک تباہ کن اثر یہ پڑا ہے کہ ملک میں بہت سے بین الاقوامی سکول اور تعلیمی ادارے قائم کئے جا رہے ہیں۔ جہاں بین الاقوامی تعلیمی نظام نافذ کیا جائے گا اور بچوں کو بین الاقوامی اساتذہ تعلیم دیں گے۔ لیکن اب پر تشدد کاروائیوں کی وجہ سے وہ کام بھی رک کر رہ گیا ہے۔ اور ہم بین الاقوامی سطح کی تعلیم حاصل کرنے کے موقع کو بھی کھو رہے ہیں۔[1]

1۔www.ipiripak.org/education-and-terrorism/ 1:43PM,12/22/17

۴۔پر تشدد واقعات کی وجہ سے بچوں کی نفسیات پر گہرا اثر پڑتا ہے۔وہ ان واقعات کی وجہ سے گہرے صدمے کا شکار ہوجاتے ہیں۔ہر وقت فکر مند رہتے ہیں، تعلیم پر توجہ مرکوز نہیں کرپاتے اور سیکھنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہوجاتے ہیں ۔غم ،آفسردگی،نفسیاتی مسائل ،غیر فعالی دلچسپی ،خوف کی وجہ سے نیند کا نہ آنا،بے حسی ،عدم اطمینان،غصہ،جارحیت،ڈرڈر کر رہنا،جیسی شکایات ان بچوں میں پائی جاتی ہیں۔جن لوگوں نے ان کاروائیوں کا سامنا کیاہو یاان کا کوئی دوست اس کاروائی کا شکار ہوا ہو یاجاں بحق ہو گیاہو۔کچھ کے سامنے ان کے پیارے اساتذہ کو آگ لگاکر جلادیا گیا۔یہ ایسے حالات ہیں جن کی وجہ سے انسان نارمل زندگی میں بہت مشکل سے واپس آسکتا ہے۔

جس ملک میں تعلیم نہ ہوناخواندگی کی کثرت ہو تو ملک میں امن وسلامتی کیسے ہوگی۔برداشت اور صبر کیسے پیدا ہو گا۔ملک زر مبادلہ میں کیسے ترقی کرگا۔معیشت کیسے مضبوط ہوگی۔اہل افراد کار کیسے پیدا ہونگے۔اور ناخواندہ معاشرہ میں تشدد اور انتشار کو کیسے کنٹرول کیا جائے گا۔لہذا تعلیم کا ملک میں عام کیا جائے کیونکہ ملکی ترقی کے لئے تعلیم ایک بنیادی زینہ ہے۔[۱]

۱۔The longer impact of attacks on education and education systems,development and fragility and the implications for policy responses,Brendan O'Malley,United nations Educational, scientific and cultural organization,july 2010.

مبحث سوم: پر تشدد واقعات کے معیشت اور سیاست پر اثرات

- **پر تشدد واقعات کے معیشت پر اثرات:**

دہشت گردی نے ملکی معیشت کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ملکی ترقی اور کامیابی کا ضامن اس کی معشیت ہوتی ہے۔ ملکی خوشحالی کو تباہ کرنے کے لئے دہشت گردوں نے پاکستان کی شہہ رگ کو چھیڑا ہے۔ ان خوارجیوں نے ملک کی معاشی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ ان کا اثر ذہنوں پر ہی نہیں ہوتا بلکہ انسان کی نفسیاتی ساخت ہی تبدیل کر دیتے ہیں۔ عام شہری زندگی کے ہر شعبے میں شرکت سے کترانے لگتا ہے جس کا سب سے زیادہ اثر معیشت پر پڑتا ہے۔ خاص طور پر عمارتیں، دکانیں، رہائشی علاقے، دفاتر، ہسپتال تو ہوتے ہی ہیں ملک کا صنعتی ڈھانچہ بھی تباہی کے دھانے پہنچ جاتا ہے۔ فیکٹریاں، دفاتر براہ راست بموں کا نشانہ بنتی ہیں جن کی دوبارہ تعمیر تقریباً ناممکن ہوتی ہے۔ ایک ایک کر کے صنعتی ادارے مکمل طور پر بند ہو جاتے ہیں۔ صنعتی اداروں کے بند ہونے سے نہ صرف بے روزگاری معاشرے میں منفی اثرات مرتب کرتی ہے بلکہ درآمد اور برآمد کا نظام بھی شدید طور پر متاثر ہوتا ہے۔ بحری جہاز کی صنعت کو سب سے زیادہ دھچکا لگتا ہے کیونکہ جب سامان بنے گا ہی نہیں تو اس کی ترسیل کیسے ہوگی۔ یاد رہے کہ بحری جہاز کی صنعت کا دارومدار درآمد اور برآمد پر ہوتا ہے جب فیکٹریاں بند ہونگی سامان بنے گا ہی نہیں تو ترسیل کس چیز کی ہوگی۔

پر تشدد واقعات کی وجہ سے بہت سے صنعتی شعبے تباہ ہوتے ہیں۔ ملک کے عام بازار بھی صنعتی مصنوعات کی قلت کا شکار ہو جاتے ہیں جس کا براہ راست اثر اشیاء کی قیمتوں پر پڑتا ہے۔ اور کم آمدنی والا طبقہ مصنوعات کی قلت کی وجہ سے اس کی قوت خرید سے باہر ہو جاتا ہے۔

ان پر تشدد کاروائیوں کی وجہ سے توانائی کے وسائل اور بجلی گھر بھی متاثر ہوتے ہیں۔ توانائی کی کمی ہر شخص کو متاثر کرتی ہے۔ حکومت مجبور ہو جاتی ہے عوام کو متبادل ذرائع فراہم کرنے کے لئے جس کا اضافی بوجھ ملک کے خزانے پر پڑتا ہے۔ وہ خزانہ جو ملک کی تعمیر و ترقی، عوام کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال ہونا تھا وہ ان پر تشدد واقعات کی وجہ سے تباہ ہونے والے اداروں کی تعمیر و مرمت کی نظر ہو جاتا ہے۔ پھر یہ پیسہ صرف املاک کی دوبارہ تعمیر پر خرچ نہیں ہوتا بلکہ اس کا بڑا حصہ لواحقین کو بھی دیا جاتا ہے اور زخمی، معذوروں کو بھی دیا جاتا ہے پھر ان کے علاج و معالجے کے لئے حکومت کو ایک خطیر رقم دینی پڑتی ہے۔[1]

1۔www.alriyadh.com/246486,5:10PM,12/31/17

پر تشدد واقعات براہ راست معاشی سرگرمیوں پر اثرانداز تو ہوتے ہیں لیکن معیشت کے کارکنوں کی ذہنی ساخت کو تباہ کرکے رکھ دیتے ہیں۔عام انسان گھر سے نکلنے سے ڈرتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کاروائیوں نے اس حد تک زندگی کو متاثر کیا ہے کہ اگر کسی علاقے میں چند واقعات مسلسل پیش آگئے تو کارکنوں کی آبادی وہاں سے منتقل ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں صنعتی کارکنوں کی قلت پیدا ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ملک کا صنعتی ڈھانچہ بلاواسطہ متاثر ہوتا ہے ۔پر تشدد واقعات کی وجہ سے سٹاک ایکسچینج میں حصص کی قیمت گر جاتی ہے ۔لوگ خریداری روک لیتے ہیں۔ٹرانسپورٹ کا نظام اپنی جگہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔جو معیشت کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے۔[1]

ا۔ دہشت گردی، ص:۲۵۰

- **سیاحت پر اثرات:**

دہشت گردی اور سیاحت دو الگ الگ اصطلاحات ہیں اور ایک دوسرے سے بلکل مختلف ہیں۔ سیاحت زندگی، آرام، زندہ دل، لطف اندوز ہونا اور جذبہ جنون کا نام ہے۔ جبکہ دہشت گردی خوف، موت اورڈر کا نام ہے۔ پاکستان سیاحوں کے لئے جنت کی طرح ہے۔ یہ خوبصورت پہاڑوں، دریاؤں اور سر سبز وادیوں سے بھرا پڑا ہے۔ جس کی وجہ سے سیاح پاکستان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ دنیا بھر کے ۱۲۴ خوبصورت ممالک میں سے ۱۰۳ نمبر پر آتا ہے۔ لیکن ان پر تشدد واقعات نے سیاحت کی صنعت کو بُری طرح متاثر کیا ہے، جس کی وجہ سے پاکستان سیاحوں کی نظر میں ایک غیر محفوظ ملک بن گیا ہے۔ سیاحت پاکستان کے لئے بڑی آمدنی والے ذرائعوں میں سے ایک ہے مگر ملک میں مسلسل دہشت گردی کی سرگرمیوں نے سیاحت کے کاروبار کو منفی طور پر اثر انداز کیا ہے۔ خاص طور پر میریٹ ہوٹل اسلام آباد کے حادثے میں جب ۶۰ غیر ملکی لوگ مارے گئے تھے۔[۱] ۲۰۰۹ کی TTCR[۲] رپورٹ کے مطابق اب پاکستان سیاحت میں ۱۱۳ نمبر پر آگیا۔ ایک حالیہ تحقیق کے مطابق پر تشدد واقعات کی وجہ سے پاکستان کی سیاحت کی صنعت کو ۴۴ ملین ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔[۳]

- **براہ راست بیرونی سرمایہ کاری پر اثرات:**

براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کسی بھی ملک کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اور کسی بھی ملک کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ یہ سرمایہ کاری نہ صرف ملک کے سرمایے کا حجم بڑھاتی ہے بلکہ اس کے اثرات براہ راست عوام کے روزگار کے مواقع فراہم کرنے پر بھی پڑتے ہیں۔ سرمایہ کاری سے مراد ہے غیر ملکی سرمایہ کاری کی ملک میں آمد۔ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی کئی صورتیں ہیں۔ بین الاقوامی کمپنیاں ملک میں اپنی شاخیں قائم کرتی ہیں تاکہ ملکی صنعتی پیداوار میں اپنا مثبت حصہ ڈالا جاسکے۔ یہ صرف صنعتی پیداور نہیں بڑھاتی بلکہ ساتھ ساتھ عوام کو روزگار کے وسیع مواقع بھی فراہم کرتی ہے۔ ملک میں نئی نئی ٹیکنالوجیز متعارف کرائی جاتی ہیں جس سے ملکی ترقی کی نئی راہیں

۱۔ Economic cost of terrorism: A case study of Pakistan , Arshad Ali,December ,24,2013

۲۔**TTCR:** travel and torism competitiveness report

۳۔http://www.scribd.com/doc/109611329/factors-Affecting-Tourism-of-Pakistan, 5:29PM,1/1/17

کھلتی ہیں۔ عوام کو نئی ٹیکنالوجی کے بارے میں سیکھنے کے نئے نئے مواقع ملتے ہیں۔ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری مزید ملک میں جدید تعلیمی اداروں کو قائم کرنے میں بھی حصہ ڈالتی ہے تاکہ اپنے اداروں کے لئے تربیت یافتہ افرادی قوت کا حصول ممکن بنایا جاسکے۔ اس طرح براہ راست بیرونی سرمایہ کاری معیشت کے ساتھ ساتھ تعلیم کو بھی مضبوط بناتی ہے۔

لیکن بد قسمتی سے جہاں پر تشدد کاروائیاں ملک کے صنعتی اداروں کی تباہی کا باعث بنتی ہیں وہاں ساتھ ساتھ بیرونی سرمایہ کاری کی ملک میں آمدن کو تقریبا ناممکن بنادیتی ہیں۔ سرمایہ دار وہ حساس طبقہ ہے جو اپنی جان کے ساتھ ساتھ اپنے سرمایے کے تحفظ کی بھی ضمانت چاہتا ہے۔ ان دونوں کو جہاں خطرات محسوس ہونگے وہاں ان کا جانا ممکن ہی نہیں۔ اس طرح پر تشدد کاروائیاں ملک پر نئی صنعتوں کے ادارے بند کرتی ہیں بلکہ ملک میں ہمیشہ کے لئے اعلیٰ صنعتی اداروں کے قیام کو بھی ہمیشہ کے لئے بند کر دیتی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ملک کی صنعتی ترقی کی رفتار متاثر ہوتی ہے اور ملک دوسرے ممالک کے مقابلے میں صنعتی طور پر پیچھے رہ جاتا ہے۔

پر تشدد واقعات کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کاروں کے اعتماد کا خاتمہ ہوا ہے۔ پاکستان کو اس تلخ حقیقت کا سامنا دہشت گردی کی وجہ سے کرنا پڑ رہا ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کار عدم استحکام کی وجہ سے پاکستانیوں کے ساتھ تعاون نہیں کر پا رہے۔ اس نقصان کا ایک سبب تو دہشت گردی دوسرا گلوبل میڈیا ہے جو ان کو فوری خبر پہنچاتا ہے۔ جس کی وجہ سے سرمایہ کار نقصانات کے شعور سے پہلے ہی اگاہ ہو جاتے ہیں۔ اور اپنا پیسہ پاکستان کی بین الاقوامی سرمایہ کاری میں خرچ نہیں کرتے۔ پاکستان کو سالہ سال براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کا جتنا نقصان ہو اس کی فہرست درج ذیل ہے۔

خسارہ چارٹ:

سال	ملین ڈالر
۲۰۰۱ء	۵۰۰
۲۰۰۲ء	۱۰۰۰
۲۰۰۳ء	۵۰۰
۲۰۰۴ء	۱۲۰۰
۲۰۰۵ء	۲۲۰۰
۲۰۰۶ء	۴۳۰۰
۲۰۰۷ء	۵۵۰۰
۲۰۰۸ء	۵۲۰۰
۲۰۰۹ء	۲۵۰۰
۲۰۱۰ء	۲۰۰۰
۲۰۱۱ء	۱۵۰۰[۱]

۱۔The impact of terrorism on fdi inflow of pakistan, bushra zulfiqar,university of the punjab Pakistan,2014,P:279,280

۲۰۱۳ءاور ۲۰۱۴ء کی اقتصادی سروے رپورٹ کے مطابق ان ۱۳ برسوں میں پاکستان کو دہشت گردی کی وجہ سے براہ راست اور بلاواسطہ 8264.4 ارب روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔اس نقصان کی وجہ سے غربت اور بے روزگاری میں شدید اضافہ ہوا ہے۔ان تشددانہ کاروائیوں کی وجہ سے ورلڈ بینک نے بھی مزید قرضہ دینے سے انکار کر دیاہے۔کیونکہ پہلے سے ہی پاکستان ۸۲۰ ملین ڈالر کے قرضے میں ہے۔[1]

- **زراعت پر اثرات:**

زراعت کا شعبہ پاکستان میں ۴۴.۷ فیصد بے روزگار لوگوں کے روزگار کا ذریعہ ہے۔فاٹا اور خیبر پختونخواہ کے علاقے زراعت کی آمدنی کا بہترین ذریعہ ہیں جن کو دہشت گرد کاروائیوں نے سخت اثر انداز کر کے بہت نقصان پہنچایاہے۔سوات کے ضلع میں زراعت کے لئے ۹۸۱۰۰ ہیکٹر زمین ہے جو کہ وہاں کی ۸۰ فیصد آبادی کی معیشت کا بنیادی ذریعہ ہے۔۲۰۰۷ءسے ۲۰۰۹ءمیں پر تشدد کاروائیوں کی وجہ سے سوات کی وادی میں زراعت کی پیداوار کو 3.5 ملین روپے کا نقصان ہوا۔بازار اور مارکیٹس میں بم دھماکوں کی وجہ سے ۵۵ سے ۷۰ فیصد کے پھلوں اور سبزیوں کی درآمد کا نقصان ہوا۔ان واقعات کی وجہ سے مقامی کسان ،زمین دار اور ڈیلروں کو اربوں روپے کا نقصان ہوا۔۲۰۰۴ءسے ۲۰۰۵ءمیں پاکستان کی زرعی ترقی ۶.۵ فیصد تھی جس میں ۲۰۰۵ءسے ۲۰۰۶ءمیں اس آمدنی میں دہشت گردی کی وجہ سے ۶.۳ کمی ہوئی ہے۔۲۰۰۶ءسے ۲۰۰۷ءمیں ۱.۴ فیصد کمی آئی ہے۔۲۰۰۷ءسے ۲۰۰۸ء میں ۱۔۰ فیصد کمی آئی۔ان نقصانات کی وجہ سے پاکستان کی معیشت تباہ ہو کر رہ گئی جس کی بدولت غربت اور بے روزگاری کی شرح میں مزید اضافہ ہوا۔[2]

سابقہ تفصیلات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان پر تشدد واقعات نے پاکستان کو کس قدر خسارہ سے دوچار کیا ہے۔اور بیرونی دنیا کے مقابلے میں پاکستان کو بہت پیچھے کر دیاہے۔

۱۔The social,political and economic effects of the war on terror :Pakistan 2009 to 2011, Mr.Tariq Khan, National graduate institute for policy studies(GRIPS)Tokyo, Japan, 2013,P:71/74/75.

۲۔The impact of terrorism on Pakistan,P:82/83.

- **نقل مکانی:**

مسلسل پر تشدد واقعات کی وجہ سے بہت سے لوگ نقل وحمل پر مجبور ہوگئے ہیں جس نے ان کی زندگی، آسائش کو تو متاثر کیا مگر ساتھ ساتھ ملکی معیشت پر بھی گہرا اثر ڈالا۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف پیس کے مطالعے سے پتا لگتا ہے کہ خیبر پختونخواہ اور فاٹا میں مسلسل دہشت گردی کی کاروائیوں کی وجہ سے ۲.۷ ملین سے ۳.۵ ملین افراد بے گھر ہو گئے۔

بے گھر افراد نے اپنے گھر اپنے اور اپنے پیاروں کی سلامتی اور تحفظ کے لئے چھوڑ دیے۔ اور اپنی حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ لوگوں نے شہروں کا رخ کر لیا۔ شمالی وزیرستان ایجنسی میں تقریباً ۴۲۸۰۰۰ لوگوں نے نقل مکانی کی۔ اور کرزئی ایجنسی میں ۴ لاکھ لوگوں نے اور مالاکنڈ میں ۱۹۰،۸۳،۳ لوگوں کو ان کی حفاظت اور سلامتی کے لئے زبردستی گھروں سے نکال دیا گیا۔ جس میں سے حالات بہتر ہونے کے بعد ۹۵۰،۸۲،۳ لوگ گھروں کو واپس لوٹ گئے، جبکہ ۷۷۷،۲۰ ابھی بھی کیمپ میں رہ رہے ہیں۔ زیادہ تر یہ مہاجرین حکومت پر اقتصادی بوجھ بن کر رہ گئے ہیں۔ یہ مہاجرین اقتصادی نقصانات اور نفسیاتی صدمے میں گھرے ہوتے ہیں جن میں یہ اپنے گھر سے بے گھر اور اپنے پیاروں کو مرتا دیکھتے ہیں۔ جو طویل عرصے تک ان کی نفسیات پر گہرا اثر چھوڑے رکھتا ہے۔ انہی حالات سے متاثر ہو کر یہ حکومت اور فوج سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اس وجوہات کی بناء پر بے روزگاری اور غربت کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے۔ شہری مراکز میں ان کی رہائش اور سیکیورٹی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ (۱)

- **دفاعی اخراجات پر اثرات:**

۲۰۰۷ء سے ۲۰۰۸ء میں پر تشدد واقعات میں اضافہ ہوا۔ ان پر تشدد واقعات کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت کو سیکیورٹی اور شہری امداد میں حکومت کا سالانہ ۴ ارب ڈالر خرچ ہوا۔ ۲۰۰۸ء سے ۲۰۰۹ء میں دفاعی اخراجات ۳۰۳،۱۱،۳ ملیں ڈالر خرچ ہوئے۔ اور ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۰ء میں ۹۱۴،۴۲،۳ ملین ڈالر کا خرچ آیا۔ قوم کی سلامتی کے لئے زیادہ سے زیادہ فورسز بھرتی کی گئی۔ ۲۰۰۸ء سے ۲۰۰۹ء میں پولیس پر ۴۲۱،۲۵ ملین ڈالر کا بجٹ دیا گیا اور ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۰ء میں اس ۱۶۹،۳۲ ملین ڈالر کا اضافہ ہوا۔ ان اخراجات کی وجہ سے پاکستان کی معیشت پر گہرا اثر پڑا۔ (۲)

۱۔ Impact of terrorism on Pakistan ,P:46

۲۔The impact of terrorism on Pakistan,P:82/83.

• سپورٹس و کھیل کے فروغ پر اثرات:

۳مارچ ۲۰۰۹ء کو سری لنکن کرکٹ ٹیم پر پاکستان میں قاتلانہ حملہ ہوا جس میں چھ کھلاڑی زخمی ہوئے تھے۔ یہ کوئی پہلی دفعہ نہیں تھا کہ پاکستان کی سپورٹس کی صنعت پر حملہ کیا گیا ہو۔ اس سے پہلے ۲۰۰۲ء میں نیوزی لینڈ کی ٹیم پاکستان میں ٹیسٹ سریز کے لئے آئی تھی ان کے ہوٹل کے باہر دھماکہ کیا گیا تھا۔ ان پر تشدد واقعات کی ذمہ داری البتہ کسی نے بھی قبول نہیں کی تھی مگر دہشت گردوں نے سپورٹس کی صنعت پر فتوے جاری کر دیے کہ یہ حرام ہیں۔[1]

ان پر تشدد واقعات کی وجہ سے پاکستانی کرکٹ کی صنعت پر گہرا اثر پڑا ہے۔ ۲۰۱۱ء میں انٹرنیشنل ورلڈ کپ کی میزبانی پاکستان نے کرنی تھی مگر ان واقعات کی وجہ سے پاکستان سے یہ میزبانی کا حق چھین لیا گیا۔ ورلڈ کپ کی میزبانی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کھیلوں کی صنعت کو ملک میں مزید بہتر بنایا جا سکے اور جہاں میچ منعقد ہوں وہاں مزید غیر ملکی آمدنی آئے جو معیشت میں ترقی کا سبب بنے۔ لیکن پاکستان سے اس میزبانی کے حق کو چھین لیا گیا۔

۲۰۰۹ء کے بعد پاکستان میں کوئی انٹرنیشنل ٹیموں نے کھیل نہیں کھیلا۔ اور کرکٹ بورڈ کی ٹیم نے آمدنی کا سارا حق متحدہ عرب امارات اور غیر ملکی اور غیر جانبدار علاقوں کو میزبانی دے دی۔ جس کی وجہ سے پاکستان کی آمدنی میں کمی بھی ہوئی مزید اخراجات میں اضافہ بھی ہوا۔ ان وجوہات کی بناء پر پاکستان کو ۹۷ ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔ اور مزید نقصان یہ ہوا کہ ٹیلی وژن اسپانسر شپ اور ریڈیو براڈ کاسٹنگ کے حقوق بھی چھین لیے گئے۔ جس کی وجہ سے ملک میں کرکٹ کی صنعت کی طرف سے آنے والی آمدنی بلکل ختم ہو کر رہ گئی۔ پاکستان کرکٹ بورڈ کو مالی نقصان ہوا اس کے علاوہ پاکستانی کھلاڑیوں کو بین الاقوامی کرکٹ کھیلنے کا موقع نہیں مل رہا۔ یہاں تک کہ پاکستان چھوٹے چھوٹے میچوں کی میزبانی کا حق بھی کھو چکا ہے۔[2]

۱۔The impact of terrorism on Pakistan,P:84/85.

۲۔Impact of terrorism on Pakistan ,P:51/52.

• پر تشدد واقعات کے سیاست پر اثرات:

پر تشدد واقعات کی وجہ سے سیاست کی قیادت غیر مستحکم ہو جاتی ہے۔ پر تشدد واقعات نے پاکستان کے سیاسی نظام کو بھی اثر انداز کیا ہے۔ وہ سیاست دان لوگوں کو خوشحالی اور تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں عوام کو ہر طرح کی آسائش فراہم کرنے کے وعدے کرتے ہیں ان پر تشدد واقعات کی وجہ سے لوگوں نے ان پر اور ان کے کئے گئے وعدوں پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا ہے۔ لوگ ان حکمران کو منافق سمجھ کر ان کو اپنا دشمن سمجھنے لگے ہیں۔ فاٹا اور خیبر پختونخواہ کے علاقوں میں سیاست اس قدر اثرات مرتب ہوئے ہے کہ وہاں پر خواتین سیاست دان کو ہر طرح سے ہراساں کیا گیا۔ دیر تحصیل کی کونسلر کو قتل کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ ان سیاست دانوں کو کئی دفعہ نشانہ بنا کر قتل کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ کئی بار ان کے گھر والوں کو تشدد کا نشانہ بنا کر اغوا کر لیا گیا۔ ان اثرات کی وجہ سے مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر ملک کی غلط تصویر کشی ہوتی ہے۔

سیاست جو اسلام کی نظر میں تہذیب و شائستگی اور تعلیم و تربیت کا دوسرا نام ہے جب یہ ہی مثبت اور معیاری نہ ہو تو شدت پسندی کا ذریعہ بنا دیا جاتا ہے۔ اور فوائد کی جگہ نقصان کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ۷۰ سال ہمارے اس ملک کے اس غیر فعال اور مثبت نے ضائع کر دیئے ہیں۔ بعض ممالک چند سالوں میں اپنے ملک کی بدحالی دور کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک کی سیاست کی وجہ سے مزید پاکستان بدحالی اور انتشار کا شکار ہو گیا ہے۔ [1]

خلاصہ بحث:

پر تشدد واقعات بد قسمتی سے ہمارے امتیازی نشان بن چکے ہیں اور اس کے اثرات انسانی جان پر سب سے پہلے پڑتے ہیں کہ انسان ان واقعات کے تشدد کا نشانہ بن کر مر جاتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنے پیچھے زندہ لاشیں چھوڑ جاتا ہے۔ کتنے گھر یتیم مسکین اور بے سہارہ ہو جاتے ہیں۔ دوسرا اثر معاشرے پر پڑتا ہے کہ خوف وہراس کی ایسی فضاء پھیلتی ہے کہ ایک تو لوگ خوف زدہ ہو جاتے ہیں دوسرا وہ مایوس اور ناامید ہو جاتے ہیں۔ اور پھر نفساتی طور پر ذہنہ مفلوج ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد یہ واقعات تعلیم کو اثر انداز کرتے ہیں جو کہ ملکی ترقی کی سب سے بڑی بنیاد ہے۔ اور ان واقعات کی وجہ سے تعلیم کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے اور ماں باپ خوف وہراس کی وجہ سے بچوں کو تعلیمی اداروں کا رخ نہیں کرنے

۱۔ دہشت گردی، ص:۱۹۹

دیتے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ واقعات معیشت کو اثر انداز کرتے ہیں جو کہ ملکی ترقی کے ساتھ ساتھ ملکی خوشحالی کا بھی ضامن ہے ۔ان پر تشدد واقعات کی وجہ سے ملک کا اہم خزانہ جو ملکی ترقی کے لئے استعمال ہونا تھا وہ عمارات کی مرمت،لواحقین اور زخمیوں کی مدد کی نذر ہو جاتا ہے۔سیاحت کی صنعت تباہ ہو جاتی ہے۔لوگ ڈر وخوف کی وجہ سے ایسے ملک کا رخ ہی نہیں کرتے۔ ایک حالی تحقیق کے مطابق ان پر تشدد واقعات کی وجہ سے پاکستان میں سیاحت کی صنعت کو تقریباً ۴۴ ملین ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔براہ راست بیرونی سرمایہ کاری جو ملکی ترقی کا ایک راستہ ہے تباہ ہو جاتی ہے،ساتھ ساتھ سیاست اور کھیل وسپورٹس کے فروغ کی صنعت بھی برباد ہو جاتی ہے۔اور باقی ملکی آمدنی کا سارا پیسہ نقل مکانی کرنے والوں اور دفاعی اخراجات پر لگ جاتا ہے۔

فصل دوئم

پر تشدد واقعات کے نتائج

مبحث اول: انسانی جان اور معاشرے پر پر تشدد واقعات کے نتائج

مبحث دوم: معیشت، سیاست اور مذہب پر پر تشدد واقعات کے نتائج

فصل دوم:

پر تشدد واقعات کے نتائج

تمہید:

یہ غلط سوچ اور یہ بے راہ نظریہ کہ جس کے نتیجے میں ناجائز خون ہی خون، عصمتوں کی پامالی، مالی لوٹ کھسوٹ، ذاتی اور ملی املاک کا ضیاع، ٹرانسپورٹ اور تعمیرات کا جلاؤ گھیراؤ، کارخانوں فیکٹریوں اور صنعتی اداروں کی تباہ کاری، ملک و قوم کی چولیں ہلا دینے والے ناگفتہ بہ حالات، افراتفری کی خوفناک فضاء اور اس جیسا مزید بہت کچھ ، یہ سب بالاجماع شرعاً حرام کام ہیں کیونکہ اس میں بے گناہ جانوں کی حرمت کی پامالی ہے، املاک واموال کی حرمت کی پامالی ہے، امن واستقرار کی حرمت کی پامالی ہے، پرامن اور بے ضرر گھروں تک محدود، اپنے معاش کی فکر لیے، اپنی صبحیں اور اپنی شامیں خاموشی سے جینے والے معصوم انسانوں کی زندگیوں کی حرمت کی پامالی ہے، اور ہر کس وناکس کی بنیادی ضروریات اور عمومی مصالح کی حرمت کی پامالی ہے۔ پر تشدد واقعات اور دہشت گرد کا مقصد انسانی ذہنی ساخت کا اس حد تک متاثر ہو جانا ہے جہاں اس کی تسکین تباہی و بربادی، قتل و غارت اور تمام معاشرتی اقدار کی آگاہی کی صورت میں ملتی ہے۔ دہشت گرد پھر یہ نہیں دیکھتے کہ ان کی قابل نفرت حرکات کا نشانہ معصوم بچے اور عورتیں بھی بنیں گے۔ دہشت گردوں کی پھر ذہنی تسکین کا یہ خود ساختہ معیار ملک و قوم کو ذہنی طور پر مفلوج کر کے رکھ دیتا ہے ۔بچے سکول جانے سے کاصر عوام روزگار سے محروم معاشرتی و معاشی زندگی میں جمود ان پر تشدد کاروائیوں کے واضح نتائج ہیں۔ پر تشدد واقعات کے مزید بھیانک نتائج درج ذیل ہیں۔

مبحث اول: انسانی جان اور معاشرے پر پر تشدد واقعات کے نتائج

پر تشدد واقعات کے انسانی جان اور معاشرے میں رونما ہونے والے نتائج درج ذیل ہیں۔

- ❖ پر تشدد واقعات کا سب سے پہلا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان گنت لوگ موت کی نیند سو جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنے پیاروں کو کھو دیتے ہیں۔ بہت سے بچے یتیم اور مسکین ہو جاتے ہیں۔
- ❖ پر تشدد کاروائیوں کا سب سے برا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی وحدت اور ملکی وحدت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ لوگ گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ امت مسلمہ کی وحدت پارہ پارہ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اسلام کی ساخت کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔
- ❖ یہی فکر و عمل کی ایسی کیفیت پیدا کرتا ہے جس میں معاشرے میں سوائے بے چارگی اور بے حسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ [1]
- ❖ تشدد کا رویہ جہاں پر بھی پایا جاتا ہے وہاں لوگ خود اپنی ذمہ داریوں کا رخ اپنی مرضی کے مطابق موڑ لیتے ہیں جہاں سے معاشرے میں ظلم و جبر، زیادتی اور وحشت کی ابتداء ہوتی ہے۔
- ❖ یہ حالات معاشرے میں خوف و ہراس کی ایسی فضاء پیدا کرتے ہیں کہ لوگ اپنے سائے سے بھی ڈرتے ہیں۔ کوئی بھی پر سکون نہیں رہتا۔
- ❖ جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ یہ سب متشددین کے رحم و کرم پر چلا جاتا ہے۔
- ❖ مسلمان دنیا میں ایک دہشت گرد کی صورت میں متعارف ہوتے ہیں۔ جس نے اسلام کی اساس کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ غیر مسلم ممالک کا اسلام اور مسلمانوں دونوں سے ایک انجانہ خوف پیدا ہو گیا ہے۔ جو اسلام کی ترویج کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کی بڑھتی تعداد کو ان پر تشدد واقعات کی وجہ سے شدید نقصان پہنچا ہے۔ مغرب میں اسلام کو ایک فوبیا کی طرح متعارف کیا گیا ہے یہ مغرب کا طرز عمل دوہرے معیار کا حامل ہے۔ غیر مسلم دہشت گرد بھی اپنے اپنے ممالک میں ان کاروائیوں کا حصہ بن رہے ہیں۔ لیکن متعاصب دنیا غیر مسلم دہشت گردوں کے بارے میں خاموش ہے۔ مسلمان ممالک میں ہونے والے چھوٹے چھوٹے واقعات کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے نام سے بلاوجہ ڈراتے ہیں۔ [2]

۱۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص:۳۹/۴۰

۲۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص:۷۸

❖ انسانی شخصیت ماحول اور اس کے اثرات کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ کمزور، جسمانی اور ذہنی کیفیت میں مبتلا افراد یا احساس کمتری میں دبے لوگ یا احساس برتری میں دوسروں کو انسانیت کے درجے سے حقیر جاننے والے لوگ اس پر تشدد رویے کو بہت جلد اپنا لیتے ہیں، ذرا سی کسی کی دل آزاری ہو تو یہ لوگ غصہ میں آکر اس حد تک اندھے ہو جاتے ہیں کہ پر تشدد اور انتہا پسندانہ رویہ اپنا کر معاشرے میں بے چینی اور اشتعال پیدا کرتے ہیں۔

❖ پر تشدد واقعات کی وجہ سے امن و سلامتی کا معاشرے سے خاتمہ ہو جاتا ہے۔

❖ انسانی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔

❖ انسانیت کی بے حرمتی کا رویہ "احسن تقویم" سے "اسفل سافلین" کے رستے پر لے آتا ہے۔

❖ پر تشدد واقعات کی وجہ سے معاشرے میں بے وقاری پیدا ہوتی ہے۔

❖ لوگ معاشی طور پر بے حال ہو جاتے ہیں۔

❖ کمسن بچوں اور عورتوں کے اذہان کو بری طرح تباہ کرتے ہیں۔ ان میں عدم تحفظ کا احساس پیدا کر دیا جاتا ہے۔

❖ پر تشدد واقعات کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ مجرمانہ سرگرمیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ غربت اور بے روزگاری کی شرح میں مزید اضافہ ہوتا ہے جس کے باعث چوری ڈکیتی کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ معاشرے میں پہلے سے خوف وہراس پھیلا ہوتا ہے جس میں مزید اضافہ یہ مجرم کر دیتے ہیں۔ ٹارگٹ کلنگ اور اغواء کی واردات کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے۔ پاکستان میں مجرمانہ سرگرمیوں میں پر تشدد واقعات کی وجہ سے سالانہ اضافہ ہوا ہے جس کی فہرست درج ذیل ہے۔

جرائم	۲۰۰۴	۲۰۰۵	۲۰۰۶	۲۰۰۷	۲۰۰۸	۲۰۰۹	۲۰۱۰	۲۰۱۱	۲۰۱۲
قتل	۹۷۱۹	۹۶۳۱	۱۰۰۴۸	۱۰۵۵۶	۱۲۰۵۹	۱۲۴۹۱	۱۳۲۰۸	۱۳۸۶۰	۱۳۸۴۶
قتل عمد	۱۲۶۷ ۸	۱۲۸۶۳	۱۳۷۲۹	۱۳۸۴۰	۱۵۰۸۳	۱۴۹۶۲	۱۵۴۷۸	۱۵۴۷۶	۱۵۳۳۸
اغواء	۹۶۳۷	۹۲۰۹	۱۰۴۳۱	۱۰۷۲۵	۱۵۱۳۵	۱۶۳۱۳	۱۸۵۵۶	۱۹۸۰۶	۲۰۱۹۴
ڈکیتی	۱۱۸۵۱	۱۲۱۹۹	۱۴۶۳۰	۱۶۶۳۹	۱۹۹۴۳	۱۹۱۳۸	۲۱۹۰۷	۲۰۶۳۲	۱۷۰۸۱
چوری	۱۳۶۴	۱۲۰۶۷	۱۲۸۷۲	۱۲۰۶۷	۱۴۹۴۳	۱۵۰۷	۱۶۶۳۸	۱۸۱۹۵	۱۷۶۳۸

	۷					۳			
ٹارگٹ کلنگ	۲۲۰۲۴	۲۴۷۹۳	۳۱۱۶۶	۲۹۴۷۳	۳۶۰۲۳	۳۵۶۹۷	۳۷۸۷۸	۴۲۲۲۳	۴۰۱۰۲
دیگر جرائم	۳۵۸۶۸	۳۷۰۱۰۷	۴۳۸۱۵	۴۴۱۴۸۸	۴۷۴۷۸۸	۴۹۸۰۹۶	۵۲۳۹۹۱	۵۳۸۵۵۸	۵۱۸۴۲

- شہری آزادیاں اس حد تک سلب ہو جاتی ہیں کہ لوگ آزادی سے اپنی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ عبادت گاہیں جو مسلمان معاشروں کو ایک روحانی غذا عطا کرتے ہیں اور تربیت وتزکیہ نفس کے مرکز ہوتے ہیں انسان ان سے محروم ہو جاتا ہے۔[1]

انسانی سماج میں آج آرام وسکون اور اعتماد نہ ہونے کے برابر ہے جہاں لوگوں کو ایک دوسرے کا خیر خواہ ہونا چاہیے تھا وہاں لوگ ایک دوسرے کو شک اور بد خواہی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو انسان کے لئے باعث اذیت ہے کیونکہ انسان اجتماعی پسند مخلوق ہے اور اجتماعیت کے اسباب نافید ہوتے ہیں تو انسان اذیت کا شکار ہوتا رہتا ہے۔

۱۔Impact of terrorism on Pakistan ,P:51/52/53/54

مبحث دوم: معیشت، سیاست اور مذہب پر پر تشدد واقعات کے نتائج

معیشت، سیاست اور مذہب پر پر تشدد واقعات کے درج ذیل نتائج مرتب ہوتے ہیں:

- ❖ معیشت و معاشرت دونوں تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ملک ترقی نہیں کر پاتا اور دوسرے ممالک سے بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔
- ❖ مذہبی رجحانات دراصل کسی بھی قسم کی انتہاپسندی کو رد کرتے ہیں لیکن انتہاپسندانہ اور پر تشدد رویہ کے حامل افراد مذہب کو ان غلیظ کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ پھر یہ مذہبی اختلاف ایسا رد عمل پیدا کرتا ہے جس میں یہ لوگوں کو کافر، فاسق کہہ کر واجب القتل تک قرار دیتے ہیں۔
- ❖ پر تشدد واقعات کی وجہ سے اسلامی و اخلاقی احکامات کے حکم کی عدولی ہوتی ہے۔
- ❖ مذہب کے معاملے میں شدت پسندی اپنانے والا شخص مذہب کو اپنے لئے ڈھال استعمال کر کے ایک ایسی سوچ کے تابع چلا جاتا ہے جہاں مذہب کی عام فہم تعلیمات میں بھی بال کی کھال نکالنے لگتا ہے۔ اس کے قول و فعل میں بہت واضح فرق نظر آنے لگتا ہے۔ ایسے انسان کے قول و فعل میں بھی تضاد پائے جاتے ہیں۔ جس کی مذہبی افکار بھی ہل جائے وہ معاشرے کے لئے کبھی قابل عزت نہیں ہو سکتے۔ عام لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں ایسا صرف اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی جنگلی جبلت اس کو انسانیت سے نکال کر ایسے خونخوار جانوروں کے ذمرے میں ڈال دیتی ہے کہ پھر وہ انسانی اعضاء پر بیٹھ کر جشن مناتا ہے۔[1]
- ❖ تشدد کے بڑھنے کی وجہ سے عصبیتی جذبات بھی شدت اختیار کر لیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عقل و استدلال انہی منفی جذبات کی خادم بن کر رہ جاتی ہے۔ قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کرنے کی بجائے عصبیتی جذبات کی تسکین تلاش کرنے لگ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور ہر گروہ دوسرے کو غاصب تصور کرتا ہے۔ اور یہی تصور ان پر تشدد رویوں کو پروان چڑھاتا ہے۔
- ❖ مقاصد شریعہ جس کا اصل مقصد جان کی حفاظت سے اس کی بے حرمتی ہوتی ہے۔
- ❖ تکفیر کا سیلاب برپا ہوتا ہے۔

۱۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص:۳۹

- پر تشدد واقعات کی وجہ سے پاکستان معاشی لحاظ سے دوسرے ممالک سے کمزور ہو گیا ہے۔
- لوگ مذہب سے دور ہو رہے ہیں اور لادینیت کا رجحان بڑھ رہا ہے۔
- انسانی جانیں ضائع ہوتی ہیں اور امن کی صورتحال بد سے بدتر ہو جاتی ہے۔
- پر تشدد واقعات کی وجہ سے لوگوں کا سیاست اور ملکی حکمرانوں پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں یہ لوگ سیاست دانوں پر اعتبار کرنا چھوڑ دیتے ہیں ان کو قتل کرنے کی پاکستان میں کتنی دفعہ کوشش کی گئی۔ یہاں تک کہ ان کے گھر والوں کو اغوا کر لیا گیا۔(۱)
- مذہبی شدت پسندی میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ فرقہ واریت کی لہر نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا دیا ہے۔
- مساجد جو کہ اللہ کا گھر امن و سلامتہ کے اڈے اتحاد اور اخوت کے مراکز تھے۔ پر تشدد واقعات کی وجہ سے فرقہ واریت کا گہوارہ بن گئی ہے۔ کوئی دوسرا فرقے سے تعلق رکھنے والا دوسرے فرقے کی مسجد میں نماز تک ادا نہیں کر سکتا۔
- علمی، فکری، دینی، اخلاقی اور جانی نقصانات کے ساتھ ساتھ مالی نقصان بھی ہوتا ہے۔ لوگوں کے گھر مال و دولت ان پر تشدد کاروائیوں میں تباہ ہو جاتے ہیں۔ دفتر، ہسپتال، سکول اور صنعتی ادارے تک تباہ ہو جاتے ہیں جو کہ ایک بہت بڑا نقصان ہے۔
- پر تشدد واقعات کی وجہ سے ملکی ترقی رک جاتی ہے۔
- بین المذاہب ہم آہنگی نہیں رہتی ایک مذہب کے پیروکار دوسرے مذہب کے پیروکار کو اپنا دشمن سمجھنے لگتے ہیں۔
- پر تشدد واقعات کی وجہ سے اشاعت اسلام کی تبلیغ کے راستے دشوار ہو گئے ہیں۔ لوگ کسی مذہبی پروگرام پر جانے سے ڈرتے ہیں۔ اور فرقہ واریت کی وباء کی وجہ سے کوئی دوسرے کی بات تک سننا پسند نہیں کرتا۔
- پر تشدد واقعات کی وجہ سے معاشرے میں لوگ قانون سے ڈرنا چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے ناحق قتل و قتال کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔(۲)

۱۔ مقالات سیرت ۲۰۰۴ء، ص: ۳۳۰

۲۔ ماہنامہ الشریعہ، جون ۲۰۱۴ء، شمارہ: ۲۵، ج: ۶، ص: ۱۴

خلاصہ بحث:

پر تشدد واقعات کا سب سے اوّل نقصان انسانی جان کو پہنچتا ہے کہ انسانی جان ضائع ہو جاتی ہے۔اس کے بعد اس کے مزید نقصانات یہ ہوتے ہیں کہ اسلامی وحدت کا خاتمہ ہو تا ہے مسلمان خوف ہو ہر اس کی وجہ سے متحد نہیں ہو پاتے جس سے اسلامی ساخت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔معاشرے میں خوف وہر اس کی فضاء پھیلتی ہے ہر طرف بے چار گی اور بے حسی ہوتی ہے۔کوئی پر سکون نہیں رہتا۔معاشرت اور معیشت تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔اسلامی احکامات کی حکم عدولی ہوتی ہے۔تکفیر کا سیلاب برپا ہو تا ہے۔مقاصد شریعہ کی بے حرمتی ہوتی ہے۔جہالت اور غربت میں اضافہ ہو تا ہے جس کی وجہ سے ملکی ترقی رک جاتی ہے۔قانون سے بے خوفی کی وجہ سے جرائم کی شرح میں اضافہ ہو تا ہے۔ان وجوہات کہ بناء پر انسانی اجتماعی معاشرہ تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

فصل سوئم

پر تشدد واقعات کے سدباب میں تجاویز و سفارشات

مبحث اول: معاشرتی امن کے قیام کے لئے تجاویز و سفارشات

مبحث دوم: تعلیم اور مذہبی قیادتوں کی رہنمائی کے لئے تجاویز و سفارشات

مبحث سوم: ملکی و قومی سلامتی کے لئے تجاویز و سفارشات

فصل سوم: پر تشدد واقعات کے سدباب میں تجاویز وسفارشات

تمہید:

دنیا بھر میں تشدد، انتہاپسندی اور دہشت گردی کی جڑ پانے والی ناانصافیوں، استحصالوں اور بالادستی کی پالیسیوں کو ختم کرنے کے لئے جس فہم وفراست تدبر اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے ہم سب کو چاہیے کہ ان تمام مسائل کے حل کے لئے رحمت العالمین ﷺ کی تعلیمات اور ان کو عطا ہونے والی کتاب ہدایت قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنا شروع کر دیں۔ پہلے خود کو صحیح معنوں میں اہل ایمان بنائیں اور پھر اقوام عالم کو صحیح راستہ دکھائیں۔ تشدد اور دہشت گردی کی راہ اختیار کر کے ہمیں صرف اور صرف نقصان حاصل ہوا ہے۔ جان، مال، عزت وآبرو کسی کی کوئی ضمانت نہیں رہی۔ معاشرت اور معیشت دونوں برباد ہو کر رہ گئی ہیں۔ ہم ترقی کے اعتبار سے بھی بہت سے ممالک سے پیچھے ہیں وہ بھی صرف ان پر تشدد واقعات کی وجہ سے۔ ہم نے اپنے آپ کو پست سے پست کر لیا ہے اور اپنی ضروریات اتنی بڑھالیں ہیں اور بے روزگاری، جہالت کے باعث عالمی منڈی میں ہماری کوئی ساکھ نہیں رہی۔ سب سے بڑھ کر ہم کمزور ہو گئے اور اپنی ہر پالیسی کے لئے اہل مغرب کو جواب دہ ہیں۔ عالمی اداروں میں ہماری کوئی شنوائی نہیں۔ یہ لمحہ فکر ہے کہ ہم اپنے آپس کے اختلافات کو دور کر کے خلوص دل کے ساتھ اسلام کی پیروی کریں اور نہ کی تو ممکن ہے کہ پاکستان دنیا کے نقشے پر سے اسلامی ملک کی حیثیت کھو دے۔

پر تشدد واقعات اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے درج ذیل تجاویز وسفارشات پیش کی جارہی ہیں:

مبحث اول: معاشرتی امن کے قیام کے لئے تجاویز و سفارشات

معاشرے میں امن و سکون کو قائم رکھنے کے لئے میری تجاویز و سفارشات درج ذیل ہیں۔

- پر تشدد واقعات سے بچنے کے لئے سب سے پہلے امت مسلمہ کو ایک کیا جائے۔
- پر امن معاشرے کے ترقی کے لئے سب سے پہلے اسلام، امن، رحم، وفاداری، تحمل، برداشت اور میانہ روی جیسی خوبیوں کو فروغ دیا جائے۔
- اختلاف کو برداشت کرنے کی ثقافت کو فروغ دیا جائے تاکہ اختلاف منافرت، تشدد اور دہشت گردی کا جواز نہ بنے۔
- والدین کو اولاد کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے دوستوں پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ بچہ کن لوگوں کے ساتھ میل جول میں ہے۔ تاکہ پر امن معاشرہ کے اسباب کو شرمندہ تعبیر کیا جا سکے۔
- معاشرے میں عدل و انصاف کی فضاء کو قائم کیا جائے اور ناانصافی و زیادتی کا خاتمہ کیا جائے کیونکہ یہی چیز معاشروں کو پر تشدد واقعات کی طرف لے جاتی ہے۔
- ایک اسلامی معاشرے میں رعیت پر حکمرانوں کے کیا حقوق و فرائض بتائے گئے ہیں انکی آگاہی کی جائے۔
- اجتمائی مفاد کی خاطر ذاتی نقصان کو برداشت کیا جائے۔
- ہر شخص کو اس کے مکمل سیاسی، معاشرتی، معاشی اور مذہبی حقوق دیئے جائیں۔
- مسلمانوں میں تنقید برداشت کرنے کا مادہ بلکل نہیں رہا صرف اسی فخر میں زندہ نہ رہیں کہ کبھی ہم دنیا پر چھائے ہوئے تھے بلکہ لوگوں کی باتیں سنیں اور اپنے گریبان میں جھانکیں اختلاف برداشت کریں کہ آپ ﷺ کی تعلیم بھی یہ ہی ہے اور مہذب معاشرے کی پہچان بھی یہ ہے۔
- غربت کا خاتمہ کرنا ہو گا، عدل و انصاف پر مبنیٰ ایسا ماحول بنانا ہو گا تاکہ کوئی بھی غریب، بے روزگار، بے بس اور کمزور انسان تشدد کی راہ نہ اختیار کر لے۔
- ہماری نوجوان نسل کا بڑا طبقہ تہذیبوں کے تصادم یا ادغام کی وجہ سے سخت تذبذب میں مبتلا ہے۔ ان کے مسائل کو سنا جائے اور کوئی خاندان اپنے کم سن ناپختہ ذہن والے بچوں کو بلا سوچے سمجھے جہاد کے نام پر تخریب کاری کرنے والوں کو نہ دے اس بناء پر کہ شاید اس میں اس کی نجات کا راستہ ہے کیونکہ وہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کیلئے انھیں استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ماحول پر کڑی نگرانی کی ضرورت ہے۔
- نسلی اور لسانی منافرت کو ختم کرنا ہو گا اور سب کو یہ سکھانا ہو گا کہ ہم سب پاکستانی ہیں۔ اور اسلام نے ہمیں بھائی بھائی بنایا ہے۔

- معاشرتی امن کے قیام کے لئے انتہاپسندانہ سوچ کا خاتمہ ضروری ہے۔دہشت گردی ختم کرنے کے لئے صرف فوجی عدالتیں کافی نہیں کیونکہ دہشت گرد جب دہشت گردی کا ارتکاب کر لیتے ہیں تو ہی ان کو سزا دی جاتی ہے۔لہذا دہشت گردی کو جڑ سے ہی ختم کرنا ہو گا۔
- یہ ضروری نہیں کہ ہم دنیا بھر میں انقلاب پیدا کریں قتل وغارت کریں دہشت گردی کریں اور اقتدار حاصل کر کے ہی اسلامی تعلیمات کو عام کریں بلکہ اس کے لیے ہمیں حقوق العباد پر غور کرنا ہو گا اور ہر کسی کی خیر خواہی چاہنی ہو گی کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ "دین خیر خواہی کا نام ہے"۔
- ایک دوسرے کو کافر کہنے اور ایک دوسرے کی گردن کاٹنے کی سوچ کا خاتمہ کرنا ہو گا۔

مبحث دوم: تعلیم اور مذہبی قیادتوں کی راہنمائی کے لئے تجاویز وسفارشات:

قیام امن کے لئے تعلیمی نظام اور مذہبی / دینی قیادتوں کی درستگی کے لئے میری تجاویز وسفارشات درج ذیل ہیں:

- تمام سکولوں اور کالجوں میں ایک جیسانظام تعلیم رائج کیا جائے جس کا مقصد اچھے انسان تیار کرنا ہو۔ انگلش میڈیم اور اُردو میڈیم کا علیحدہ علیحدہ نظام کا خاتمہ کیا جائے۔ نیز مسلم مذہبی درسگاہوں کے نصاب میں قرآن کی باترجمہ تعلیم کے علاوہ تاریخ، جغرافیہ، کمپیوٹر، آئی ٹی جیسے مضامین بھی شامل کیے جائیں۔
- تشدد اور دہشت گردی کو جہاد کے ساتھ جوڑنے والوں یا اس پر جواز فراہم کرنے والوں کو سختی سے روکا جائے۔ مزید جہاد اور دہشت گردی کے مفہوم کو واضح کیا جائے کیونکہ جہاد مسلمانوں کی عظیم عبادت ہے اس کے متعلقہ شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جائے۔
- ہر قسم کے جلسے جلوسوں کو اپنی اپنی آبادیوں میں محدود کر دیا جائے۔
- مسلک کی تبلیغ کو مسجدوں اور امام بارگاہوں تک محدود کر دیا جائے۔ نیز غیر مسلکی مساجد اور مدارس کو رواج دیا جائے۔
- علماء کرام کو آگے بڑھ کر ملک میں اتفاق واتحاد اور افہام و تفہیم کی فضاء پیدا کرنے میں خصوصی کردار ادا کرنا چاہیے۔
- مساجد میں فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کے خلاف تعلیم کا سدباب کیا جائے۔
- دینی اداروں کی اصلاح کی جائے وہاں کے نظام اور تعلیم و تربیت کی نگرانی کی جائے کہ وہاں اساتذہ شاگردوں کو کیا تعلیمات دیتے ہیں۔
- کالجز اور جامعات میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت کا نصاب شامل کیا جائے۔
- ان اسباب کا بھی خاتمہ کیا جائے جس سے فرقہ واریت یا پر تشدد واقعات جنم لیتے ہیں اور ایسے اسلوب اپنائے جائیں کہ جن سے اخوت، اتحاد کو فروغ دیا جا سکے۔
- کسی بھی مذہب کے قائدین اور پیروکاروں کو قانون اپنے ہاتھوں میں لینے کی قانونی طور پر ممانعت ہو جو شخص بھی کسی کو ناحق طور پر قتل کرے اس کے خلاف ملک کے عام قانون کے تحت مقدمہ چلا کر سخت سزا دی جائے۔
- انسانی بنیاد پر تعصبات سے خالی تحریکیں چلائی جائیں اور ان کے ذریعے مذہبی تفریق اور مذہبی اجارہ داریوں کا مقابلہ کیا جائے۔
- تعلیم کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے یا فروغ دیا جائے جس سے جہالت و گمراہی کا خاتمہ کیا جا سکے جو کہ اس فرقہ واریت یا پر تشدد واقعات کا موجب بنتے ہیں۔

- مذہبی گروہوں کی قیادت کو بقائے باہمی اور رواداری کے اصولوں پر پختہ معاہدے کا پابند کیا جائے اور بیرونی مداخلت کے دروازے بند کیے جائیں۔
- مذہبی اور نسلی تفریق کو ختم کیا جائے۔
- مدارس اور مساجد کا نظام تعلیم جدید خطوط پر استوار کیا جائے اور دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم لازم دی جائے۔
- بعثت نبوی کے حقیقی مقاصد کا شعور حاصل کرنا ہوگا اور ہمیں دین کو آسان بنانا ہوگا کیونکہ آپ نے ہمیں یہ دین اسلام آسان شکل میں ہی دیا ہے۔
- مذہبی جنونیت اور انتہاپسندی کے اصل اسباب جن کا تذکرہ گزشتہ ابواب میں ہمارے سامنے آیا ہے ان کا سدباب کرنا ہوگا خواہ اس کے سلسلے میں سختی سے ہی کام کیوں نہ لینا پڑے کیونکہ جب ناسور زندگی کے لئے خطرہ بن جائے تو نشتر زنی درست ہوتی ہے۔
- علماء کے واعظ اور خطبے اپنے اندر فرقہ وارانہ شدت پسندی نہ لئے ہوئے ہوں، مذہبی، مسلکی اور شدت پسندی سے اجتناب کرتے ہوئے صحیح معنوں میں سلف صالحین کے منہج کے تحت قرآن وحدیث کی ترجمانی کرنی چاہیے۔

مبحث سوم: ملکی و قومی تحفظ کے لئے تجاویز وسفارشات

ملک اور قوم کے تحفظ کو برقرار رکھنے کے لئے میری تجاویز وسفارشات درج ذیل ہیں:

- پرتشدد واقعات کے پیچھے کون ہے، عالمی منظر نامے میں اس کا سراغ لگانے، پرتشدد واقعات کی کاروائیوں کی ڈور ہلانے اور ان کی منصوبہ بندی کرنے والے ذہن پر نظر رکھنا ازبس ضروری ہے۔
- انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ختم کی جائیں۔
- بیرون ملک سے آنے والوں کے سامان اور سفری دستاویزات کو بہت احتیاط کے ساتھ چیک کیا جائے۔
- اپنے اپنے علاقوں میں قانون اور امن عامہ کی صورت حال کی نگرانی کے لیے وفاقی، صوبائی، ڈویژنل اور ضلعی سطحوں پر تحفظ امن کمیٹیاں بنائی جائیں۔
- ملکی سرحدیں متعین اور مکمل طور پر بند ہونی چاہیے اور قبائلی علاقوں کو مکمل طور پر ریاست کی حدود کے اندر شامل کیا جائے۔
- چھوٹے چھوٹے گروہوں پر نظر رکھی جائے جن کی وجہ سے گلی محلہ میں محدود قسم کے تشدد کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔
- دہشت گردی وتخریب کاری میں ملوث کیمپوں کو ختم کیا جائے۔
- وزارت داخلہ کو پرائیویٹ سراغ رسانی کے لائیسنس جاری کرنے چاہیے جو انفرادی سطح پر ہوں تاکہ پوشیدہ چہرے سامنے آسکیں اور دہشت گردی کا انسداد کیا جاسکے۔
- کرپشن کا خاتمہ کیا جائے تاکہ دولت کا ارتکاز نہ ہو۔
- سودی معیشت کا مکمل خاتمہ کیا جائے اور اسلامی معیشت نافذ کی جائے۔
- پاکستان کے مسلم اور غیر مسلم عوام باہم مل کر معاشی، سیاسی ومذہبی اجارہ داروں اور جاگیرداری نظام سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے اپنی تمام تر قوتیں اور صلاحیتیں صرف کریں۔
- ملک میں بسنے والی عورتوں کو تعلیم اور شریعت کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ملازمت کے مواقع فراہم کیے جائیں۔
- ایک اسلامی معاشرے میں رعیت پر حکمرانوں کے کیا حقوق وفرائض بتائے گئے ہیں انکی اگاہی کی جائے۔
- قومی میڈیا کو نظم وضبط اور ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے، واقعات، حادثات اور شخصیات کے بارے میں سنسنی خیزی پھیلانے کی بجائے عوام کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

- قومی انٹیلی جنس اداروں بالخصوص ایف آئی اے، آئی بی، آئی ایس آئی اور ایم آئی وغیرہ کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور ان کو مضبوط بنایا جائے تاکہ دہشت گردوں کی سیاسی یا گروہی سرپرستی کا انسداد ہو سکے۔
- عدالتوں کے نظام کو اسلامی نظام کے مطابق چلائیں اور ضلعی سطح پر ہائی کورٹ قائم کئے جائیں۔ ہر صوبے میں سپریم کورٹ اور مرکز میں فیڈرل کورٹ بنائی جائے۔ اور عدالتوں کے فیصلوں میں تاخیر کا خاتمہ کیا جائے۔
- روزگار کے بہترین مواقع فراہم کرنے کے لئے چھوٹی چھوٹی انڈسٹری لگائی جائے۔ میڈیا اپنی پالیسی کو بدل دیں اور اس کو نئی شکل دیں، اور مسلمانوں کے عروج اور شان و شوکت کا پرچار کیا جائے۔
- میڈیا کے ذریعے اسلام کا اصلی چہرہ لوگوں کے سامنے لایا جائے۔
- فرقہ وارانہ تنظیموں کو خلاف قانون قرار دیا جائے اور مذہبی منافرت پھیلانے کو قانونا جرم قرار دیا جائے۔ صرف ایسی سیاسی جماعتوں اور سیاسی تنظیموں کو کام کرنے کی اجازت ہو جو غیر فرقہ وارانہ بنیاد پر قائم کی جائیں۔
- مذہبی، نسلی، لسانی اور دیگر عوامل کی بجائے صرف قابلیت کی بنیاد پر ملازمتیں دی جائیں۔
- آج مسلم قیادت کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کو تعمیر نو کی بجائے تخریب پر احتجاج کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ اس رجحان کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دنیا میں آگے بڑھنے اور باعزت مقام حاصل کرنے کیلئے اشتعال کام کرنا ہو گا اور ساری دنیا کو اپنا دشمن نہیں جاننا چاہیے۔
- غربت کا خاتمہ کرنا ہو گا، عدل و انصاف پر مبنیٰ ایسا ماحول بنانا ہو گا تاکہ کوئی بھی غریب، بے روزگار، بے بس اور کمزور انسان تشدد کی راہ نہ اختیار کر لے۔

حاصل کلام

حاصل کلام

مقالہ پاکستان میں پر تشدد واقعات کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کے موضوع تحقیق سے جن نتائج پر میں پہنچی ہوں وہ حسب ذیل ہیں:

- تشدد کے معنی و مفہوم کی تحقیق کے مطابق تشدد ایک غیر انسانی فعل ہے۔ جس کا مطلب ظلم زبر دستی اور سختی ہے۔ تشدد میں غیر فطری طور پر جسمانی طاقت کا بے جا استعمال کر کے اپنے نظریے کو منوایا جاتا ہے۔
- اس تحقیق سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تشدد ازل سے ہمہ گیر مسئلہ ہے اور اسکی تین بڑی اقسام ہیں جن میں انفرادی تشدد، گروہی تشدد اور سیاسی تشدد شامل ہیں۔
- اس ریسرچ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ تشدد کی ہر ملک، قوم و طبقہ میں مختلف شکلیں، صورتیں اور مختلف حالتیں پائی جاتی ہیں جن میں گھریلو تشدد، جسمانی و جنسی تشدد، مالی و مادی تشدد، سماجی و جذباتی تشدد، ذہنی تشدد، لسانی و نسلی تشدد، مذہبی فرقہ وارانہ تشدد، جنگی تشدد، خودکشی، دہشت گردی اور خودکش حملہ شامل ہیں۔
- عمومی لحاظ سے تشدد کا آغاز وارتقاء قابیل اور ہابیل سے ہوا تھا جو کہ مختلف قوموں اور نسلوں سے ہوتا ہوا امت محمدیہ ﷺ میں تشدد خوارج کی شکل میں ظہور پذیر ہوا۔ جن کے عقائد و نظریات دین اسلام سے بالکل مختلف ہیں انھیں خوارج کا نام بھی دین سے نکل جانے پر دیا گیا۔ اور حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ کے مطابق خوارج کا ظہور قیامت تک ہوتا رہے گا۔
- تاریخی لحاظ سے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ہی اس ریاست میں تشدد کا آغاز ہو گیا تھا جو کبھی جاگیر دارانہ نظام کی صورت میں نظر آیا تو کبھی مارشل لاء کی صورت میں اور کبھی ہمسایہ ممالک کے سیاسی اتار و چڑھاؤ کی وجہ سے ہوا۔ پر تشدد واقعات کا مکمل آغاز ۹/۱۱ کے حادثے کے بعد ہوا۔
- پاکستان میں حالیہ پر تشدد واقعات کا آغاز ۲۰۰۰ء میں ہوا تھا۔ ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک عبادت گاہوں، امام بار گاہوں اور درگاہوں سمیت ملک بھر میں ۱۳۸ حملے پیش آئے۔ جن میں تقریباً ۲۳۶۸ سے زائد لوگ مارے گئے اور ۳۵۲۰ زخمی ہوئے۔ سب سے بڑے واقعات میں ایک واقعہ کراچی کی امام بار گاہ میں پیش آیا جس میں تقریباً ۴۴۸ لوگ لقمہ اجل بنے۔

- تشدد صرف عبادت گاہوں تک محدود نہیں رہا اس نے ہمارے تعلیمی نظام کو بھی نیست و نابود کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جیسا کہ اسلام آباد اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اور آرمی پبلک سکول پشاور میں پر تشدد حملہ کرکے پھولوں جیسے بچوں کو خون میں نہلا دیا۔
- ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک پاکستان میں تعلیمی اداروں میں قریباً ۴۱ کے قریب واقعات پیش آئے جن میں ۵۹۲ سے زائد جانیں ضائع ہوئیں اور ۶۹۱ لوگ زخمی ہوئے۔
- مجھے اس تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ انسانیت کے درجے سے گرے دہشت گردوں نے تشدد کے لئے عسکری، حکومتی اور نجی اداروں کا بھی بُرا حال کر دیا۔ جن میں واقعات کی اکثریت آرمی کانوائے، پولیس سٹیشنز اور چیک پوسٹ میں ہوئے۔ جن کی تعداد ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک ۱۸۲ کے قریب تھی۔ ان واقعات کی وجہ سے ۲۰۰۵ سے زائد لوگ مارے گئے اور ۵۰۰۹ لوگ زخمی ہو گئے۔
- میری تحقیق کے مطابق عوامی مراکز میں بازار، ہسپتال، جلسہ جلوس اور ہوٹلز کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جیسا کہ ۲۰۰۸ء میں اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل میں خودکش دھماکہ میں ۶۰ سے زائد لوگ شہید ہوئے اور ۲۶۶ لوگ معذورگی کے بستر پر لیٹ گئے۔ ۲۰۰۰ء سے لے کر ۲۰۱۶ء تک تقریباً ۱۲۰ کے قریب بے رحمانہ واقعات پیش آئے۔ جس کے نتیجے میں ۲۵۷۱ لوگ مارے گئے اور ۶۰۲۶ زخمی ہوئے۔
- اس تحقیق سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ پاکستان میں ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۶ء تک پر تشدد واقعات قریباً ۴۸۱ پیش آئے۔ جن میں ۷۵۳۶ معصوم جانیں ضائع ہوئیں اور ۱۵۲۴۶ کے قریب لوگ بستر مرگ پر اپنی موت کا انتظار کرنے لگے۔
- اس تحقیق سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاشرے میں ہونے والا تشدد اپنے پیچھے کئی سارے اسباب بیان کرتا ہے جو کہ تشدد کو پر تشدد میں بدل دیتے ہیں۔ جن میں فکری انحراف، تکفیر، جہاد کی غلط تشریح، قرآن فہمی میں کمی، پیغمبرانہ دعوت سے انحراف، بے مہار خطابت، نفس پرستی اور تکبر شامل ہیں۔
- تحقیق سے گزر کر مجھے معلوم ہوا کہ عدل سے محروم، غربت، کرپشن، بے روزگاری، احساس محرومی، لالچ، معاشی ناہمواریاں اور غضب حقوق یہ بھی تشدد کی اہم وجوہات ہیں۔
- اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تعصب، عدم برداشت، ریاستی قوانین سے بے خوفی، فرقہ واریت، اور نسلی و لسانی امتیاز خود تشدد کو اپنی حدوں سے نکل جانے پر مجبور کرتے ہیں۔

- مجھے اس تحقیق سے یہ جاننے کا موقع ملا کہ سیاسی غلبہ و استحصال اور حریت کی پامالی تشدد کے اہم عوامل و اسباب میں سے ایک ہیں۔
- اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے اسلام سراسر امن و سلامتی کا داعی ہے۔ وہ کسی بھی قسم کے تشدد کو پسند نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ ایک انسانی جان کی قتل کو تمام انسانیت کے قتل کے مترادف ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام قتل و غارت، فتنہ و فساف، دہشت گردی کی سخت مذمت کرتا ہے اور ساتھ ساتھ دنیا اور آخرت میں عذاب الہی کی وعید بھی دیتا ہے۔
- اس تحقیق سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ پر تشدد واقعات نے پاکستان کی ہر شعبہ زندگی کو بُری طرح متاثر کیا ہے۔ ان پر تشدد واقعات کا سب سے پہلا اثر انسانی جان پر پڑا جس میں کئی جانیں تشدد کی نظر ہو گئیں۔
- اس تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ تشدد کہ بے در پے واقعات نے معاشرے کا امن و سکون تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ خوف و فضاء کی وباء پھیلا کر لوگوں کو ذہنی طور پر مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔
- پر تشدد واقعات نے تعلیم کے معیار کی اہمیت کو تباہ کر دیا ہے۔ تعلیمی اداروں میں رونما ہوئے دہشت گردی کے واقعات نے بچوں اور والدین کے دل میں ایسا خوف پیدا کیا ہے کہ والدین ان بچوں کو تعلیمی اداروں میں بھیجنا ضروری نہیں سمجھتے۔ جس کی وجہ سے غربت، جہالت اور بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے اور ملک ترقی میں دوسری قوموں سے پیچھے رہ جاتا ہے۔
- اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ پر تشدد واقعات نے پاکستان کو معاشی لحاظ سے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ جو پیسہ ملک کی خوشحالی کے لئے استعمال ہونا تھا وہ عمارتوں کی مرمت اور لواحقین و زخمیوں کے علاج و معالجے میں لگ جاتا ہے۔ نیز پر تشدد واقعات نے پاکستان کی ہر صنعت کو نقصان پہنچایا جو معیشت کو عروج پر پہنچانے کا کام کرتے تھی۔ جس میں سیاحت، براہ راست بیرونی سرمایہ کاری، زراعت کی صنعت سب کو متاثر کیا ہے۔ سیاحت کی صنعت کو پر تشدد دواقعات کی وجہ سے تقریباً ۴۴ ملین ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا۔ اور براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کو ۸۲۶۴۴ ارب کا نقصان ہوا۔
- میری تحقیق کے مطابق پر تشدد واقعات نے شعبہ سیاست کو بھی بُری طرح متاثر کیا کہ لوگوں نے اب سیاست دانوں پر اعتبار کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ فاٹا اور خیبر پختونخواہ میں خواتین سیاست دانوں کو ہر طرح سے ہراساں کیا گیا اور کئی کو قتل بھی کر دیا گیا۔

○ اس تحقیق سے مجھے معلوم ہوا کہ دہشت گردی اور پر تشدد واقعات ہمارا تیسرا بڑا مسئلہ ہیں جن کی وجہ سے صرف ملک و قوم کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ملکی خوشحالی، معیشت، معاشرت، ملکی وحدت سب تباہ ہو جاتے ہیں۔ انسانی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ پر تشدد واقعات سے صرف اور صرف نقصان ہی حاصل ہوتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

١٦	قَدْ جَاء كُم مِّنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِيْنٌ------	المائدۃ	۵	١۵،١٦	١٦٦
١۷	مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ-------	المائدۃ	۵	٣٢	۴۷،۴۹
١٨	اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ-------	المائدۃ	۵	٣٣	٦۴
١٩	وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ	الانعام	٦	١۵١	۵۵
٢٠	اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ ---	التوبۃ	٩	١٨	٦۷
٢١	اِنَّ الظَّالِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ	ابراہیم	١۴	٢٢	۵٣
٢٢	اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّکَ بِالْحِكْمَةِ	النحل	١٦	١٢۵	٣٦
٢٣	وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ	الاسراء	١۷	٣١	۵۷
٢۴	وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ ---------	الاسراء	١۷	۷٠	۴٩،١۷۴
٢۵	ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ	مریم	١٩	٦٩	٦
٢٦	وَلَوْ لَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ	الحج	٢٢	۴٠	٦٨،٦٦
٢۷	وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ	الفرقان	٢۵	٦۷	٦۷
٢٨	اِنَّ اللّٰہَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ	القصص	٢٨	۷۷	۵١
٢٩	وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ	لقمان	٣١	١٩	٦٢
٣٠	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن-----	الحجرات	۴٩	١١	١۷۴

۳۱	يَآ ايُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ----	الحجرات	۴۹	۱۳	۱۸۴
۳۲	إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا	مزمل	۷۳	۶	۶
۳۳	وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدٍ	الفلق	۱۱۳	۵	۱۸۶

فہرست احادیث

۱۷	مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ	۶۰
۱۸	مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَ -----	۵۷
۱۹	مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلاَ عَدْ--	۶۳
۲۰	وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا	۶۴
۲۱	يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْن-----	۵۲
۲۲	يَا كَافِرُ فَهُوَ كَقَتْلِه	۵۹

فہرست اعلام

فہرست اماکن

مصادر و مراجع

القرآن الکریم

- اُردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۳ء۔
- الارھاب، اسبابہ، آثارہ، الوقایۃ منہ، یحییٰ بن موسیٰ الزھرانی، امام الجامع الکبیر بتبوک، ۱۴۲۶ھ۔
- اسلام اور انتہا پسندی، ثاقب اکبر، اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد حکومت پاکستان، ۲۰۰۹ء۔
- اسلام اور جدید فکری مسائل، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مکتبہ قاسم العلوم لاہور پاکستان۔
- اسلام اور دہشت گردی، ڈاکٹر خالد علویؒ، دعوۃ اکیڈم بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء۔
- اسلام اور مغرب، ڈاکٹر انیس احمد، ترجمان القرآن، جنوری ۲۰۰۷ء۔
- اسلام اور مغرب کے تہذیبی مسائل، سید قطب شہید، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ۱۹۸۷ء۔
- اسلام اور نسلی امتیاز، ڈاکٹر خالد علوی، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۶ء۔
- اسلام کا عمرانی نظام، پروفیسر چودھری غلام رسول چیمہ، علم و عفان پبلشرز اردو بازار لاہور، ۲۰۰۴ء۔
- اسلام کا معاشرتی نظام، ڈاکٹر خالد علوی، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور، ۲۰۰۹ء۔
- اسلامی بیداری (انکار و انتہا پسندی کے نرغے میں)، الدکتور یوسف القرضاوی، سلمان ندوی، مکتبہ تعمیر انسانیت اُردو بازار لاہور، ۱۹۸۷ء۔
- اعلیٰ ثانوی سطح کے طلبہ پر مغربی ثقافت کے اثرات، فرزانہ پروین، گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن کراچی، ۲۰۰۵۔
- اقوام عالم کے ادیان و مذاہب، عبد القادری شیبۃ الحمد حفظہ اللہ، ابو عبداللہ محمد شعیب حفظہ اللہ، ابو محمد محمد ادریس اثری حفظہ اللہ، مسلم پبلیکشنز سوہدرہ (گوجرانوالہ)، مئی ۲۰۰۷ء۔
- الام، محمد بن ادریس شافعی، بیروت لبنان: دار لمعرفہ، ۱۳۹۳ء۔
- امت مسلمہ کے فکری مسائل اور ان کا حل، حافظ اختر علی ارشد، جامعہ اسلامیہ لاہور۔
- امن عالم، مولانا وحید الدین خان، دار لتذکیر اُردو بازار لاہور، اکتوبر ۲۰۰۴ء۔
- انسانیت اور دہشت گردی، سید نایاب شاہ جہانگیری، گفناک گلاسگو (اسکاٹ لینڈ) یو کے، اگست 2015ء۔
- ایکسپریس نیوز۔
- البدایۃ والنھایہ، الحافظ ابن کثیر، طبعۃ مؤسسۃ المعارف و دار ابن حزم، بیروت ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹۔

- بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام، عزیز برنی، نگارشات پبلشرز ۲۴ مزنگ روڈ لاہور۔
- پاکستان میں نسلی تنازعات کا تصور، مشتاق میرانی، مطبوعہ سہ ماہی کراچی، ستمبر ۱۹۴۵ء۔
- پنجابی طالبان، مجاہد حسین، نگارشات مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۹ء۔
- پیغمبر امن ﷺ، مولانا منیر احمد وقار، پروفیسر اشفاق احمد خان، ڈاکٹر حمید اللہ، طارق جاوید عارفی، امام بخاری یونیورسٹی سیالکوٹ۔
- تاریخ الامم والملوک، محمد بن جریر طبری، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ء۔
- تاریخ خوارج، عمر ابو النصر، ترجمہ وتہذیب: رئیس احمد جعفری، مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور۔
- تشدد ماضی اور حال، ڈاکٹر سعید احمد، روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، ۷ جنوری ۲۰۰۸ء۔
- تشدد، آغا امیر حسین، کلاسک چوک ریگل مال روڈ لاہور۔
- تفہیم القرآن، سید ابو الاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۹۱ء۔
- الجامع الاحکام القرآن، ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔ کراچی، اکتوبر ۲۰۱۲ء۔
- جامع الترمذی، محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی اسلمی، داراحیاء التراث العربی بیروت۔
- جہاد اور دہشت گردی، حافظ مبشر حسین لاہوری، نعمانی کتب خانہ لاہور، اکتوبر ۲۰۰۳ء۔
- الجہاد فی الاسلام، سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لیمیٹڈ اردو بازار لاہور، جون ۱۹۹۲ء۔
- حرمت مسلم اور مسئلہ تکفیر، محمد یوسف ربانی، فضیلہ شیخ، دارالندلس لیک روڈ چوبرجی لاہور۔
- خدا کے لئے جنگ، کیرن آرم سٹرونگ، مترجم: محمد احسن بٹ۔
- خلافت وملوکیت، سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکشنز لمٹیڈ لاہور، ۱۹۷۲ء۔
- خودکشی، انعام الرحمٰن سحری، س۔ص ۱۵۷۔ سی گلبرگ، فیصل آباد۔
- خون جگر ہونے تک، احمد شبیر، آواز اشاعت گھر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔
- خون مسلم کی حرمت، شیخ الاسلام طاہر القادری، منہاج القرآن پبلکیشنز، اگست ۲۰۱۰ء۔
- دن نیوز۔
- دہشت پسندی اور اسلام، ڈاکٹر عبد الغنی، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی۔

- دہشت گردی، سلطان شاھد، وطن پرنٹنگ پریس لاہور، ۱۹۹۱ء۔
- دہشت گردی، انعام الرحمن سحری، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۰ء۔
- دہشت گردی اور فتنہ خوارج، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلکشنز لاہور، جنوری ۲۰۱۰ء۔
- دہشت گردی کے خلاف جمہوری ممالک، عرفان امتیازی، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۰۰ء۔
- رسائل و مسائل، سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۰ء۔
- روزنامہ اساس۔
- روزنامہ جنگ۔
- سازشیں بے نقاب، یاسر محمد خان۔
- سنن ابی داؤد، ابی داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، دارلکتعب العربی بیروت۔
- سنن النسائی، احمد بن شعیب ابوعبد الرحمن النسائی، عبد الفتاح ابو غدۃ، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب، ۱۴۰۶ھ۔
- سیرت ابن ھشام، ابن ھشام، محمد بن اسحاق بن یسار، سید یسین علی حسنی نظامی دہلوی، ادارہ اسلامیات. پبلشرز بک سیلرز لاہور۔
- شعب الایمان، احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخسروجردی الخراسانی، ابو بکر البیھقی، الدکتور عبد العلی عبد الحمید حامد، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ بومبای الھند، ۱۴۲۳ھ۔
- صحیح بخاری، الامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ، مولانا محمد داؤد دواز، مکتبہ دار الشعب القاھرۃ، ۱۴۰۶ھ۔
- صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری، دار الجبیل بیروت۔
- عالم اسلام اور دہشت گردی، عصر حاضر کے تناظر میں، ساحل نوید، معارف مجلہ تحقیق، جولائی- سمبر ۲۰۱۵ء
- عالم اسلام وسائل اور مسائل، حبیب اللہ اچکزئی، مکتبہ حسن کراچی، ۲۰۰۳ء۔
- العقد الفرید، عبد اللہ ربہ الاندلسی، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۹ء۔
- غریب القرآن، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری، احمد صفر، دار لکتاب العلمیۃ المصریۃ، ۱۹۷۸ء۔
- غیر رواداری اور تشدد، اندریاس بشتیہ و طاہر محمود، نرالی دنیا پبلی کیشنز دہلی، ۲۰۰۲ء۔
- الفاروق، شبلی نعمانی، مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۷۹ء۔
- فتح الباری، ابن حجر عسقلانی، دار لمعرفۃ بیروت، لبنان، ۱۳۷۹ھ۔

- فتنہ خوارج (تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ)، ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج القرآن پبلیکشنز ماڈل ٹاون لاہور، اگست ۲۰۱۰ء۔
- فجر السلام، احمد امین الصری، مطبعہ الاعتماد بشارع حسن اکبر المصر، ۱۹۲۸ء۔
- الفصل فی الملل والاھواء والنحل، ابو محمد علی بن احمد ابن حزم الظاہری، مکتبہ النجای القاھرہ۔
- فکر خوارج (خطرناک فتنوں کی حقیقت)، ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی، ابو عبد اللہ بن ابراہیم الفتح، الفرقان، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، پاکستان۔
- القاموس المحیط، فیروز آبادی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۵ء۔
- قاموس مترادفات، وارث سرہندی، ناشر اشفاق احمد، اُردو سائنس بورڈ اپر مال لاہور، اگست ۱۹۸۶ء۔
- الکامل فی التاریخ، حافظ ابن اثیر، دار صادر بیروت لبنان، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء۔
- کتاب مقدس
- کشاف اصلاحات سیاسیات، محمد صدیق قریشی، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۶ء۔
- گلوبلائزیشن اور عالم اسلام، شیخ عبد الرزاق عبد الغفار سلفی، ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہریؒ، ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمیٰ، مکتبہ الفہیم موناتھ بھنجن یوپی، نومبر ۲۰۱۴ء۔
- ماہنامہ الشریعہ، آراء و افکار، دار العلوم تعلیم القرآن، پلندری، آزاد کشمیر، جون ۲۰۱۴ء۔
- ماہنامہ دارالعلوم، "اسلام امریکہ اور دہشت گردی"، حبیب الرحمن الاعظمیٰ متعلم دارالعلوم دیوبند، رمضان شوال ۱۴۳۰ھ ستمبر-اکتوبر ۲۰۰۹ء۔
- ماہنامہ میثاق لاہور، ڈاکٹر اسرار احمد، جون ۲۰۰۷ء، مکتبہ خدام القرآن لاہور۔
- مسائل مسلم اور امن، ڈاکٹر فضل الرحمٰن یوسف فضلی، ادارہ تعمیر اخلاق، آلومہار، ضلع سیالکوٹ۔
- المستدرک علی الصحیحین، ابو عبد اللہ بن حاکم، دارالکتاب العلمیہ بیروت لبنان۔
- المسند، احمد بن حنبل، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء۔
- مصباح اللغات، مولانا ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاویؒ، عبد اللہ اکیڈمی الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور، ۲۰۱۲ء۔
- المعجم الوسیط، ابن سرور محمد اویس، عبد النصیر علوی، مکتبہ رحمانیۃ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔
- معجم متن اللغۃ، للصلاحۃ اللغوی الشیخ احمد رضا، دارالمکتبہ الحیاۃ بیروت، ۱۳۷۸ھ،

- مفردات القرآن ،امام راغب اصفہانی ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فروز پوری ،اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔
- مقالات سیرت ، دور حاضر میں مذہبی انتہا پسندی اور اسکا خاتمہ ، شعبہ تحقیق و مراجع ،وزارت مذہبی امور ، زکاۃ و عشر ، حکومت پاکستان اسلام آباد ، ۲۰۰۴ء۔
- الملل النحل ، ابو الفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی ، بیروت لبنان دار لمعرفۃ ، ۲۰۰۱ء۔
- المنجد عربی اُردو ، ڈاکٹر عطیہ رشید امجد ، دار الاشاعت کراچی ، ۱۹۷۰ء۔
- نبی امن و آشتی ﷺ ، پروفیسر مولانا محمد رفیق ، مکتبہ قرآنیات لاہور ، اگست ۲۰۰۹ء۔
- نوائے وقت۔
- نور اللغات ، مولوی نور الحسن نیر (مرحوم) ، نیشنل بک فاؤنڈیشن ، اسلام آباد ، ۱۹۸۵ء۔
- وحدت امت ، مولانا مفتی محمد شفیع ، محمد سرور طارق ، طارق اکیڈمی فیصل آباد ، ۲۰۰۴ء۔
- یہودیت ، عیسائیت اور اسلام ، شیخ احمد دیدات ، مصباح اکرام ، عبد اللہ اکیڈمی لاہور۔

انگریزی کتب:

- CMC'S Study Report On Suicide Attacks In Pakistan, Abdullah Khan , Conflict Monitoring Center,2011.
- Collective violence:Study of understanding , Avinash Gadhre,September16, 2105.
- Economic cost of terrorism: A case study of Pakistan, Arshad Ali, December ,24,2013
- Factor affecting tourism of Pakistan, Muhammad Fahad Khan, Emaan Sharif.
- Impact of "school Terrorism "in the milieu of Peshawar incident; Pakistan's Black day, December ,16,2014, Syed Sajjad Nasir Kazmi, Arshad Ali, National University Of Science and Technology , Islamabad, Pakistan, July ,15,2015.

- Impact of terrorism on Pakistan, Nadia Mushtaq, Institute of strategic studies Islamabad,2014.
- Pakistan Security Report 2010 ,M.Amir Rana, Pakistan institute of peace and studies , January2011.
- Sucide , Emile Durkhen , The Free Press ،1951.
- Terrorism and its phyco-social impact on society, Dr.Ritu Pareek, Birala institute of technology, Jaipur Campus (India),May 2016.
- The impact of terrorism on FDI inflow of Pakistan, Bushra Zulfiqar, University of the Punjab Pakistan, 2014.
- The longer impact of attacks on education and education systems, development and fragility and the implications for policy responses, Brendan O'Malley,United nations Educational, scientific and cultural organization,july 2010.
- The social,political and economic effects of the war on terror :Pakistan 2009 to 2011,Mr.TariqKhan,National graduate institute for policystudies (GRIPS)Tokyo,Japan,2013.
- The world Book Encyclopedia, Chicago(Field enterprise)Education Corporation ,1998,
- Timeline : Militant attacks on school in Pakistan ,Dec 16,2014,
- Akhtarsardar.blogspot.com/2016/10/blog-post_1.html.

- http ://www.urduencyclopedia.org/urdudictionary/index.php?title=?%
- http://dinutvei.no/urdu

- http://mobile.reuters.com/articles/idUSBRE96pONE20130726?irPC=932/
- http://tribune.com.pk/story/606634/Karachi_blast_leaves_several_injured/#UjtHsedutk.email/
- http://tribune.com.pk/story/607912/Ahmadi-persecution-police-bow-to-clerics-to-tear-down-minerats/
- http://www.britanica.com/topic/individual-violence,
- http://www.dawn.com/news.1222915۔
- http://www.foxnews.com/world/2013/07/11/police-bomb-explodes-near-minority-shite-mosque-in-northwest-pakistan- killing/
- http://www.mubashirnazir.org/ER/L0001-04-Ateism.htm,
- http://www.nacta.gov.pk/Downloads/10.Significant%20Incidents%20(25102016).pdf,/
- http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/railwayattack.htm,
- http://www.scribd.com/doc/109611329/factors-Affecting-Tourism-of-Pakistan/
- http://www.shahnawazfarooqi.com/158/psychology-of-extremism-and-terrorism-and-social-effects/,1:43PM,12/22/17
- http://www.terrorvictims.com/ur/index.php?page=defination&UID=39924
- http://www.urduweb.org/mehfil/threads/۱۲۹ے/خود-کش-حملوں-سے-متعلق-علماء-کرام-کے-فتاوی

- https:///Tribune.com.Pk/story/807617/timeline-milltant-attack-on-schools-in-Pakistan ۔
- https://www.18000respect.org.au/languages/urdu/what-is-sexual-assault/
- https://www.dawn.com/news/172253/
- https://www.dawnnews.tv/news/68673,
- https://www.geourdu.com/justice-insaf-islam-allah-quran-balance-order/
- https://www.merriam-webster.com/dictionary/violence .
- news.bbc.co.uk/1/hi/world/south_asia/6306049,9:46PM,9/6/17
- Sekho.com.pk/educational-articles/effects-of-terrorism-on-education-in-Pakistan/
- www.alriyadh.com/246486,5:10PM,12/31/17
- www.hamariweb.com/article.aspx?id=6003,violenceinpakistan,talalraza/
- www.hinduwebsite.com/hinduism/h_vioence.asp/
- www.ipiripak.org/education-and-terrorism/
- www.nawaiwaqt.com.pk/overseas/19-Aug-2011/پاکستان-دہشت-گردی-کی-زد-میں-,
- www.raziulislamnadvi.comگھریلو-تشدد-کی-روک-تھام-کی-تدابیر,
- www.raziulislamnadvi.comگھریلو-تشدد-کی-روک-تھام-کی-تدابیر,
- www.satp.org/satporgtp/countries/Pakistan/database/sec_attack.htm/
- www.shahnawazfarooqi.com/158/psycology-of-extremism-and-terrorism-and-social-effects ۔
- tasir.com/2016/10اسلام-میں-عبادت-گاہوں-کی-اہمیت-و-فضیلت